منٹو

اُوپر نیچے اور درمیان



گوشۂ ادب چوک انارکلی لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by e

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

KRI—55I

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُوپر
نیچے
اور
درمیان

سنگم کتاب گھر جامع مسجد دہلی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طارق
۱۹/۱۲/۸۴
۵۲

اوپر نیچے
اور
درمیان

سعادت حسن منٹو

ناشران
گوشۂ ادب ○ چوک انارکلی لاہور

نجم کتاب گھر جامع مسجد دہلی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باراوّل ۱۹۵۴ء قیمت للعہ

انشا پریس اُردو بازار لاہور میں طبع ہوئی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عنوانات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مہدی علی صدّیقی

کے

نام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پس منظر

(فرحیہ متعلق بہ المیہ)

"آج کی تازہ خبر سُنی آپ نے ؟"

"کوریا کی ؟"

"جی نہیں"

"بیگم جُوناگڑھ کی ؟"

"جی نہیں"

"قتل و غارت کی کسی نئی واردات کی ؟"

"جی نہیں۔ سعادت حسن منٹو کی"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"کیوں؟ ـــــ مر گیا؟"

"جی نہیں۔ کل گرفتار کیا گیا۔"

"فحاشی کے سلسلے میں؟"

"جی ہاں ـــ پولیس نے اس کی خانہ تلاشی بھی لی۔"

"کوکین یا ناجائز شراب وغیرہ نکلی؟"

"نہیں ـــــ اخباروں میں لکھا تھا۔ کہ اس کے مکان سے کوئی ناجائز چیز برآمد نہیں ہوئی۔"

"لیکن اس کا وجود بذاتِ خود ناجائز ہے۔"

"جی ہاں۔ کم از کم حکومت تو یہی سمجھتی ہے۔"

"پھر اسے برآمد کیوں نہ کیا گیا؟"

"یہ برآمد اور درآمد کا معاملہ حکومت کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ جسے چاہے برآمد کرے جسے چاہے درآمد کرے۔ سچ پوچھئے تو یہ کام حکومتوں ہی کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ وہ اس کا سلیقہ جانتی ہیں۔"

"اس میں کیا شک ہے۔"

"تو کیا خیال ہے آپ کا؟۔ اس مرتبہ تو منٹو کو پھانسی کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔"

"مل جائے تو اچھا ہے ـــــ روز کا ٹنٹا ختم ہو۔"

"آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ 'ٹھنڈا گوشت' کے بارے میں ہائی کورٹ نے اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے خلاف جو فیصلہ دیا ہے، اس کے بعد تو اس کمبخت کو خود بخود مر جانا چاہیئے تھا ——— میرا مطلب ہے خودکشی کر لینی چاہیئے تھی"

"اگر وہ اس کوشش میں ناکام رہتا"

"تو اس پر یقیناً مقدمہ چلتا۔ کہ اس نے اپنی جان لینے کی کوشش کی"

"میرا خیال ہے یہی وجہ ہے کہ وہ خودکشی سے باز رہا۔ وگرنہ وہ باز رہنے والا آدمی نہیں"

"تو آپ کا مطلب ہے، کہ وہ اپنی فحاشی جاری رکھے گا"

"اجی حضرت! یہ اس پر پانچواں مقدمہ ہے۔ اگر اسے باز رہنا ہوتا۔ تو پہلے مقدمے کے بعد ہی تائب ہو کر کوئی شریفانہ کام شروع کر دیتا"

"مثال کے طور پر گورنمنٹ کی ملازمت کر لیتا۔ گھی بیچتا۔ یا محلّہ پیر گیلانیاں کے غلام احمد صاحب کی طرح کوئی دوا ایجاد کر لیتا"

"جی ہاں۔ ایسے سینکڑوں شریفانہ کام ہیں۔ مگر وہ پرلے درجے کا ہٹ دھرم ہے رکھے گا اور ضرور رکھے گا"

"معلوم ہے آپ کو اس کا انجام کیا ہوگا؟"

"کچھ بُرا ہی نظر آتا ہے"

"چھ مقدمے اس پر پنجاب میں چل رہے ہوں گے۔ دس سندھ میں۔ چار صوبہ سرحد میں۔ تین مشرقی پاکستان میں ——— وہ ان کی تاب نہ لا کر پاگل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو جائے گا۔"

" دو مرتبہ تو پاگل ہو چکا ہے۔"

یہ اس کی دُور اندیشی تھی۔ ریہرسل کر رہا تھا۔ تاکہ جب سچ مچ پاگل ہو جائے۔ تو پاگل خانے میں آرام سے رہے۔"

" پاگل ہو کر کیا کرے گا۔"

" پاگلوں کو ہوشمند بنانے کی کوشش کرے گا۔"

" یہ بھی جُرم ہے۔"

" معلوم نہیں ——— یہ کوئی وکیل ہی بتا سکتا ہے کہ تعزیراتِ پاکستان میں اس کے لئے کوئی دفعہ موجود ہے یا نہیں۔"

" ہونی چاہیئے ——— پاگلوں کو ہوشمند بنانا دفعہ ۲۹۲ کی روشنی میں تو بہت خطرناک جُرم معلوم ہوتا ہے۔"

دفعہ ۲۹۲ کے بارے میں نواب ہائی کورٹ نے "ٹھنڈا گوشت" کا فیصلہ کرتے ہوئے صاف طور پہ کہہ دیا ہے کہ قانون کو مصنّف کی نیّت سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ نیک ہو یا بد۔ قانون کو صرف یہ دیکھنا ہے کہ میلان کیا ہے۔"

" اسی لئے تو میں عرض کر رہا تھا کہ پاگلوں کو ہوشمند بنانے کے فعل میں نیّت کیسی بھی ہو۔ اس کے میلان کو زیرِ غور رکھنا پڑیگا۔ اور ظاہر ہے کہ اس فعل کا میلان کسی صورت میں بھی بے ضرر قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"یہ قانونی موشگافیاں ہیں۔ ان سے ہمیں دور رہنا چاہیئے"

"آپ نے بہت اچھا کیا جو بروقت تنبیہہ کر دی ـــــ کیونکہ ایسی باتوں کے متعلق سوچنا ہی از خود ایک بڑا سنگین جرم ہے"

"لیکن حضرت ـــــ میں سوچتا ہوں اگر منٹو سچ مچ پاگل ہو گیا ـــــ تو اس کی بیوی بچوں کا کیا ہو گا"

"اس کے بیوی بچے جائیں جہنم میں۔ قانون کو ان سے کیا واسطہ"

"درست ہے ـــــ لیکن حکومت کیا ان کی مدد نہیں کرے گی؟"

"ہاں ـــــ حکومت ـــــ حکومت کی بات جدا ہے ـــــ میرا خیال ہے اسے مدد کرنی چاہیئے ـــــ اور کچھ نہیں تو اخباروں میں اس بات کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ اس کے متعلق غور کر رہی ہے"

"جب تک غور ہو گا تب تک معاملہ صاف ہو جائے گا"

"ظاہر ہے ـــــ اب تک ہوتا تو ایسا ہی رہا ہے"

"لعنت بھیجئے منٹو اور اس کی بیوی بچوں پر ـــــ آپ یہ بتایئے ہائی کورٹ کے فیصلے کا اردو ادب پر کیا اثر ہو گا"

"اردو ادب پر بھی لعنت بھیجئے"

"نہیں صاحب۔ ایسا نہ کہیئے ـــــ سنا ہے کہ ادب قوم کا بہت بڑا سرمایہ ہوتا ہے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ہو گا بھائی ——— ہم تو اسے سرمایہ کہتے ہیں جو نقدی کی صورت میں بینک میں پڑا ہو۔"

"لاکھ روپے کی بات کہی آپ نے ——— تو مومن۔ میر۔ احسن۔ شوق۔ سعدی۔ حافظ وغیرہ سب دفعہ ۲۹۲ صاف کر دے گی؟"

"کرنا چاہیئے ——— ورنہ اس کے وجود کا مطلب ہی کیا ہے؟"

"یہ جتنے ادیب اور شاعر بنے پھرتے ہیں۔ اب ان کو چاہیئے کہ ہوش میں آئیں اور کوئی شریفانہ پیشہ اختیار کریں۔"

"لیڈر بن جائیں۔"

"صرف مسلم لیگ کے۔"

"جی ہاں۔ میرا مطلب یہی تھا۔ کسی اور لیگ کا لیڈر بننا فحش ہے۔"

"بے حد فحش۔"

"لیڈری کے علاوہ اور بھی شریفانہ پیشے موجود ہیں۔ ڈاک خانوں کے باہر بیٹھ کر پاکیزہ عبارت میں خطوط نویسی کریں۔ دیواروں پر اشتہار لکھیں۔ بیروزگاروں کے دفتر میں کلرک ہو جائیں نیا نیا ملک بنا ہے۔ ہزارہا آسامیاں خالی ہیں۔ کہیں بھی سما جائیں۔"

"جی ہاں ——— اتنی خالی زمین پڑی ہے۔"

حکومت سوچ رہی ہے کہ طوائفوں اور رنڈیوں کے لئے راوی کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاس ایک بستی بنا دے تاکہ شہر کی غلاظت دور ہو۔ کیوں نہ ان شاعروں، افسانہ نگاروں اور ادیبوں کو بھی ان میں شامل کر لیا جائے۔"

"بہت اچھا خیال ہے۔ یہ لوگ وہاں خوش رہیں گے۔"

"لیکن انجام کیا ہوگا؟"

"انجام کی کون سوچتا ہے۔ جو ہونا ہوگا ہو جائے گا۔"

"ہاں۔ وہاں پڑے جھک مارتے رہیں۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ فحاشی کو فحاشی کاٹتی رہے گی۔"

"بڑا دلچسپ سلسلہ رہے گا۔"

"منٹو کو تو خاص طور پر وہاں اپنی دلچسپی کا من بھاتا سامان مل جائیگا۔"

"لیکن وہ کم بخت، ان کا مجرا سننے کے بجائے ان کے بارے میں لکھے گا۔ کئی سوگندھیاں کئی سلطانائیں پیش کریگا۔"

"کئی خوشیا۔ کئی ڈھونڈو۔"

"معلوم نہیں کم بخت کو ایسے گرے ہوئے انسانوں کو اٹھانے میں کیا مزا آتا ہے ــــــ ساری دنیا انہیں ذلیل اور حقیر سمجھتی ہے۔ مگر وہ ان کو سینے سے لگاتا ہے۔ ان کو پیار کرتا ہے۔"

"اس کی بہن عصمت نے اس کے متعلق کچھ ٹھیک ہی کہا تھا کہ منٹو کو عجیب و غریب تہلکہ ڈال دینے والی اور سوتوں کو چونکا دینے والی چیزوں سے بڑی رغبت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ وہ سوچتا ہے اگر بہت سے لوگ سفید کپڑے پہنے بیٹھے ہوں۔ اور کوئی کیچڑ مل کر وہاں چلا جائے۔ تو سب ہکا بکا رہ جائیں گے۔ سب لوگ رو پیٹ رہے ہوں۔ وہاں ایک اونچا قہقہہ لگا دو تو سب دم سادھ کر ٹکر ٹکر منہ دیکھنے لگیں گے۔ بس دھاک بیٹھ جائے گی۔ سکہ جم جائے گا!"

اس کا بھائی ممتاز حسین کہتا ہے۔ وہ نیکی کی تلاش میں نکلتا ہے اور اس کی ایک کرن ایسے انسان کے پیٹ سے نکالتا ہے جس کے بارے میں آپ اس قسم کی کوئی توقع ہی نہیں رکھتے ——— یہ ہے منٹو کا کارنامہ"

"یہ بڑی لغو حرکت ہے، بلکہ فحش حرکت ہے کہ ایسے انسان کے پیٹ سے روشنی کی ایک کرن نکالی جائے۔ جس میں سوائے انتڑیوں اور فضلے کے اور کچھ نہ ہو"

"اور کیچڑ دن کے سفید پوشوں لوگوں کے درمیان کود پڑا"

"یہ اور بھی فحش ہے"

"یہ اتنی کیچڑ لانا کہاں سے ہے"

"معلوم نہیں ——— کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالتا ہے ———"

"گندگی کا غواص جو ٹھہرا"

"آئیے ہم دعا مانگیں کہ خدا ہمیں اس کے لعنتی وجود سے نجات دلائے ——— اس میں خود منٹو کی بھی نجات ہے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" اس میں کیا شک ہے "

" اے خدا ـــــ اے رب العٰلمین ـــــ اے رحیم ، اے کریم ۔ ہم دو گنہگار بندے تیرے حضور گڑگڑا کر دعا مانگتے ہیں کہ تو سعادت حسن منٹو کو جس کے والد کا نام غلام حسن منٹو ہے اور جو بہت شریف ، پرہیزگار اور خدا ترس آدمی تھا ، اس دنیا سے اٹھا لے جہاں وہ خوشبوئیں چھوڑ دیتا ہے اور بدبوؤں کی طرف بھاگتا ہے ۔ نور میں وہ اپنی آنکھیں نہیں کھولتا ۔ لیکن اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے ۔ ستر سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں ۔ وہ انسانوں کا ننگ دیکھتا ہے ۔ مٹھاس سے اسے کوئی رغبت نہیں ۔ کڑواہٹوں پر البتہ جان دیتا ہے گھریلو عورتوں کی طرف وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ۔ لیکن بیسواؤں سے گھل مل کے باتیں کرتا ہے ۔ صاف اور شفاف پانی چھوڑ کے بدروؤں میں نہاتا ہے ۔ جہاں رونا ہے وہاں ہنستا ہے ۔ جہاں ہنسنا ہے وہاں روتا ہے ۔ کوئلوں کی دلالی میں جو اپنا منہ کالا کرتے ہیں ۔ ان کی کالک صاف کر کے ہمیں دکھاتا ہے ۔ تجھے بھول کر شیطان کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے ۔ جس نے تیری عدول حکمی کی تھی ۔

اے رب العالمین ـــــ اس شر انگیز ، نجس پسند اور شر پسند انسان کو اس دنیا سے اٹھا لے جس میں وہ بدکرداروں اور بداطواروں کے نامۂ اعمال کی سیاہیاں مٹانے کی کوشش میں مصروف ہے ـــــ اے خدا ۔ وہ بہت شر پسند ہے ۔ عدالتوں کے فیصلے اس کا ثبوت ہیں ۔ لیکن یہ ارضی عدالتیں ہیں ۔ تو اسے اس دنیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے اُٹھا اور اپنی آسمانی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ چلا۔ اور اس کو قرار واقعی سزا دے۔ لیکن دیکھ اُسے ادائیں بہت آتی ہیں ـــــ ایسا نہ ہو تجھے اس کی کوئی ادا پسند آجائے ـــــ لیکن تو سب کچھ جاننے والا ہے ہماری صرف یہ دعا ہے کہ وہ اس دُنیا میں نہ رہے۔ رہے تو ہم جیسا بن کر رہے جو ایک دوسرے کے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!"

۲۸ مئی ۵۲ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اللہ کا بڑا فضل ہے

اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان ـــــ ایک وہ زمانۂ جہالت تھا کہ جگہ جگہ کچہریاں تھیں۔ ہائی کورٹیں تھیں۔ تھانے تھے۔ چوکیاں تھیں، جیل خانے تھے، قیدیوں سے بھرے ہوئے، کلب تھے جن میں جوا چلتا تھا، شراب اُڑتی تھی۔ ناچ گھر تھے۔ سینما تھے۔ آرٹ گیلریاں تھیں، اور کیا کیا خرافات نہ تھی......

اب تو اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان، کوئی شاعر دیکھنے میں آتا ہے نہ موسیقار ـــــ لاحول ولا۔ یہ موسیقی بھی ایک لعنتوں کی لعنت تھی...... یعنی آخر گانا بھی انسانوں کا کام ہے؟...... تنبورہ لے کر بیٹھے ہیں اور گلا پھاڑ رہے ہیں۔ صاحب، کیا گا رہے ہیں، درباری کا نہڑہ۔ مالکوس۔ میاں کی ٹوڈی،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اڑا نہ اور جانے کیا کیا بکواس ...... کوئی ان سے پوچھے کہ جناب آخر ان راگ راگنیوں سے انسانیت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ کوئی ایسا کام کیجئے جس سے آپ کی عاقبت سنورے آپ کو کچھ ثواب پہنچے۔ قبر کا عذاب کم ہو۔

اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان ــــ ہوسیقی کے علاوہ اور جتنی لعنتیں تھیں ان کا اب نام ونشان تک نہیں اور خدا نے چاہا تو آہستہ آہستہ یہ زندگی کی لعنت بھی دور ہو جائے گی ......

میں نے شاعر کا ذکر کیا تھا ...... عجیب وغریب چیز تھی یہ بھی .... خدا کا خیال نہ آسکے رسول کی فکر بس معشوقوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی ریحانہ کے گیت گا رہا ہے، کوئی سلمیٰ کے ...... لاحول ولا، زلفوں کی تعریف ہو رہی ہے، کبھی گالوں کی ...... وصل کے خواب دیکھے جا رہے ہیں ..... کتنے گندے خیالات کے تھے یہ لوگ، ہائے عورت، وائے عورت ..... لیکن اب اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان اوّل تو عورتیں ہی کم ہو گئی ہیں اور جو ہیں پڑی گھر کی چار دیواری میں محفوظ ہیں ..... جب سے یہ خطۂ زمین شاعروں کے وجود سے پاک ہوا ہے فضا بالکل صاف اور شفاف ہو گئی ہے۔

میں نے آپ کو بتایا نہیں۔ شاعری کے آخری دور میں کچھ شاعر ایسے بھی پیدا ہو گئے تھے۔ جو معشوقوں کے بجائے مزدوروں پر شعر کہتے تھے۔ زلفوں اور عارضوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی جگہ ہتھوڑوں اور درانتیوں کی تعریف کرتے تھے ــــــ اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان کہ ان مزدوروں سے نجات ملی۔ کمبخت انقلاب چاہتے تھے، سُنا آپ نے؟ تختہ اُلٹنا چاہتے تھے حکومت کا۔ نظامِ معاشرت کا۔ سرمایہ داری کا اور نعوذ باللہ مذہب کا۔

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ ان شیطانوں سے ہم انسانوں کو نجات ملی۔ عوام بہت گمراہ ہوگئے تھے۔ اپنے حقوق کا ناجائز مطالبہ کرنے لگے تھے، جھنڈے ہاتھ میں لے کر لادینی کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے ــــ خدا کا شکر ہے کہ اب ان میں سے ایک بھی ہمارے درمیان موجود نہیں اور لاکھ لاکھ شکر ہے پروردگار کا اب ہم پر ملاؤں کی حکومت ہے، اور ہر جمعرات ہم حلوے سے ان کی ضیافت کرتے ہیں۔

آپ کو یہ سُن کر حیرت ہوگی کہ اس زمانے میں حلوے کا نام و نشان تک اُڑ گیا تھا ــــــ مسجدوں میں حجروں کے اندر بیچارے ملّا، خدا انہیں کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے، پڑے حلوے کو ترستے تھے۔ ان کی لمبی لمبی نورانی ڈاڑھیوں کا ایک ایک بال شیطانی اُستروں کی موت کی دعائیں مانگتا تھا۔ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ یہ دعائیں قبول ہوئیں۔ اب آپ اس کونے سے اُس کونے تک چلے جایئے۔ ساری دکانیں چھان ماریئے، ایک اُسترہ بھی آپ کو نہیں ملے گا۔ البتہ حلوہ جو کہ ہمارے رہنما ملّاؤں کی مذہبی خوراک ہے آپ کو اب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر جگہ اور ہر مقدار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔

اللہ کا بڑا فضل ہے ...... اب کوئی ٹھمری، دادرا نہیں گاتا، فلمی دھنیں بھی مر کھپ چکی ہیں۔ موسیقی کا ایسا جنازہ نکلا ہے اور اس طور پر اسے زمین میں دفن کیا گیا ہے۔ کہ اب کوئی مسیحا اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔ کتنی بڑی لعنت تھی یہ موسیقی۔ لوگ کہتے تھے یہ آرٹ ہے، کیسا آرٹ، کہاں کا آرٹ، یہ بھی کوئی آرٹ ہے کہ آپ نے کوئی گانا سنا اور دنیا کے دکھ درد تھوڑی دیر کے لئے بھول گئے۔ کوئی گیت سنا اور دل آپ کا بلیوں اچھلنے لگا ــــ حسن و عشق کی دنیا میں جا پہنچے ــــ لاحول ولا۔ آرٹ کبھی ایسا گمراہ کن نہیں ہو سکتا۔ "گھونگھٹ کے پٹ کھول" ــــ "پائل باجی چھنن، چھنن" ــــ "بابل بنہر مورا چھوٹو جائے" ــــ "رتیاں کہاں گوائیں رے"...... کوئی شرافت ہے ان بولوں میں۔ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اب ایسی خرافات موجود نہیں۔ الحمد للہ قوالی ہے سنئے اور سر دھنیئے۔ حال کھیلئے، ہو حق کے نعرے لگائیے اور ثواب حاصل کیجئے۔

مصوری بھی کچھ کم لعنت نہیں تھی۔ تصویریں بنتی تھیں۔ برہنہ، نیم برہنہ، مصور اپنی پوری قوتِ تصور حسن کی تخلیق میں صرف کر دیتے تھے۔ لیکن یہ کفر تھا۔ تخلیق صرف خدا کا کام ہے اس کے بندوں کا نہیں اور پھر حسن کی تخلیق، یہ تو گناہِ کبیرہ تھا۔ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ ہمارے درمیان آج ایک بھی مصور موجود نہیں جو تھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ان کی انگلیاں قلم کر دی گئیں، تاکہ وہ اپنی شیطانی حرکت سے باز رہیں ——
اب یہ عالم ہے کہ اس سرزمین پہ آپ کو ایک سیدھی لکیر بھی کہیں دیکھنے میں نہیں ملے گی۔ ایک آدمی بھی ایسا موجود نہیں جو غروبِ آفتاب کے حسین منظر کو دیکھ کر اسے کاغذ یا کپڑے پر منتقل کرنے کا خیال اپنے دل و دماغ میں لائے سچ پوچھیے تو اب وہ خوفناک حس ہی مٹ چکی ہے جسے طلبِ حُسن کہتے ہیں، تخلیقِ حُسن کی بات تو الگ رہی۔

ننگی عورتوں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں، ننگی عورتوں کے مجسّمے تراشے جاتے تھے اسی پر موقوف نہیں، ان کو بڑے پیار سے عجائب خانوں میں سجایا جاتا تھا۔ ان کے بنانے والوں کو انعام و اکرام دیئے جاتے تھے ——
جی ہاں، انعام و اکرام —— وظیفے دیئے جاتے تھے، القاب عنایت کئے جاتے تھے کہ واہ مصوّر صاحب، آپ نے ننگی عورت کی تصویر کیا خوب کھینچی ہے...... یہ پستان...... لاحول ولا، میں نے کس چیز کا نام لے لیا۔
معاف کیجئے، میں ابھی حاضر ہوا —— ذرا کلّی کر آؤں.......

کلّی کر آیا، لیکن منہ کا ذائقہ ابھی تک خراب ہے۔ معاف کر دیجیے گا مجھے سہواً میرے منہ سے ایک غلیظ چیز کا نام نکل گیا۔ لیکن آپ تو اس کا مطلب نہیں سمجھے ہوں گے، کیونکہ جتنے گندے اور خراب لفظ تھے سب کے سب لغات میں سے نکال دیئے گئے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کیا عرض کر رہا تھا؟ ـــــ جی ہاں ـــــ اللہ کا بڑا فضل ہے
کہ اب ایسا کوئی عجائب خانہ موجود نہیں جہاں ننگی تصویریں یا صرف تصویریں
جنہیں آرٹ کا نمونہ کہا جاتا تھا دیکھنے میں آئیں، ایسے جتنے عجائب خانے
تھے ان کو فوراً ہی ڈھا دیا گیا اور ملبہ دریاؤں میں ڈال دیا گیا، تا کہ ان کا نام و نشان
تک باقی نہ رہے۔

عُریانی کی وبا صرف تصویروں اور مجسّموں ہی تک محدود نہ تھی.....
شعروں اور افسانوں میں بھی پھیلی ہوئی تھی، وہ غزل اور وہ افسانہ بہت
کامیاب متصوّر کیا جاتا تھا جس میں عورت اور مرد کے جسمانی رشتے پر بحث کی
گئی ہو۔ کس قدر مریضانہ ذہنیت کے تھے وہ لوگ ـــــ روحانیت کے
بارے میں کبھی کچھ سوچتے ہی نہیں تھے۔ زمین کی باتیں کرتے تھے، اوپر سات
آسمان پڑے ہیں، اس کا علم ہی نہیں تھا اُن کو ـــــ جسم کی بھوک کا
سوچتے تھے، روح کی بھوک کیا ہوتی ہے، ان کے فلک کو بھی اس کا پتہ نہیں
تھا ـــــ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ جسم کی بھوک اب بالکل مٹ چکی ہے.....
اور اللہ کا فضل شاملِ حال رہا تو صرف روح ہی روح رہ جائے گی اور ہم فانی
انسانوں کا جسم سرے سے غائب ہی ہو جائے گا ـــــ خس کم جہاں پاک!
کوئی زمانہ تھا کہ سینکڑوں پرچے ادب کے نام پر شائع ہوتے تھے۔
ان میں لوگوں کا اخلاق بگاڑنے والی ہزاروں تحریریں آئے دن چھپتی تھیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

— سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ ادب کیا بلا تھی۔ ادب آداب سکھانے کی کوئی چیز ہوتی تو ٹھیک تھا۔ جو کہانیاں، افسانے، مضمون، نظمیں، غزلیں، ادب کا نام لے کر چھاپی جاتی تھیں۔ ان میں نہ تو چھوٹوں کو بڑوں کا لحاظ کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور نہ مغرب زدہ لوگوں کو ڈھیلا لگانے کی ترکیب ہی بتائی جاتی تھی یہ تو ایک بہت بڑا پاکیزہ فن ہے کہ آتے آتے ہی آتا ہے۔ لیکن اتنا بھی نہ تھا کہ عوام کو ڈاڑھی رکھنے اور لبیں کترونے ہی کی طرف مائل کیا جاتا۔

ادب ان نااہل ہاتھوں میں یہ رہ گیا تھا — عورت اور مرد کے جنسی مسائل — لاحول ولا قوۃ۔ انسان کی نفسیات۔ نعوذ باللہ یعنی ہم فانی انسانوں کی غیر فانی روح تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ حسن و عشق کی داستانیں خوبصورت مناظر کی تعریفیں، بڑے ہی خوشنما الفاظ میں — کوئی شام اودھ کی مدح سرائی کر رہا ہے کوئی صبح بنارس کی، قوس قزح کے رنگوں کو کاغذ پر اتارا جا رہا ہے۔ پھولوں، بلبلوں، کوئلوں اور چڑیوں پر ہزاروں صفحے کالے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن صاحبان، سوال تو یہ ہے — تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا —

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اب کوئی پھول رہا ہے نہ بلبل — پھولوں کا ناس مارا گیا، تو بلبلیں خود بخود دفان ہوگئیں — اسی طرح اور بہت سی واہیات چیزیں آہستہ آہستہ اس سرزمین سے جہاں ان کے سینگ سمائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چلی گئی ہیں ــــ

میں ادب کے متعلق عرض کر رہا تھا۔ ہاں صاحب میں نے آپ کو بتایا ہی نہیں آخر میں ادب کی ایک بالکل ہی نئی قسم پیدا ہو گئی تھی ــــ اس وقت لوگ کہتے تھے یہ حقیقی ادب ہے، یعنی جو کچھ ہم دیکھتے ہیں بیان کر دیتے ہیں ــــ غضب خدا کا...... غور فرمایئے اگر آپ کو اس وقت خدانخواستہ چھینک آجائے، تو مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں اس افسوسناک واقعے کو قلمبند کروں اور پھر ادب کے نام سے اسے دوسروں کے سامنے پیش کروں۔ چھینک آنا تھی، آگئی۔ اب اس حادثے کی تفصیلات میں جانے کی کیا ضرورت ہے ــــ اوّل تو یہ بات ہی سمجھ میں نہیں آسکتی کہ چھینک کے نفسیاتی پہلو کیا ہو سکتے ہیں؟ فرمایئے ہو سکتے ہیں؟ ہر چیز اسی ذات پاک کی طرف سے آتی ہے اور اسی کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اس نام نہاد ادب اور ان بر خود غلط ادیبوں کا اب نام و نشان نہیں رہا۔ کوئی رسالہ چھپتا ہے نہ جریدہ، صحیفہ ــــ نعوذ باللہ ــــ اس زمانے میں لوگوں کو اتنی جرأت تھی کہ اپنے ذلیل پرچوں کو صحیفے کہتے تھے اور خود کو صحافی...... اب تو صاحب، کوئی اخبار بھی نظر نہیں آتا۔ حاکم لوگ البتہ کبھی کبھار جب ضرورت پڑے تو ہماری معلومات کے لئے چند سطریں شائع کر دیتے ہیں۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اب صرف ایک اخبار حکومت کی طرف سے چھپتا ہے اور آپ جانتے ہی ہیں سال میں ایک آدھ بار جب کہ اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خبریں ہوتی ہی کہاں ہیں، اب کوئی ایسی بات ہونے ہی نہیں دی جاتی جو لوگ سنیں اور آپس میں چہ میگوئیاں کریں۔ وہ زمانہ تھا، لوگ بیکار ہوٹلوں اور گھروں میں یہ لمبے لمبے اخبار لئے گھنٹوں بحث کر رہے ہیں، کونسی پارٹی برسر اقتدار ہونی چاہیئے، کس لیڈر کو ووٹ دینے چاہیئے۔ شہر کی صفائی کا انتظام ٹھیک نہیں۔ آرٹ اسکول کھلنے چاہیئیں۔ عورتوں کے مساوی حقوق کا مطالبہ درست ہے یا نادرست۔ اور خدا معلوم کیا کیا خرافات،

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ ہماری دنیا ایسے ہنگاموں سے پاک ہے۔ لوگ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، اللہ کو یاد کرتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔ کسی کی برائی میں نہ کسی کی اچھائی میں۔

صاحبان میں سائنس کا ذکر کرنا تو بھول ہی گیا ـــــ یہ ادب کی بھی خالہ تھی۔ خدا محفوظ رکھے اس بلا سے۔ نعوذ باللہ اس فانی دنیا کو جنت بنانے کی فکر میں تھے۔ یہ لوگ جو خود کو سائنسدان کہتے تھے۔ ملعون کہیں کے۔ خدا کے مقابلے میں تخلیق کے دعوے باندھتے تھے۔ ہم مصنوعی سورج بنائیں گے جو رات کو تمام دنیا روشن کر دے گا۔ ہم جب چاہیں گے بادلوں سے بارش دوہ لیا کریں گے ـــــ ذرا غور فرمایئے، فرد کی خدائی تھی، جی اور کیا؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سرطان جیسی لاعلاج اور مہلک بیماری کا علاج ڈھونڈا جا رہا ہے۔ یعنی ملک الموت کے سامنے پنجہ لڑانے کی سعی فرمائی جا رہی ہے، ایک صاحب ہیں وہ دوربین لئے بیٹھے ہیں اور دعوے کر رہے ہیں کہ وہ چاند تک پہنچ جائیں گے۔ ایک سرپھرے بوتلوں اور مرتبانوں میں بچّے پیدا کر رہے ہیں۔ خدا کا خوف ہی نہیں رہا بھا پاجیوں کو...... اللہ کا بڑا فضل ہے کہ یہ سب شیطان ہمارے درمیان سے اُٹھ گئے۔

اب چاروں طرف سکون ہے۔ کوئی ہنگامہ نہیں، کوئی واردات نہیں، کوئی شاعر نہیں، کوئی مصوّر نہیں، زندگی یوں گزر رہی ہے، جیسے گزر رہی نہیں رہی، قلب کے لئے یہ کتنی اطمینان دہ چیز ہے، لوگ پیدا ہوتے ہیں، مر جاتے ہیں، کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ زندگی سے لے کر موت تک ایک بے آواز صاف شفاف دھارا بہا چلا جا رہا ہے۔ کوئی بھنور ہے نہ بلبلہ، لوگ دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ ٹھنڈی ریت پہ لمبی تانے سو رہے ہیں۔ اور کیوں صاحبان! کیا جی نہیں چاہتا کہ اسی طرح سوئے رہیں، حتیٰ کہ جنّت میں دودھ کی نہروں کے کنارے ہماری آنکھیں کھلیں ــــــ اوپر دیکھیں تو انگور کے خوشے جھک کر ہمارے منہ میں آ جائیں۔ اور ہم پھر سو جائیں۔

....

یہ...... یہ اخبار کہاں سے آیا؟ ــــ اوہ ہم سو گئے تھے..... سرکاری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈاکیہ پھینک گیا ہوگا ..... بڑی دیر کے بعد آیا ہے پرچہ ..... دیکھیں کیا لکھا ہے ..... وہ زمانہ بڑا تھا صاحبان لیکن ایک بات تھی ـــــ سُنا ہے کہ اخبار دں کی لکھائی چھپائی بہت ہی خوبصورت ہوتی تھی ـــــ لیکن خوبصورتی کا کیا ہے ..... معاذاللہ ..... یہ کیا ؟

ٹھہریئے ٹھہریئے ـــــ لیکن میری نظریں تو دھوکا نہیں دے رہیں ؟ جی نہیں ، صاف پڑھا جا رہا ہے ـــــ حکومت شش و پنج میں ـــــ مملکت میں ایک آدمی گرفتار کیا گیا ہے ..... گرفتار ؟ ـــــ گرفتار کیا گیا ہے ؟ ـــــ الزام یہ ہے کہ وہ گلی گلی اور کوچے کوچے یہ شور مچاتا پھرتا تھا کہ میں اس مملکت میں نہیں رہنا چاہتا جہاں خدا تو ہے پر شیطان نہیں ہے ..... نعوذ باللہ ..... نامہ نگار خصوصی کا بیان ہے کہ جب ملزم کو حکام بالا کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے چلانا شروع کر دیا "یہاں جلدی شیطان بلاؤ ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا" ـــــ نامہ نگار خصوصی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ملزم نے اپنی صفائی میں یہ انکشاف کیا کہ اس کے قبضے میں حضرت علامہ اقبال نوراللہ مرقدہٗ کا شعر موجود ہے ، شعر فارسی زبان کا ہے جسے ہم یہاں درج کرتے ہیں :-

مزی اندر جہان کور ذوقے　　　　کہ یزداں دارد و شیطاں ندارد

لیکن یہ شعر علامہ مرحوم کے مطبوعہ کلام میں کہیں بھی موجود نہیں ، حالانکہ وہ حکومت کی نگرانی میں چھاپا جاتا رہا ہے ـــــ بالکل درست ہے ـــــ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملزم صرف بجائے چال بازی کر رہا ہے..... آگے کیا لکھا ہے ــــ جی میں پڑھتا ہوں ــــ الزام کی نوعیت بہت سنگین ہے، لیکن حکومت سخت شش و پنج میں ہے۔ کہ ملزم پر مقدمہ کیسے چلائے، کیونکہ کوئی عدالت ہی موجود نہیں ــــ مقدمے کی سماعت ہو تو سزا ملنے کی صورت میں اسے رکھا کہاں جائے۔ کیونکہ مملکت میں ایک بھی جیل موجود نہیں...... لیکن سنا ہے کہ حکومت فوراً ہی ایک حوالات، ایک عدالت اور ایک جیل تعمیر کرا رہی ہے۔

اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان کہ حکومت نے معاملے کی اہمیت اور نزاکت کو سمجھ لیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ضرورت ہے

محکمۂ خدماتِ خاصہ کو مندرجہ ذیل عارضی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ (نئی وزارت بننے پر نئے تقررات ہوں گے) چھپے ہوئے فارم موجود نہیں۔ اس لئے امیدوار سادہ کاغذ ہی پر درخواست لکھ کر روانہ کریں، جو لکھنا نہیں جانتے وہ سادہ کاغذ ہی روانہ کر دیں۔ مگر ہر درخواست کے ساتھ دس روپے کی منی آرڈر کی رسید ہونی چاہیئے جو کسی بھی صورت میں واپس نہ ہونگے۔ صرف انہی امیدواروں کی درخواست پر غور کیا جائے گا جو پاکستان کے باشندے ہوں۔ مقامی مہاجرین کو ترجیح دی جائے گی۔ جو مہاجر ہیں ان کو دس کے بجائے بیس روپے کے منی آرڈر کی رسید اپنی درخواست کے ساتھ بھیجنی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چاہیئے ــــــ دفتر میں چونکہ پڑے کا خاطر خواہ انتظام نہیں اس لئے خواتین درخواست بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔

(۱) ایک ڈپٹی ڈائرکٹر ــــــ تنخواہ چھ سو روپے ماہوار۔ چالیس روپیہ سالانہ ترقی۔ تنخواہ کی آخری حد ایک ہزار روپیہ ماہوار ــــــ

خصائص:۔ (۱) قسم اول کا قصیدہ گو ہو۔ (۲) کم از کم پانچ برس تک کسی ریاست کے نواب کی مصاحبت میں رہ چکا ہو۔ (۳) پک نک پارٹیز کا انتظام بطریق احسن کر سکتا ہو، کیفتے بنانے کا طریقہ جانتا ہو۔ (۴) بچپن میں گڈریا رہ چکا ہو (۵) تنے ہوئے رسّے پر چل سکتا ہو۔ (۶) سانپ، ریزر بلیڈ گراموفون کی سوئیاں اور کانچ کے ٹکڑے کھا سکتا ہو۔ (۷) کم از کم دو فلموں میں ولن کا پارٹ ادا کر چکا ہو۔ (۸) رمل، جفر اور فراست الید سے شغف رکھتا ہو۔ (۹) سارنگی بجا سکتا ہو۔ (۱۰) ایک آنکھ بھینگی، ایک کان مڑا ہوا، پانچ دانت مصنوعی ہوں، سر پہ گنج ہو اور قد تین فٹ سوا سات انچ ہو۔

چھوٹی چھوٹی جون گلبرٹ اسٹائل کی مونچھیں امیدوار کی زائد خصوصیات میں شمار کی جائیں گی۔

(ب) ایک اسسٹنٹ ڈائرکٹر تنخواہ پانچ سو روپے ماہوار۔ پچیس روپے سالانہ ترقی، تنخواہ کی آخری حد آٹھ سو روپے ماہوار

خصائص:۔ (۱) دوسرے درجے کا قصیدہ گو ہو (۲) کم از کم چار برس تک سرکس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کام کر چکا ہو۔ (۳) چار برس سرکس میں کام کرنے کے فوراً بعد کم از کم ایک برس تک کسی اُردو روزنامے میں بحیثیت مترجم کام کرتا رہا ہو (۴) سوتے میں چلنے پھرنے کا عادی ہو (۵) لانڈریوں کے متعلق معلومات کافی وسیع ہوں (۶) اپنے کنبے کے کم از کم چار افراد کی موت کا صدمہ سہہ چکا ہو (۷) خالی ٹوپی میں سے خرگوش نکالنا جانتا ہو (۸) دہنی آنکھ میں پھولا ہو اور بائیں کان سے بہرا ہو۔ سامنے کے دو دانتوں میں سونے کی کیلیں جڑی ہوں۔

ہر وقت انگلیوں کے ناخن دانتوں سے کاٹتے رہنا امیدوار کی زائد خصوصیت متصوّر کی جائے گی۔

(ج) **ایک انفارمیشن آفیسر**۔ تنخواہ تین سو پینسٹھ روپے آٹھ آنے ماہوار۔ سالانہ ترقی پچیس روپے سوا چار آنے۔ تنخواہ کی آخری حد سات سو انتیس روپے دس آنے پانچ پائی۔

خصائص:۔ قطب صاحب کے مینار کے زینوں کی صحیح تعداد جانتا ہو (۲) کم از کم سوا تین برس تک کوئی عمدہ قہوہ خانہ اپنے زیر اہتمام چلا چکا ہو۔ (۳) ریڈیائی ڈراموں میں عورت کا پارٹ ادا کرتا رہا ہو۔ (۴) گھڑی سازی جانتا ہو۔ (۵) ہدایت نامہ بیوی اور ہدایت نامہ خاوند مصنفہ کویراج ہرنام دت ٹھاکر نوکِ زبان ہو (۶) تاش کے کم از کم پندرہ کھیل جانتا ہو (۷) عمر ستائیس برس چھ مہینے اور تین دن ہو۔ دونوں ہاتھوں میں ایک ایک انگلی زائد ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کم از کم ایک برس تک کسی مڈل سکول میں ڈرل ماسٹر کی حیثیت سے کام کرنا امیدوار کی زائد خصوصیت سمجھی جائے گی۔

(د) ایک ریسرچ آفیسر:۔ تنخواہ تین سو پینسٹھ روپے پونے آٹھ آنے ماہوار۔ سالانہ ترقی پچیس روپے چار آنے ایک پائی۔ تنخواہ کی آخری حد سات سو بیس روپے گیارہ آنے نو پائی۔

خصائص:۔ ۱۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ ہو (۲) ہارمونیم بجانے میں مہارتِ تامّہ رکھتا ہو (۳) کم از کم سوا دو برس تک کسی ریلوے ورکشاپ میں کام کر چکا ہو (۴) ناک میں بولتا ہو (۵) خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا بنانے کی ترکیب جانتا ہو۔ (۶) بیلوں کی نسل کشی کے متعلق کافی معلومات رکھتا ہو (۷) عمر انتیس برس اور ایک دن۔ وہ امیدوار جو گرلز سکول میں دینیات کا معلّم رہ چکا ہو اسے ترجیح دی جائیگی۔

(س) دو ایڈیٹر:۔ تنخواہ دو سو پچاس روپے ماہوار۔ سالانہ ترقی گیارہ روپے تنخواہ کی آخری حد چار سو بیس روپے ماہوار۔

ایک ایڈیٹر کے خصائص:۔ (۱) سائیکل چلانا جانتا ہو (۲) اونچے اور ڈھیچے کے پہاڑے زبانی یاد ہوں (۳) درخواست دینے کے وقت تک چھ افسانے، دس غزلیں، سات قطعے اور بائیس رباعیاں لکھ چکا ہو (۴) کمر کا درد دور کرنے والی دوا کا موجد ہو (۵) کم از کم چھ برس تک کسی روزانہ اخبار میں خریداروں کے نام کی چٹیں لکھنے کا کام کر چکا ہو (۶) دندان سازی کا کام جانتا ہو۔ دندان سازی کے کسی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کالج کی سند کی ضرورت نہیں۔ (۷) عمر چھبیس برس سوا سات ماہ۔
کبڈی کھیلنے والے امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔
دوسرے ایڈیٹر کے مطلوبہ خصائص :- (۱) کسی ہفتہ وار فلمی اخبار میں
کم از کم چھ مہینے اور سات دن تک خریداروں کے سوالوں کا جواب دے رہا ہو
(۲) سائن بورڈ لکھنا جانتا ہو (۳) دن میں کم از کم تئیس پان کھاتا ہو (۴) ہندوستان
اور پاکستان کی تمام ایکٹرسوں کے پتے جانتا ہو۔ (۵) محاوراتِ نسواں پڑھ چکا ہو
(۶) کم از کم ایک بار تپِ محرقہ میں مبتلا رہ چکا ہو۔
جس امیدوار کے منہ پر چیچک کے داغ ہوں، اس کو ترجیح دی جائیگی۔
(۳) دو اسسٹنٹ ایڈیٹر :- تنخواہ ایک سو پچھتر روپے ماہوار۔
تین روپے سالانہ ترقی۔ تنخواہ کی آخری حد دو سو روپے ماہوار۔
ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر کے مطلوبہ خصائص :- کسی سیاسی تحریک
میں حصہ لینے کے باعث نو مہینے اور پانچ دن جیل میں رہ چکا ہو (۲) ہندوستانی
رقص سے شغف رکھتا ہو (۳) بٹیریں لڑانے کے فن میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔
(۴) دسویں جماعت میں جواب مضمون لکھنے پر انعام حاصل کر چکا ہو۔ (۵) گلاس
کے ذریعے سے ریزر کے پرانے بلیڈ تیز کر سکتا ہو (۶) کسی ایکسپورٹ امپورٹ کمپنی
میں بحیثیت کلرک کم از کم تین مہینے ملازمت کر چکا ہو۔
جس امیدوار کی تاریخ پیدائش یکم جنوری ۱۹۱۴ء ہوگی اسے ترجیح دی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جائے گی۔

دوسرے ایڈیٹر کے مطلوبہ خصائص:- (۱) کسی سلوتری کے ہاں کم از کم تین مہینے تک بحیثیت اسسٹنٹ کے کام کر چکا ہو۔ (۲) صرف نسوں کے متعلق معلومات رکھتا ہو۔ (۳) اسکول میں سکاؤٹ رہ چکا ہو اور سٹینڈرڈ رفٹ بیج حاصل کر چکا ہو۔ (۴) کسی بھی پوسٹ آفس کے باہر کم از کم ایک برس تک خطوط نویسی کا کام کرتا رہا ہو (۵) رکھ لیا یہ بخشلئے بر حالِ ما، از برباد ہو (۶) دائمی زکام میں مبتلا ہو۔

جو امیدوار لنگڑا تا ہو گا اس کو ترجیح دی جائے گی۔

(ش) ایک فوٹوگرافر: تنخواہ ایک سو ننانوے روپے ماہوار۔ روٹی کپڑا علیحدہ سالانہ ترقی ندارد۔

خصائص:-

۱۔ عینکوں کی ٹوٹی ہوئی کمانیاں درست کر سکتا ہو۔

۲۔ محکمہ اشتہار میں کم از کم ڈیڑھ برس ملازمت کر چکا ہو۔

۳۔ سٹہ کھیلنا جانتا ہو۔

۴۔ پسینے کی ہوائیاں کاٹ سکتا ہو۔

۵۔ "فانوسِ خیال" نامی رسالے میں جس کو بند ہوئے تقریباً دس برس ہو گئے ہیں ایک مضمون بعنوان "فوٹوگرافی کے کمالات عرف شانِ الٰہی" لکھ چکا ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیدوار جس کے پاس ایشین کتا ہوگا۔ اسے ترجیح دی جائے گی۔

نوٹ:۔ متذکرہ صدر اسامیوں کے لئے درخواستیں بھیجنا ضروری نہیں، لیکن زرِ داخلہ بھیجنا اشد ضروری ہے، اس لئے کہ محکمہ خدمات خاصہ مشتہرہ اسامیوں کی تلاش اور ان کو حاصل کرنے میں اپنی گرہ سے کافی روپیہ خرچ کر چکا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میری شادی

میں نے کبھی لکھا تھا کہ میری زندگی میں تین بڑے حادثے ہیں، پہلا میری پیدائش کا جس کی تفصیلات کا مجھے کوئی علم نہیں۔ دوسرا میری شادی کا، تیسرا میرا افسانہ نگار بن جانے کا۔ آخری حادثہ چونکہ ابھی تک چلا جا رہا ہے، اس لئے اِس کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔

وہ لوگ جو میری زندگی کے اندر جھانک کر دیکھنا چاہتے ہیں، اُن کی خاطر میں اپنی شادی کی داستان بیان کرتا ہوں۔ یہ من وعن نہیں ہوگی، کیونکہ بعض واقعات مجھے مصلحتاً گول کرنے پڑیں گے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں پہلے اس حادثے کا عقبی منظر پیش کرتا ہوں تاکہ اس کی تفصیلات
اُبھر آئیں۔ سن مجھے یاد نہیں۔ غالباً بارہ تیرہ برس پہلے جب علی گڑھ یونیورسٹی
سے مجھے اس لئے باہر نکال دیا گیا تھا کہ مجھے دِق کا عارضہ لاحق ہے، میں
اپنی بہن سے کچھ روپیہ لے کر صحت درست کرنے کی خاطر بٹوت، (جموں اور
کشمیر کے درمیان ایک گاؤں) چلا گیا۔ یہاں تین مہینے قیام کرنے کے بعد میں
واپس اپنے شہر امرتسر میں آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری بہن کا لڑکا فوت ہو گیا
ہے۔ (وہ بمبئے میں بیاہی ہوئی تھی۔ چند روز امرتسر رہ کر واپس بمبئے چلی
گئی تھی)

یہاں پر میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں والد کے سائے سے محروم تھا۔
بہن کی شادی پر جو جمع پونجی موجود تھی وہ میری سادہ لوح اور نیک دل ماں نے
میرے بہنوئی کے حوالے کر دی تھی۔ اب یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہم دوسروں کے
محتاج تھے۔ میرے دو بڑے بھائی ہمیں چالیس روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے۔

امرتسر آتے ہی میرا دل و دماغ سخت مضطرب ہو گیا۔ جی چاہتا تھا کہیں
بھاگ جاؤں، یا خودکشی کر لوں۔ مضبوط ارادے کا مالک ہوتا تو یقیناً میں نے
خود کو ہلاک کر لیا ہوتا، اسی لئے جب بمبئے سے ہفتہ وار مصور کے مالک
مسٹر نذیر نے مجھے خط لکھا کہ میں بمبئے آ کر ان کے پرچے کی ادارت سنبھال لوں
تو میں نے فوراً بوریا بستر باندھا اور بمبئے چل دیا۔ میں نے یہ بھی نہ سوچا کہ والدہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امرت سر میں اکیلی رہ جائے گی ۔

مسٹر نذیر نے مجھے چالیس روپے ماہوار پہ نوکر رکھ لیا۔ جب میں اُن کے دفتر میں سونے لگا تو انہوں نے کرائے کے طور پہ دو روپے تنخواہ میں سے کاٹنا شروع کر دیئے ۔ اس کے بعد جب انہوں نے مجھے امپیریل فلم کمپنی میں بحیثیت منشی یعنی مکالمہ نگار چالیس روپیہ ماہوار پہ ملازم کرا دیا تو میری تنخواہ آدھی یعنی بیس روپے کر دی ، جس میں سے دو روپے دفتر کو رہائش کے لیے استعمال کرنے کے سلسلے میں کاٹے جاتے رہے ۔

یہ وہ زمانہ تھا جب انتہائی عروج کے بعد امپیریل فلم کمپنی روبہ تنزّل تھی۔ اس کے مالک سیٹھ آرڈیشر ایرانی جو ایک باہمت آدمی تھے سرتوڑ کوششوں میں مصروف تھے کہ اُن کی کمپنی کی حالت سنبھل جائے ۔

ظاہر ہے کہ ایسی ڈگ مگ حالت میں ملازموں کو تنخواہیں وقت پہ نہیں ملتی تھیں ۔ سیٹھ آرڈیشر نے ایک اور ظلم کیا کہ ہندوستان کا پہلا رنگین فلم بنانے کا فخر حاصل کرنے کے لیئے باہر سے "سنے کلر پروسس" کی مشینیں منگوا لیں ۔ وہ اس سے پیشتر ہندوستان کا سب سے پہلا ناطق فلم "عالم آرا" پیش کرنے کا فخر حاصل کر چکے تھے ۔

کمپنی پر جب یہ رنگین بوجھ پڑا تو اُس کی مالی حالت اور بھی کمزور ہو گئی ، مگر جُوں توں کام چلتا رہا ۔ کچھ نہ کچھ اڈوانس کے طور پہ مل جایا کرتا تھا ؛ باقی حساب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں جمع رہتا تھا۔

اتفاق ایسا ہُوا کہ اِس رنگین فلم کی ڈائرکشن مسٹر موتی، بی، گِڈوانی کے سپرد ہوئی جو تعلیم یافتہ تھے اور مجھے پسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہانی لکھنے کے لئے کہا۔ جو میں نے لکھ دی اور انہوں نے پسند کی، مگر ایک پیچ آن پڑا کہ وہ سیٹھ سے کیسے کہیں کہ پہلی رنگین فلم کی کہانی کا مصنّف ایک معمولی منشی ہے۔ بہت سوچ بچار کے بعد یہ طے ہُوا کہ اچھے دام وصول کرنے کی خاطر کہانی پر کسی شخصیت کا نام دیا جائے۔

ایسی کوئی شخصیت، میرے دائرہ احباب میں نہیں تھی۔ لیکن جب میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو مجھے بہت دور شانتی نکیتن میں پروفیسر ضیاء الدین (مرحوم) دکھائی دیئے جو ٹیگور کی یونیورسٹی میں طلبا کو فارسی پڑھاتے تھے۔

میں نے اُن کو خط لکھا، چونکہ وہ مجھ سے پیار کرتے تھے، اس لئے وہ ہمارے اس فراڈ میں شریک ہو گئے۔

کہانی چنانچہ اُنہی کے نام سے پیش ہوئی اور بہت بُری طرح ناکام رہی۔ کمپنی کی حالت اور بھی ابتر ہو گئی۔ اس دوران میں مسٹر نذیر کی سفارش سے مجھے سو روپے ماہوار پر فلم سٹی میں ملازمت مل گئی۔ کاردار صاحب کلکتے سے بمبے آئے تو فلم سٹی نے ایک فلم کے لئے اُن سے معاہدہ کیا۔ کہانیاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طلب کی گئیں۔ اِن میں ایک میری بھی تھی جو میاں کاردار نے پسند کی اور اُس پہ کام بھی شروع کر دیا، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

سیٹھ آرڈیشیر کو پتہ چل گیا کہ میں "فلم سٹی" میں ہوں۔ گو اُن کی وہ پہلی سی ساکھ نہیں تھی، لیکن اپنے تمام ہم عمر فلم پروڈیوسروں پر اُن کا رعب اور دبدبہ ویسے کا ویسا قائم تھا۔ "فلم سٹی" کے مالکوں کو انہوں نے کچھ ایسی ڈانٹ پلائی کہ مجھے کان سے پکڑ کر واپس امپیریل فلم کمپنی میں بھیج دیا گیا اور ساتھ ہی میری کہانی بھی۔

اب میری تنخواہ چالیس کے بجائے اسّی کر دی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ مجھے میری کہانی کا معاوضہ علیحدہ ملے گا۔ اس کہانی کی ڈائرکشن حافظ جی (رتن بائی والے) کے سپرد کی گئی۔

جب میں "فلم سٹی" میں ملازم ہوا تھا تو میں نے "مصوّر" کے دفتر میں رہائش چھوڑ کر پاس ہی ایک نہایت ہی غلیظ چالی (بلڈنگ) میں ایک کھولی (کمرہ) نو روپے ماہوار پر لے لی تھی۔ اِس میں اس قدر کھٹمل تھے کہ چھت پر سے بارش کے قطروں کی طرح گرتے تھے۔

اس دوران میں میری والدہ بمبے آ گئی تھی اور اپنی لڑکی کے پاس قیام پذیر تھیں۔ جب پہلی مرتبہ وہ مجھ سے ملنے کے لئے اس غلیظ کھولی میں آئیں تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میرے اور میرے بہنوئی کے تعلقات کشیدہ تھے۔ اب اُسے خدا بخشے مگر اُس کا کردار بہت ہی خراب تھا۔ میں چونکہ نکتہ چینی کرتا تھا، اس لئے اُس نے اپنے گھر میں میرا داخلہ بند کر دیا تھا اور میری بہن پر یہ پابندی عائد کر دی تھی کہ وہ مجھ سے نہیں مل سکتی۔

میں اپنی ماں کے آنسوؤں کا ذکر کر رہا تھا۔ جو اس لئے اُن کی آنکھوں سے نکلے تھے کہ اُن کا بیٹا جو ناز و نعم میں پلا تھا اب زمانے کی گردش سے ایسی غلیظ جگہ میں رہتا ہے۔ اُس کے پاس کپڑے نہیں۔ رات مٹی کے تیل کا لیمپ جلا کر کام کرتا ہے۔ ہوٹل میں روٹی کھاتا ہے۔

وہ جب تک روتی رہیں، میں شدید قسم کی دماغی اور روحانی اذیت میں مبتلا رہا۔ جو دن گذر چکے ہیں، اُن کی یاد میرے نزدیک ہمیشہ فضول رہی ہے اور پھر رونے دھونے کا کیا مطلب ہے۔ مجھے ہمیشہ "آج" سے غرض رہی ہے۔ گذری ہوئی کل یا آنے والی کل کے متعلق میں نے کبھی نہیں سوچا۔ جو ہونا تھا ہو گیا، جو ہونے والا ہے ہو جائے گا۔

رونے سے فارغ ہو کر میری والدہ نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا

"سعادت تم زیادہ کیوں نہیں کماتے۔"

میں نے جواب دیا "بی بی جان، زیادہ کما کر کیا کروں گا۔ جو کچھ کما رہا ہوں میرے لئے کافی ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُنہوں نے مجھے طعنہ دیا "نہیں، بات اصل میں یہ ہے کہ تم زیادہ کما نہیں سکتے ـــــ زیادہ پڑھے لکھے ہوتے تو الگ بات تھی۔"

بات درست تھی، لیکن میرا پڑھنے میں جی ہی نہیں لگتا تھا۔ تین بار انٹرنس میں فیل ہونے کے بعد جب کالج میں داخل ہوا تو میری آوارگی اور بھی بڑھ گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں دو مرتبہ ناکام رہا۔ علی گڑھ گیا تو وہاں سے اس بنا پر نکالا گیا کہ مجھے دق کا عارضہ لاحق ہے۔

اِن تلخ حقائق کو محسوس کرنے کے باوجود میں نے بات کو ہنسی مذاق میں ٹالنے کی کوشش کی "بی بی جان، میں جو کچھ کماتا ہوں، میری ذات کے لئے کافی ہے ـــــ گھر میں بیوی ہوتی تو پھر آپ دیکھتیں، میں کیسے کماتا ہوں۔ کمانا کوئی مشکل کام نہیں۔ آدمی اعلیٰ تعلیم کے بغیر بھی ڈھیروں روپیہ حاصل کر سکتا ہے۔"

یہ سُن کر والدہ نے اچانک مجھ سے یہ سوال کیا "شادی کرو گے؟"

میں نے ایسے ہی کہہ دیا "ہاں ـــــ کیوں نہیں!"

"تو اس اتوار کو تم 'مائم' آؤ۔ فٹ پاتھ پر کھڑے رہنا۔ میں تمہیں دیکھ کر نیچے آجاؤں گی" والدہ نے یہ کہہ کر میرے سر پہ ہاتھ پھیرا "تمہاری شادی کا بندوبست ہو جائے گا ـــــ انشاءاللہ ـــــ لیکن دیکھو، اپنے بال کٹوا کے آنا ـــــ"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں نے بال نہ کٹوائے۔ رات کو میں نے اپنے کینوس شو پر پالش کر دیا تھا۔ ڈبل ریٹ پر دھلوائی ہوئی سفید پتلون پہن کر میں اتوار کی صبح کو "ماہیم" میں "اینگلو لیبو ٹینیشنز" کے پاس فٹ پاتھ پر کھڑا تھا۔ والدہ تیسری منزل کے فلیٹ کی بالکنی پر میری منتظر تھیں۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو نیچے آئیں اور مجھے ساتھ چلنے کو کہا۔

بس پکیس گز کے فاصلے پر ایک بلڈنگ تھی ——— "جعفر ہاؤس"۔۔۔ والدہ نے اس کی دوسری منزل کے ایک فلیٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جو نوکرانی نے کھولا۔ ہم اندر داخل ہوئے۔

والدہ زنانے میں چلی گئیں۔ میرا استقبال ایک گورے چٹے ادھیڑ عمر کے آدمی نے کیا۔ مردانے میں بڑی محبت اور بڑے خلوص کے ساتھ بٹھایا اور فوراً بے تکلف ہو گئے۔ آپ نے مجھ سے اور میں نے اُن سے ایک دوسرے کے مشاغل کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

وہ گورنمنٹ کے ملازم تھے۔ پولس کے محکمے میں "فنگر پرنٹ اسپیشلسٹ" تنخواہ واجبی تھی۔ کئی بچوں کے باپ تھے۔ ریس اور فلش کے رسیا۔ کراس ورڈ پزل بڑی باقاعدگی سے حل کرتے تھے، مگر کوئی انعام حاصل نہیں کر سکے تھے۔

میں نے اُن کو اپنے سارے حالات بتا دیئے۔ یہ بھی کہہ دیا کہ ایسی فلم کمپنی میں ملازم ہوں جہاں تنخواہ نہیں ملتی، صرف سانس کی آمد و رفت جاری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھنے کے لئے کبھی کبھی اڈوانس کے طور پہ کچھ مل جاتا ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ میں نے جب اُن کو یہ بتایا کہ ایسی تنگی حالت میں بھی ہر شام کو بیئر کی ایک بوتل ضرور پیتا ہوں تو اُنہوں نے بُرا نہ مانا۔

میری ہر بات کو اُنہوں نے بڑے غور سے سُنا۔ جب میں جانے کے لئے اُٹھا تو ملک حسن صاحب، میری کتاب زندگی کے تمام ضروری اوراق کا مطالعہ کر چکے تھے۔

جب ہم وہاں سے نکلے تو والدہ نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ افریقہ سے آئے ہیں، تمہارے بھائیوں کو اچھی طرح جانتے ہیں (انہوں نے دس بارہ برس مشرقی افریقہ میں بیرسٹری کی تھی۔) اِن کے ہاں ایک لڑکی ہے، جس کا بیاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کئی رشتے آچکے ہیں، مگر اِن کو پسند نہیں آئے۔ اصل میں کوئی کشمیری گھرانہ چاہتے ہیں ——— میں نے اُن سے تمہاری بات کی ہے ——— اور کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی۔

رہی سہی جو کسر رہ گئی تھی وہ والدہ نے پوری کر دی تھی، لیکن میں سوچنے لگا کہ یہ سلسلہ کیا ہے ——— اگر وہ لوگ مان گئے (حالانکہ مجھے اس کا یقین نہیں تھا، اس لئے کہ مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ وہ مجھے اپنی لڑکی دیتے) تو کیا سچ مچ مجھے شادی کرنا پڑے گی اور ——— اور پھر ڈھیروں روپے بھی کمانا پڑیں گے؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملک صاحب نے مجھے دوسرے اتوار کو کھانے پر مدعو کیا تھا۔ میں حسب وعدہ وہاں پہنچا تو انہوں نے میری بڑی آؤ بھگت کی۔

کھانا آیا۔ مرغ تھا۔ کوفتے تھے۔ ساگ کا سالن بھی تھا۔ اور دھنیئے پودینے اور انار دانے کی چٹنی۔ ہر چیز لذیذ تھی، لیکن گرم مصالحہ اور مرچیں الامان الامان۔ میرے پسینے چھوٹ گئے۔ لیکن رفتہ رفتہ میں عادی ہو گیا۔

دو تین اتواروں کے بعد میں جب اُن لوگوں میں گھل مل گیا تو میری والدہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے میرا رشتہ قبول کر لیا ہے۔ جب میں نے یہ سُنا تو چکرا گیا۔ میں تو شادی کے اس قصے کو صرف ایک مذاق سمجھ رہا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے قطعاً یقین نہیں تھا کہ مجھے کوئی ہوش مند انسان اپنی لڑکی دے گا۔ میرے پاس تھا ہی کیا۔ انٹرنس پاس، وہ بھی تھرڈ ڈویژن میں۔ ملازمت ایسی جگہ جہاں تنخواہ کے بجائے اڈوانس ملتا تھا ——— اور پیشہ فلم اور اخبار نویسی۔ ایسے لوگوں کو شریف آدمی کب منہ لگاتے تھے۔

ایک غلیظ کھولی حاصل کرنے کے لیے مجھے کتنے جتن کرنے پڑے تھے۔ مالک مکان کو معلوم ہو گیا تھا کہ فلم کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ بڑی سفارشوں کے بعد وہ انجام کار راضی ہوا تھا۔

میں سخت پریشان ہوا۔ میں یہ خبر سُننے کے لئے بالکل تیار نہیں تھا۔ میرا دماغی توازن اُس وقت اور بھی زیادہ بگڑ گیا۔ جب والدہ نے کہا کہ انہوں نے بات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پکی کر دی ہے۔ میں نے اُن سے کچھ نہ کہا اور رون رات اُٹھتے بیٹھتے اس سوچ میں غرق رہنے لگا کہ یہ مصیبت جو میں نے خود مول لی ہے، اس سے نجات کیسے ہوگی۔

بہت سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اب سوچ بچار بالکل فضول ہے۔ ہر چہ بادا باد کہہ کر مجھے اپنی کشتی اِس منجدھار میں ڈال دینی چاہیئے۔

میں نے یہ فیصلہ تو کر لیا، مگر نکاح کی رسم کے لئے روپیہ کہاں سے آئے؟ یہ سوال بہت ہی پریشان کرنے والا تھا۔ کمپنی سے اب اڈوانس ملنا بھی بند ہو گیا تھا۔ اُدھر والدہ نے تاریخ مقرر کر دی تھی۔

میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ بمبئی سے بھاگ جاؤں، لیکن کسی غیر مرئی طاقت نے میرے پاؤں جکڑ رکھے تھے۔ ایک ہی صورت تھی کہ میں سیٹھ آر ڈبلشر سے ملوں اور اُن سے اپنے نکاح کے اخراجات کے لئے کچھ روپے مانگوں۔

کمپنی کی طرف میرے قریب قریب ڈیڑھ ہزار روپے نکلتے تھے۔ اگر یہ مل جاتے تو سمجھئے میرا سب تردّد دور ہو جاتا ——— بلکہ عیش ہو جاتے۔

میں آر ڈبلشر صاحب سے ملا۔ اُن کو اتنی فرصت نہیں تھی کہ میری داستان غور سے سُنتے۔ ٹہلتے ٹہلتے اجو کچھ میں نے کہا، بدرجہ مجبوری سُنا۔ آخر میں مجھ سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہا ، دیکھو۔ کمپنی کی جو حالت ہے، وہ تم جانتا ہے ـــــ اگر حالت اچھی ہوتی تو ہم تمہاری شادی خود کر دیتے !"

یہ صحیح ہے کہ جب کمپنی کی حالت اچھی تھی تو وہ اپنے ملازموں کی بے دریغ مالی امداد کیا کرتے تھے۔ بڑے مخیّر تھے، مگر اب اُن کا ہاتھ اس قدر تنگ تھا کہ انہیں اس احساس سے بڑی اُلجھن ہوتی تھی کہ وہ کسی سائل کی مدد نہیں کر سکتے۔

میری مایوسی کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔ میں چلنے لگا تو اُنہوں نے مجھے آواز دی اور پاس بلا کر کہا "میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں ضروری چیزیں لے دوں ـــــ جاؤ حافظ جی کو بلا لاؤ !"

میں حافظ جی کو اُن کے پاس لے کر گیا تو اُنہوں نے دو دکانوں کا پتہ اُن کو بتایا۔ ایک چِٹ پر کچھ لکھ کر دیا اور کہا "منشی منٹو کو اپنے ساتھ لے جاؤ ـــــ اور جو کچھ اِسے چاہیئے لے دو۔"

میں حافظ جی کے ساتھ ہو لیا۔ ہم موٹر میں ایک بزاز کی دکان پر پہنچے وہاں سے دو ساڑھیاں لیں، سیٹھ آرڈیشر کے ذاتی اکاونٹ میں۔ دوسری دکان جوہری کی تھی۔ وہاں سے ایک آدمی میرے ساتھ کر دیا گیا، کیونکہ میں چاہتا تھا کہ لڑکی خود اپنے لئے زیور پسند کرے۔

میں اور جوہری کا آدمی دونوں جعفر ہاؤس پہنچے۔ لڑکی کی والدہ کو جن کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں خالہ جان کہتا تھا، جوہری کے آدمی نے کچھ زیورات دکھائے۔ انہوں نے صرف ایک ہیرے کی انگوٹھی، موتیوں کی بوٹیاں، (کانوں کا زیور) ایک پنڈنٹ، دو طلائی چوڑیاں پسند کیں۔ میں نے خالہ جان پر بہت زور دیا کہ وہ چند اور زیورات بھی رکھ لیں، مگر وہ مجھ پر زیادہ بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ کاش میں نے اُن سے کہہ دیا ہوتا کہ خالہ جان ایسا موقع مجھے پھر کبھی نہیں ملے گا۔ مجھے کمپنی سے ڈیڑھ ہزار روپیہ لینا ہے —— جاتے چور کی لنگوٹی نہ چھوڑیئے۔ مگر افسوس کہ اس رقم سے مجھے صرف چار پانچ سو روپے ہی وصول ہوئے، کیونکہ کمپنی میرے نکاح ہونے کے فوراً بعد مرحوم ہو گئی۔

اب نذیر صاحب نے میری ماہوار تنخواہ پھر چالیس روپے کر دی، جس سے کچھ ڈھارس ہوئی کہ شام کو بیئر کی بوتل کا سلسلہ جاری رہے گا۔

، نکاح، میرے لئے ظاہر ہے کہ بہت مہلک ثابت ہوا۔ کمپنی سے جو روپیہ لینا تھا وہ الگ غرق ہوا اور ٹھٹھا الگ زخمی ہوا۔

اس کی داستان بھی سن لیجئے —— بمبئے میں کوئی دوست نہ تھا، عزیز بہن تھی، لیکن وہاں میرا حقہ پانی بند تھا۔ مجھے سارے کام خود ہی کرنا تھے۔ چند آدمیوں کو اطلاع دینا تھی کہ میرا نکاح ہو رہا ہے۔ چھوہارے اور الائچی دانے خریدنا تھے۔ بال کٹوانے تھے اور بس پر سوار ہو کر محاذ پر جانا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاہجہان محل ہوٹل کے مالک سیّد فضل شاہ کو رسم نکاح میں شرکت کرنے کی دعوت دے کر جب لوٹ رہا تھا تو پتھریلے فرش پہ میرا پاؤں پھسلا۔ اس زور سے گرا کہ بے ہوش ہو گیا۔

میں زندگی میں صرف تین مرتبہ بے ہوش ہُوا ہوں۔ سب سے پہلے اپنے نکاح پہ سیّد فضل شاہ (مرحوم) کو دعوتِ شرکت دینے پر۔ دوسری مرتبہ اپنی والدہ کی اچانک موت پر، پھر اپنے لڑکے کی وفات پر۔

یہ گر کر بے ہوش ہو جانا بھی اچھا شگون نہیں تھا۔ چوٹ اس قدر شدید تھی کہ جب مجھے ہوش آیا اور میں سیڑھیاں اُترنے لگا تو میری مضروب ٹانگ نے چلنے سے انکار کر دیا۔ بڑی مشکل سے مارکٹ تک پہنچا۔ درد اس قدر تھا کہ ہر قدم پہ بلبلا اُٹھتا۔

خیر، چھوہارے اور الائچی دانے لئے اور ماہم پہنچا۔ جعفر ہاؤس کی سیڑھیاں افتاں وخیزاں طے کیں اور نکاح کی محفل میں جا پہنچا۔ پندرہ بیس اشخاص موجود تھے۔ میں گاؤتکئے کا سہارا لیکر بیٹھ گیا۔ زخمی ٹانگ دوہری نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے اُسے الگ لیٹے رہنے دیا، گو یہ بڑی بدتمیزی تھی، مگر جب قاضی مرگھے (عجیب وغریب نام ہے) نے مجھے دوزانو بیٹھنے کے لئے کہا تو جی کڑا کر کے اور درد کی ساری ٹیسیں پی کر ان کا حکم ماننا ہی پڑا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایجاب و قبول کی رسم ختم ہوئی تو میری جان میں جان آئی۔ ٹانگ سیدھی کی درد کے کئی اور گھونٹ پئے۔ مبارکبادیں وصول کیں اور لنگڑاتا لنگڑاتا اپنے گھر پہنچا۔ مٹی کے تیل کا لیمپ روشن کیا اور کھٹملوں بھری کھاٹ پر دراز ہو کر سوچنے لگا کہ آیا سچ مچ میرا نکاح ہو گیا ہے —— میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ جیب میں چھوہارے اور الائچی دانے ہونے اور گھٹنے کی چوٹ کے باوجود مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ میری زندگی کا اتنا بڑا حادثہ وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

میں قریب قریب شادی شدہ تھا۔ فرق بس صرف اتنا تھا کہ میری بیوی میری نو روپے ماہوار کی کھولی میں موجود نہیں تھی۔ قانون کی رُو سے میں جب بھی چاہتا اُسے اپنے ساتھ چلنے کو کہہ سکتا تھا، لیکن اتنی ہمّت کہاں تھی۔ اُسے کھلاتا کہاں سے۔ سامنے والے ایرانی کے ہوٹل سے اور وہ بھی اُدھار۔ رکھتا کہاں؟ ۔ کھولی میں تو ایک نذائد کرسی کے لئے بھی جگہ نہیں تھی۔

ظاہر ہے کہ بیویاں نہاتی بھی ہیں، مگر وہاں تو کوئی غسل خانہ ہی نہیں تھا۔ دو منزلہ بلڈنگ تھی جس میں چالیس کھولیاں تھیں۔ ان سب کے ساکنوں کے باہم استعمال کے لئے صرف دو غسل خانے تھے، جن کے دروازے معلوم نہیں کب کے غائب ہو چکے تھے۔ مجھے اس احساس سے بڑی اُلجھن ہوتی تھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک لڑکی کے ساتھ آج نہیں تو کل مجھے شوہر کی حیثیت سے زندگی گذارنا ہو گی۔ اس سے قبل میں نے ایسا کوئی تجربہ نہیں کیا تھا۔ مجھے قطعاً معلوم نہیں تھا کہ بیوی کیا ہوتی ہے اور شوہر کیا ہوتا ہے۔

میری زندگی میں دو تین لڑکیاں ضرور آئی تھیں، مگر وہ نوکرانیاں تھیں۔ ان سے میرا تصادم ایسے ہی ہوا تھا جیسے سڑک پر دو راہ چلتے اندھے ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور چٹکیوں میں اس تصادم سے فراغت حاصل کر کے اپنی اپنی راہ لیں۔ میں بڑی ایمانداری سے محسوس کر رہا تھا کہ میں اور سب کچھ بن سکتا ہوں، لیکن شوہر نہیں بن سکتا۔ یہ مضمون نویسی اور افسانہ نگاری والا معاملہ نہیں تھا۔

وقت گذرتا گیا —— میں نے کوشش کی اور سروج مووی ٹون، نامی فلم کمپنی میں ایک سو روپیہ ماہوار پہ ملازم ہو گیا۔ یہ کمپنی تو شاید میری آمد کی منتظر تھی۔ ابھی دو ماہ بھی نہ گذرے ہوں گے کہ اس کا دیوالہ پٹ گیا۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرا نکاح میرے لئے بہت منحوس ثابت ہوا ہے۔

لیکن سوگ باشی سروج مووی ٹون کے چلتے پرزے مالک سیٹھ نانو بھائی ڈسائی نے کچھ ایسی تگڑم لڑائی کہ ایک مالدار مارواڑی کو پھانس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیا اور سورج موودی ٹون، کا نام ہٹا کر "ہندوستان سنے ٹون" کے نام
سے نئی فلم کمپنی کھڑی کر دی۔

اس کے لئے میں نے اپنی دوسری فلمی کہانی "کیچڑ" کے عنوان سے
سے لکھی جو بعد میں "اپنی نگریا" جیسے بے ڈھنگے اور بے تکے نام سے پیش
ہوئی اور کامیاب رہی۔

یہ فلم ابھی نصف بھی تیار نہیں ہوا تھا کہ مارواڑی سیٹھ چاند ہی کے
سٹے میں اپنی ساری ہی دولت گنوا بیٹھے، حتیٰ کہ اپنی شاندار موٹر بھی جس کا رنگ
بے داغ سفید تھا۔ میں نے اس کا رشتہ بھی اپنے نکاح سے جوڑا۔ مجھے
یقین تھا کہ چند دنوں ہی میں اس نئی کمپنی کا دیوالہ ضرور پٹے گا۔ لیکن
نانو بھائی ڈسائی نے کسی نہ کسی طرح، اِدھر اُدھر سے قرض لے کر فلم
مکمل کر ہی لیا۔

میرا نکاح ہوئے قریب قریب دس مہینے ہو چلے تھے کہ مجھے ایک
نہایت شرمناک حادثے سے دو چار ہونا پڑا۔ میرا ایک بے وقوف
دوست عاشق تھا۔ اَن پڑھ، جاہل، ناخوشامدی، ـــــ لیکن رقص کے فن کا
ماہر۔ مجھے خوش کرنے کے لئے ایک شام اُس نے مجھے بیئر پلائی، تھوڑی
سی خود بھی پی اور چہکنے لگا۔ چہکتے چہکتے وہ مجھے اپنے ایک دوست کی
موٹر میں بٹھا کر ایک لڑکی کے پاس لے گیا جو بقول اُس کے اُس کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاگرد تھی۔

جب اُس نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے کسی نسوانی آواز نے پوچھا "کون ہے؟"

عاشق نے کہا "عاشق!"

اندر سے ایک موٹی گالی باہر نکلی "عاشق کی......"

عاشق کو جو غصّہ آیا تو وہ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ میں اُس کے پیچھے گیا۔ وہ ایک نوکر کو بُری طرح پیٹ رہا تھا۔

میں قصّہ مختصر کرتا ہوں۔ دوسرے روز جب عاشق گرفتار ہُوا تو اُس نے پولس والوں سے کہا "میرے ساتھ ایک اور آدمی تھا"

چنانچہ مجھے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم، میں میرے سسرال کو فوراً اس کا پتہ چل گیا۔ میں بہت پریشان ہُوا کہ اب کس مُنہ سے اُن لوگوں کے پاس جاؤں۔ میری منکوحہ نے میرے متعلق یقیناً بہت بُری رائے قائم کی ہو گی ——— وہ ضرور روتی ہو گی کہ کس بدمعاش سے میرا پلّہ باندھ دیا گیا ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا بھی ممکن نہیں۔

میں نے بہت دیر تک بڑی ایمانداری سے خود کو اپنی منکوحہ کی پوزیشن میں رکھ کر غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ میں خالہ جان سے صاف صاف کہہ دوں کہ اگر اس واقعے کے بعد جو واقعی بہت شرمناک ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ مجھے اپنی بیٹی دینا مناسب خیال نہ کریں تو میں طلاق دینے کے لئے تیار ہوں، مگر جب میں نے اُن سے اپنے ان خیالات کا اظہار کیا تو اُنہوں نے مجھ سے کہا "تم پاگل ہو جو ایسی باتیں سوچتے ہو۔ ہمیں تمہاری بے گناہی کا یقین ہے!"

میرے سینے کا بوجھ ہلکا تو ہو گیا مگر میرے اس وہم میں اور اضافہ ہوا کہ نکاح میرے لئے نحوست ہی نحوست لے کر آیا ہے۔ کمپنی کی حالت بہت پتلی ہو گئی تھی۔ اب تنخواہوں کے بدلے اڈوانس ملنا شروع ہو گیا تھا۔ میری کہانی کا حق الخدمت واجب الادا تھا۔ مگر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ یہ مجھے ملے گا۔

اُدھر والدہ نے میرے سسرال کے اصرار پر رخصتی کی تاریخ مقرر کر دی۔ ایک برس کے قریب ہو گیا تھا، نکاح ہوئے۔ وہ لوگ انتظار کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے۔ مجھے کوئی جلدی نہیں تھی، بلکہ یوں کہئیے کہ میری دلی خواہش تھی کہ رخصتی کی نوبت ہی نہ آئے۔ میں بہت خائف تھا کہ مجھ سے گھر بار نہیں چلایا جا سکے گا اور ایک شریف لڑکی کی ساری عمر بغیر کسی قصور کے ساری عمر عذاب میں کٹے گی ــــ مگر دن مقرر ہو چکا تھا جو میرے لئے روزِ قیامت تھا۔

ہفتہ وار "مصوّر" کی حالت بہت اچھی ہو گئی تھی۔ اب اُس کا دفتر بہتر جگہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر منتقل ہو چکا تھا۔ ٹیلی فون موجود تھا۔ مسٹر نذیر کے پاس ایک چھوٹی سی کار تھی جس میں وہ اِدھر اُدھر گھوم کر اشتہار فراہم کرتے تھے۔

ہم دونوں کی رہائش اب اس دفتر میں تھی۔ میں ہر اتوار ماہم جاتا کبھی کبھی دروازے کی درزوں میں سے اپنی بیوی کی ایک آدھ جھلک دیکھ لیتا اور رات کا کھانا کھا کر جب واپس گھر جاتا تو سوتے وقت اپنے آپ پر لعنت بھیجتا کہ میں نے کیوں شادی کا یہ کھیل کھیلا جب کہ مجھے اس میں اس قدر بھیپڑی نکلنا تھا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ تھا۔

رخصتی کی تاریخ میں جب صرف دس دن باقی رہ گئے تو میں چونکا۔ ایک دم اٹھا اور دفتر کے پاس ہی یعنی اسی بلڈنگ میں ایک فلیٹ پینتیس روپے ماہوار پر لے لیا۔ چالیس مجھے مسٹر نذیر سے ملتے تھے۔ میں نے اُن سے کہہ دیا کہ ہر ماہ کرایہ ادا کر دیا کریں۔ اب گویا مجھے پانچ روپے ماہوار پر اپنا اور اپنی بیوی کا پیٹ پالنا تھا۔

میں نے فلیٹ کو اچھی طرح صاف کیا۔ اُس کا چوبی فرش اور دروازے جو بے حد غلیظ تھے سوڈا کاسٹک سے صاف کئے اور تالا لگا کر سینے میں ایک موہوم امید لئے نانو بھائی ڈسائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کہانی کے معاوضے اور اپنی تنخواہوں کے بقایا کا تقاضا کیا ــــ سیٹھ صاحب نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھے صاف جواب دے دیا کہ وہ مجھے ایک ڈیڑھیا (پیسہ) بھی نہیں دے سکتے۔

میں نے جب یہ ٹکا سا جواب سُنا تو میں بھنّا گیا۔ غصّے میں آکر میں نے سیٹھ کو گالیاں تک دیں۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ مجھے باہر نکال دیا گیا ——— میں نے فوراً بابو راؤ پٹیل (ایڈیٹر فلم انڈیا) کو ٹیلی فون کیا۔ سارا ماجرا سُنا کر میں نے اُن سے کہا کہ اگر نانو بھائی نے میرا حساب نہ چکایا تو میں بھوک ہڑتال کر دونگا۔ میرا یہ فیصلہ اٹل تھا۔

بابو راؤ جو میری ہٹ سے واقف تھا بہت مضطرب ہُوا۔ اُس نے فوراً نانو بھائی کو ٹیلی فون کیا اور اُس سے کہا کہ اگر منٹو نے بھوک ہڑتال شروع کی تو سارا پریس اُس کا ساتھ دیگا۔ اِس لئے اُسے چاہیئے کہ فوراً اُس کے ساتھ سمجھوتہ کرلے۔

ٹیلی فون پر تو کوئی فیصلہ نہ ہُوا، لیکن جب بابو راؤ، نانو بھائی سے اُس کے دفتر میں ملا تو مجھے بُلایا گیا۔ نانو بھائی نے مجھ سے معافی مانگی، میں نے اُس سے۔ آخر فیصلہ یہ ہُوا کہ میں آدھی رقم پر راضی ہو جاؤں اِس لئے کہ کمپنی کی حالت نازک ہے۔

مجھے دو سو روپے کا ایک پوسٹ ڈیٹڈ چیک دیا گیا، چند روز گذرنے کے بعد جب میں نے نانو بھائی ڈیسائی کو ٹیلی فون کیا کہ تاریخ آگئی ہے اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں چیک کیش کرانے جا رہا ہوں تو اُس نے کہا، پہلے مجھ سے مل لو۔
میں اُس سے ملا تو اُس نے مجھے بڑے دُکھ بھرے لہجے میں کہا کہ بینک میں روپیہ نہیں ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں پانچ سو روپے نقد پر راضی ہو جاؤں۔ میں فوراً راضی ہو گیا، حالانکہ میری حق حلال کی کمائی کے اٹھارہ سو روپوں میں سے پہلے نو سو ہوئے اور اب پانچ سو۔ لیکن میں مجبور تھا۔ رخصتی میں اب صرف چار دن باقی تھے۔

میں نے کمپنی کی موٹر لی، مگر اُس میں صرف پٹرول پمپ تک جانے کے لئے پٹرول تھا۔ میں نے اپنی گرہ سے پٹرول ڈلوایا اور ڈرائیور سے کہا، سیدھے مارکٹ چلو۔ پانچ سو روپے جیب میں تھے۔ میں نے ان سے اپنی دولہن کے لئے ساڑھیاں وغیرہ خریدیں —— جب گھر پہنچا تو جیب قریب قریب خالی تھی۔ اور گھر تو بالکل خالی تھا۔ ٹوٹی ہوئی کرسی تک نہ تھی۔

میرے وہاں ایک بزرگ دوست تھے۔ حکیم محمد ابو طالب اشک عظیم آبادی۔ بڑے مرنجاں مرنج آدمی تھے۔ میں نے جب اُن سے ذکر کیا کہ دولہن لا رہا ہوں مگر گھر خالی ہے تو وہ مجھے فرنیچر کی ایک دکان پر لے گئے۔ اس کا مالک اُن کو اچھی طرح جانتا تھا، چنانچہ مجھے آسان قسطوں پر کچھ سامان مل گیا۔ مثال کے طور پر لوہے کی اسپرنگوں والی دو چارپائیاں۔ برتن وغیرہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھنے کی ایک الماری ۔ ایک سنگار میز (یہ سیکنڈ ہینڈ تھی) ایک لکھنے والا میز
اپنے لئے ایک کرسی ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

جب میں نے یہ سامان فلیٹ میں سجانے کی کوشش کی تو مجھے بڑی مایوسی ہوئی ۔ دو جہازی سائز کے کمرے تھے ۔ ان میں یہ فرنیچر دکھائی ہی نہیں دیتا تھا ۔ چنانچہ میں نے دو مونڈھے خریدے اور وہ بھی ایک کونے میں جما دیئے جو دوسرے فرنیچر کی طرح گم ہو گئے ۔

اِدھر اُدھر سے مجھے جو چیز ملی ، میں نے کہیں نہ کہیں ٹکا دی ہر چیز ٹکانے کے بعد میں کمرے پر نظر ڈالتا اور خود کو یہ فریب دینے کی کوشش کرتا کہ اب فلیٹ بھرا بھرا نظر آتا ہے ۔

روزِ محشر آخر آن پہنچا ۔ صبح مصوّر کے دفتر میں بیٹھا تھا ـــــ والدہ اب میرے پاس آ گئی تھیں ۔ اُن سے میں یہ کہہ کر آیا تھا کہ برات کا بندوبست کرنے جا رہا ہوں ۔

مسٹر نذیر نے مختلف لوگوں کے نام رقعے بھیجے ۔ یہ تھے جن میں سے اکثر فلم لائن سے وابستہ تھے ۔ میری برات گویا ایک فلمی برات تھی ۔ میاں کاردار ، ڈائرکٹر گنجالی اس زمانے کے مشہور ایکٹر ، ای بلی موریا اور ڈی بلی موریا ، نور محمد چارلی اور مرزا مشرف ، بابو راؤ پٹیل اور پہلے رنگین فلم کی ہیروئن پدما دیوی ، یہ سب شریک ہو رہے تھے ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بالوراؤ پٹیل کو جب معلوم ہوا تھا کہ نھٹو کے گھر میں صرف اُس کی ماں ہے جسے اکیلی مہمانوں کی خاطر تو اضع کرنا پڑے گی تو اُس نے پدما دیوی کو ہمارے ہاں بھیجدیا تھا کہ وہ میری والدہ کا ہاتھ بٹائیے۔

میں نے کرائے پر کرسیاں منگوا لی تھیں اور پاس والے ایرانی ریستوران سے ومٹو کی بوتلیں۔ اِس پر جو خرچ اُٹھتا وہ میں اطمینان سے ادا کرسکتا تھا، اس لئے مجھے اس طرف سے کوئی تردّد لاحق نہیں تھا، لیکن میں اس تکلیف دہ سوچ میں غرق تھا کہ گھر بار چلے گا کیسے۔

میں دفتر میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ ماہم سے میری بہن کا ٹیلی فون آیا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا، کہو کیا حال ہے ——— میں نے جواب میں آغا حشر کا مشہور فقرہ دہرایا: "شیر ہے کے حال میں ہے۔ عجب مخمصے میں گرفتار ہوں۔ برات کی تیاریاں کر رہا ہوں، لیکن جیب میں صرف ساڑھے چار آنے ہیں۔ چار آنے میں سگرٹ کی ڈبیا آجائے گی۔ دو پیسے کی ماچس ——— چلو قصہ پاک ——— !"

وہ بے چاری میری مدد کرنے سے مجبور تھی، اُس کے شوہر نے تو اُس کو اتنی اجازت بھی نہیں دی تھی کہ وہ رخصتی کی رسم میں شریک ہوتی اور اپنے بھائی کو دولہا بنا ہوا دیکھتی۔ پھر بھی اُس نے مجھ سے کہا "سعادت، میں تمہارے وار ی جاؤں۔ ذرا کی ذرا اپنی موٹر میرے گھر کے سامنے روکنا ———

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں!"

میں نے اور زیادہ گفتگو نہ کی، کیونکہ وہ بہت زیادہ جذباتی ہو رہی تھی۔ ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع کرنے کے بعد میں اٹھا اور پڑوس کے سیلون سے بال کٹوائے ــــ حمام میں غسل کیا ــــ یہ سب اُدھار۔

شام تک میں نے سگریٹ کی ساری ڈبیا پھونک ڈالی۔ اب میری جیب میں صرف ایک ماچس تھی، وہ بھی آدھی۔

کپڑے تبدیل کر کے میں نے وہ سُوٹ پہنا جو مجھے سُسرال سے ملا تھا۔ ٹائی باندھی۔ آئینے میں جب میں نے اپنی شکل دیکھی تو ایک کارٹون سا نظر آیا۔ میں خوب ہنسا۔

بتیاں جلنے سے پہلے پہلے سارے براتی جمع ہو گئے۔ پدما دیوی اور میری والدہ نے سب کی خاطر تواضع کی۔ اس کے بعد یہ قافلہ جو دس پندرہ موٹروں پہ شامل تھا ماہم کی طرف روانہ ہوا۔

میں نانو بھائی ڈسائی کی موٹر میں تھا۔ بغیر سہرے کے۔ سر سے ننگا۔ بالوں کی لمبائی معقول تھی۔ جب ہم جعفر ہاؤس کے قریب پہنچے تو میں نے ڈرائیور سے کہا تھوڑی دُور آگے لے جائے۔ باہر فٹ پاتھ پہ میری بہن کھڑی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ جب اُس نے میرے سر پہ محبت کا ہاتھ پھیرا دعائیں اور مبارک باد دیں تو میں جلدی سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

واپس موٹر میں بیٹھ گیا اور ڈرائیور سے کہا کہ بیک کر دے۔

خالہ جان نے اوپر کھلے ٹیرس پر دعوت کا انتظام کیا تھا جو بہت اچھا تھا۔ رفیق غزنوی، ڈائرکٹر نندا اور آغا خلش کاشمیری کے درمیان بڑی پر لطف نوک جھونک ہوتی رہی۔ سب نے ڈٹ کر کھایا، کیونکہ کھانا بہت عمدہ اور لذیذ تھا، کشمیریوں کی روایت کے عین مطابق۔

کھانا کھانے کے بعد خوش گپیاں شروع ہوئیں۔ آغا خلش صاحب نے ایک پر مزاح نظم پڑھی جو انہوں نے فی البدیہہ کہی تھی۔ یہ سلسلہ ختم ہوا تو مجھے نیچے بلایا گیا اور دولہن کو میرے سپرد کر دیا گیا۔

یہ سب مجھے ایک خواب سا معلوم ہوتا ہے۔ دماغ میں جانے کتنے خیالات تلے اوپر آ رہے تھے۔ دولہن میرے ساتھ تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور لرزاں آواز میں کہا "چلو بھئی"۔

ہم نیچے اترے۔ بی موریا نے اپنی کار پیش کی۔ والدہ میرے ساتھ تھیں۔ پہلے انہوں نے دولہن کو بٹھایا، اس کے بعد آپ بیٹھیں، پھر مجھے اندر آنے کو کہا —— وہ میرے اور دولہن کے درمیان تھیں۔ گھٹنوں پر مخملیں جزدان میں لپٹا ہوا قرآن تھا۔ میری اور دولہن کی گردن ہاروں سے لدی پھندی تھی۔ موٹر اسٹارٹ ہوئی تو والدہ نے زیر لب کوئی آیت پڑھنا شروع کر دی —— میں اب کسی قدر سنبھل چکا تھا، میرا جی چاہتا تھا کہ دولہن سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ذرا چھیڑ خانی کروں مگر ——— والدہ بیچ میں بیٹھی تھیں اور پھر کلام پاک پڑھ رہی تھیں ——— میری یہ شریر خواہش وہیں کی وہیں سرد ہو گئی۔

مجھے معلوم نہیں راستہ کیسے اور کتنے عرصے میں کٹا۔ بس ایک دم گھر آ گیا۔ وہ بلڈنگ جو بہت ہی پرانی وضع کی تھی جس کی ساخت میں لکڑی زیادہ اور اینٹیں کم استعمال ہوئی تھیں اس کے متعلق مشہور تھا کہ کسی زمانے میں یہ بمبئی کا بڑا عالیشان ہوٹل ہوا کرتی تھی، اسے ہز ہائی نس سر آغا خاں نے ایک دوست سے شرط میں جیتا تھا۔

والدہ دولہن کے ساتھ اوپر فلیٹ میں چلی گئیں۔ میں نے اپنے دوستوں کا شکریہ ادا کیا۔ اتنے میں مرزا مشرّف اُس ٹرک میں آن پہنچا جس میں دولہن کا جہیز تھا۔ کھانے کا میز، کرسیاں، اسپرنگوں والا پلنگ، تپائیاں، صوفہ سیٹ اور صندوق وغیرہ۔

یہ اسباب اُتروایا تو مرزا مشرّف کا ٹرک والے سے کرائے پر جھگڑا ہو گیا جو کافی دیر تک جاری رہا۔ مرزا مشرّف نے اپنے مسخرے پن کا جی بھر کے مظاہرہ کیا۔ آخر جب یہ جھگڑا نپٹا اور سارا سامان فلیٹ میں پہنچ گیا اور عارضی طور پر اِدھر اُدھر ٹکا دیا گیا۔ تو مرزا مشرّف نے جاتے ہوئے میرے کان میں کہا "منّے، دیکھو، ہماری ناک نہ کٹ جائے کہیں!"

میں تھک کر چور چور تھا۔ حلق سوکھ کے لکڑی ہو رہا تھا، اِس لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسخرے مرزا کے اس مذاق کا کوئی جواب نہ دے سکا۔۔۔۔۔۔ دوسرے دن میں نے محسوس کیا کہ میرے وجود کا ایک چوتھائی حصّہ شوہر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس احساس سے مجھے بہت اطمینان حاصل ہؤا۔۔۔۔۔۔ مجھے باہر بالکنی میں ایک رسّی تنی نظر آنے لگی جس پہ پوتڑے اور کلوٹ ٹنگے ہوئے تھے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرچیں اور کرچیاں

"ہندوستان کے مشہور ننڈر ربینک کے داخلے پر کشمیر میں پابندی عائد کر دی گئی ہے۔"

"اور یہ طرفہ تماشہ ہے کہ یہ مشہور اور نڈر لیڈر خود کشمیری ہیں"

"سعادت حسن منٹو بھی کشمیری ہے"

"اور اس پر تین مقدمے فحاشی کے الزام میں چل چکے ہیں"

"سیاست بھی فحاشی ہے"

"ہندوستان کے مشہور اور نڈر لیڈر پر زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند مقدمہ چلانا چاہیئے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" اور سیشن میں بری کر دینا چاہیئے "
" اس لئے کہ ابھی تک فحاشی کا صحیح تعیّن نہیں ہوا "
" اور نہ ابھی تک اس کی بر صحیح اور قطعی تعریف ہی دریافت ہوئی ہے "
" ہندوستان کے مشہور اور نڈر منٹو جو کشمیری ہیں "
" زندہ باد "
" سعادت حسن منٹو "

" ہندوستان کے مشہور نڈر اور جذباتی لیڈر نے کشمیر میں اپنے داخلے کی پابندی کے باوجود دھاوا بول دیا "
" ڈوگرہ حکومت ہشیار باش "
" باادب، باملاحظہ، ہوشیار ـــــ نگاہیں روبرو "
" دانشر پتی کی سواری آتی ہے "
" ہم ڈوگرے نہیں ـــــ وہ گورے ہیں ـــــ ہمارے دوگرہ ہیں "
" تم دوگرے ہو ـــــ مگر گورے نہیں جو ہزار گورے تھے ـــــ تم مجھے نہیں روک سکتے "
" ہم تو نہیں روک سکتے ـــــ لیکن یہ سنگینیں اور گہرے بیں روک سکتی ہیں، جو بنائی اسی لئے گئی ہیں "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" یہ کیوں بنائی گئی ہیں؟
" معلوم نہیں ــــــ جنہوں نے بنائی ہیں اُن سے پوچھو۔"
" تم کشمیری ہو "

" ہمیں معلوم نہیں ــــــ ہم صرف ڈڈو گئے ہیں ــــــ ہم صرف کیچلیں ہیں ــــــ ہم صرف وہ ہیں جو ہم نہیں ہیں، لیکن ہمیں تمہارے وجود نے جنم دیا ہے ــــــ تم چلے جاؤ ــــــ واپس الہ آباد چلے جاؤ جہاں کے امرود بہت مشہور ہیں ــــــ ہم اپنی تیز تیز کرچھوں سے انہیں کاٹ کاٹ کے کھاتے رہے ہیں ــــــ جاؤ، واپس چلے جاؤ، ایسا نہ ہو کہ ہم تمہیں بھی الہ آبادی امرود سمجھ کر کھا جائیں "

" میں بڑا جذباتی آدمی ہوں ــــــ میں امرود بھی بن جاؤں گا ــــــ مگر یہاں نمرود کی خدائی نہیں دیکھوں گا ــــــ تمہارا مہاراج نمرود ہے ــــــ الہ آباد کا امرود ہونے کا اسے فخر کبھی حاصل نہیں ہوسکتا ــــــ میں کشمیری ہوں۔ بگوگوشہ ہوں۔ گلاس ہوں، سیب ہوں ــــــ میں بڑی سے بڑی قیمتی شے ہوں یہاں سے باہر نکل کر تمام ہندوستان سے پوچھو کہ میں کون ہوں، میرا باپ موتی تھا ــــــ بڑا نایاب موتی ــــــ کیا تم اس کی آب و تاب بھول گئے ہو؟
" جو بندھ گیا سو موتی ــــــ کیا وہ بندھ گیا تھا؟
" وہ بندھا نہیں تھا، کئی دفعہ باندھا گیا تھا ــــــ اس کو پیٹا بھی گیا تھا۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" تو وہ موتی نہیں تھا، ــــــ ہم نے اس کی جیوتی کبھی نہیں دیکھی۔"

" تم نے اس کی جیوتی بھی نہیں دیکھی اور نہ تم اس لائق ہو کہ اسے دیکھو۔"

" پکڑ لو۔"

" پکڑ لو۔"

" نہیں سنگینوں کی روک پر اس کو روک لو۔"

" میں اس کی پروا نہیں کرتا۔"

" اٹھاؤ اس سر پھرے کو، موٹر میں ڈالو اور کشمیر کی سرحد سے باہر چھوڑ آؤ۔"

" ہاں ــــــ آدمی بُرا نہیں ــــــ حالانکہ باتیں بہت بڑی کرتا ہے۔"

" جو ہمیں نہیں سکھائی گئیں۔"

" پکڑو۔"

" ڈالو موٹر میں۔"

" اور چھوڑ آؤ سرحد پار۔"

" ہندوستان کے مشہور نڈر اور جذباتی لیڈر کو پکڑو ــــــ بڑی احتیاط کے ساتھ ــــــ جس طرح کہ تم بچے کو اٹھاتے ہو، اور یوں سمجھو کہ تم اسے موٹر میں نہیں بلکہ ایک جھولے میں ڈال رہے ہو ــــــ جھولا جھلاتے ہوئے اسے وہیں چھوڑ آؤ جہاں سے اس نے ہماری نیند حرام کرنے کی ٹھانی تھی ــــــ ہم تھک گئے ہیں۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" ہم ڈوگرے ہیں "

" ہم ہری سنگھ ہیں "

" ہم نے رم پی ہوئی ہے "

" اس لئے ہم ـــــ با ادب ہیں ۔ باملاحظہ ہیں ـــــ ہوشیار ہیں "

" راشٹرپتی کی سواری واپس کرو "

" لو بھئی تقسیم ہو گیا "

" کیا تقسیم ہو گیا ؟ "

" برِصغیر ؟ "

" برِصغیر ؟ "

" کس نے تقسیم کیا ؟ "

" معاف کرنا میں ہندو ہوں ـــــ میرا ملک اب یہ ہندوستان ہے "

" کون سا ہندوستان ؟ "

" جسے ریڈ کلف نے ہمارے بہی کھاتے میں درج کیا ہے "

" تو اس میں معافی کی کیا ضرورت تھی ؟ "

" ضرورت تھی ، مت بولو ـــــ اب تم ہندو ہو ـــــ تمہاری زبان ہندی ہونی چاہیئے "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"مگر ہمارے ملک کے لنگوٹی پوش نیتا نے کہا تھا ــــــ"

"وہ مارا جائے گا"۔

"اسے کون مار سکتا ہے ــــــ"

"ہم ماریں گے"۔

"تم؟"

"ہماری قوم میں سے کوئی بھی آدمی اُٹھے گا اور ایسے تفرقہ پرداز آدمی کو ہلاک کر دیگا"۔

"یہ ضرور ہونا چاہیئے"۔

"یہ ضرور ہو گا"۔

"کب؟"

"ہو جائے گا اپنے وقت پر"۔

"یہ وقت کب آئے گا؟"

"وقت کے آنے اور جانے کے سوال پر کئی دفعہ غور ہو چکا ہے۔ مگر سُنا ہے کہ یہ اربابِ حکومت کے اختیار کی بات نہیں ــــــ سُنا ہے کہ ایک رب ہے جو اس محکمے کا افسر اعلیٰ ہے"۔

"وہ کسی کو چون و چرا کی اجازت نہیں دیتا اور اپنی من مانی کرتا ہے"۔

"وہ لائق تعزیر ہے"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"اس کے لئے ہماری تعزیرات ہند بالکل بے اثر ہے۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے مجازؔ صاحب؟"

"السّلام علیکم۔"

"وعلیکم السّلام"

"دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت وجود میں آرہی ہے۔"

"سنا ہے کہ بگل کافی بجے تھے ــــــ پٹاخے بھی چھوٹے تھے۔"

"شبرات تھی؟"

"ہر انقلاب ایک شبرات ہوتا ہے۔"

"لیکن ہر شبرات انقلاب نہیں ہوتی۔"

"تم بکواس کرتے ہو ــــــ تم ــــــ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سامراجی بندھنوں میں گرفتار ہو۔"

"تم بورژوائی ہو ــــــ تمہیں پردلِ ناداروں سے کوئی نسبت نہیں۔"

"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔"

"یہ سعادت حسن منٹو تو نہیں بول رہا۔"

"جی نہیں ــــــ بس تو عرصہ ہوا مرے ہوئے ــــــ اس کا ٹھنڈا گوشت بول رہا ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"کہاں ہے؟"

"قبر ہے؟"

"ایسا کیونکر ہو سکتا ہے ـــــ اس کے خلاف تو فتوے اڑ چکے ہیں کہ کافر ہے ـــــ کافر کی قبر کیسے بن سکتی ہے۔"

"خود بخود بن گئی ہے۔"

"غلط ہے ـــــ ہر چہار اکناف اعلان کردو کہ یہ اس خبیث کی قبر نہیں ـــــ کسی نامعلوم درویش کی ہے، جو صرف اندرونی طور پہ مخش تھا اور خفیہ انداز میں اپنے اس مرض کا علاج کر رہا تھا۔"

"ٹھیک ہے"

"ٹھیک ہے!"

"بہت ہی ٹھیک طور پہ ٹھیک ہے۔"

"خدا بخشش کرنے والا ہے۔"

"خدا اُنکو بھی اس نعمتِ غیر مترقبہ سے مستفیض فرمائے۔"

"آمین"

"ثُمّ آمین۔"

"یہ تو جہنم نہیں ـــــ فردوس ہے!"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"——— اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است "

" دغادار ڈرا "

" اس کا کیا مطلب ہوا؟"

" مطلب اس کا وہی کچھ ہے، جو ہم سب کا مطلب ہے "

" تو ہم ضرور کشمیر لے لیں گے "

" ضرور ———!"

" یو۔ این۔ او فیصلہ کرے گی "

" کس کا؟"

" ہماری قسمت کا "

" پہلے تو ایسے فیصلے خدا کیا کرتا تھا "

" اب ارضی جنت کا فیصلہ ارضی " دیوتا " کرے گا "

" وہ ارضی " دیوتا " کون ہے "

" اس کے کئی نام ہیں ——— اس کا نام رحیم بھی ہو سکتا ہے، کراہم بھی ہو سکتا ہے ——— یعنی کہ اگر اہم ہوا ——— اگر دونوں قوموں نے ——— دونوں ملکوں نے اسے تسلیم کیا تو ——— "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ورنہ ؟"

"ورنہ ــــــ سب بکواس ہے۔"

"اس کا نام مت لو ــــــ ہم اسے مردود قرار دے چکے ہیں۔"

"مرحبا"

"مرحبا"

"زندہ باد۔"

"جنّت کے ہم حقدار ہیں۔"

"یقیناً ــــــ اس کا ہندی مترادف کیا ہے ــــــ یہ نیتا جی، آل انڈیا ریڈیو سے پوچھ کے بتائیں گے ــــــ اس کا مطلب ان کی سمجھ میں آئے گا یا نہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں کہا۔"

جنّت کو ہم سوَرگ کہتے ہیں نیتا جی!"

"میں نے اس کا نام آج سنا ہے۔"

"یہ بڑی اچرج بات ہے۔"

"یہ "اچرج" بھی میں نے آج ہی سنا ہے۔"

"یہ ریڈیائی زبان ہے ــــــ وہ زبان، جو آپ کے ہوتے ہوئے یہاں چل رہی ہے۔"

"میں بڑا بد زبان ہوں ــــــ مجھے اس زبان سے کوئی سروکار نہیں۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"یہ سردکار کیا ہوتا ہے؟"

"اس سے سرکار کا کوئی تعلق نہیں ——— اس سے صرف میرا تعلق رہا ہے ——— میرے سارے خاندان کا تعلق ——— لیکن تم ان سب پر لعنت بھیجو ——— لیکن میں تم سے صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے کشمیر چاہیئے ——— اس لئے کہ میں وہاں پیدا ہُوا تھا۔"

"منٹو وہاں پیدا نہیں ہُوا۔"

"دنیا کا کوئی انسان وہاں پیدا نہیں ہُوا۔"

"اگر کوئی انسان پیدا ہوتا رہا ہے تو وہ ہمیشہ کشمیر سے باہر پیدا ہوتا رہا ہے۔"

"اس کی وجہ؟"

"اس کا باعث؟"

"خود کشمیر سے پوچھو۔"

"خود پیدا ہونے والے سے پوچھو۔"

"خود پیدا کرنے والے سے پوچھو۔"

"یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔"

"اس عجیب و غریب بات کا دوسرا نام یو۔این۔او ہے۔"

"یہ بھی کافی عجیب و غریب نام ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"عجیب و غریب کا نام ہی سیاست ہے"

"اور اس کا دوسرا نام سعادت!"

"ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد ـــــ خدائے کشمیری!"

"لیکن افسوس کہ وہ 'ہاتو' نہیں"

"ڈاکٹر گرہام زندہ باد"

"مُردہ باد"

"سالا کچھ کرتا ہی نہیں ہے"

"نہیں یار ـــــ رپورٹیں لکھتا ہے ـــــ اور یہ بڑا مشکل کام ہے"

"مشکلیں زندہ باد"

"آزاد کشمیر زندہ باد"

"جنّت کے بھی ٹکڑے ہوتے ہیں"

"آدھا ہمارا ـــــ آدھا ان کا"

"نہیں ہم پورا چاہتے ہیں"

"ثابت و سالم جنّت"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردئے ہمسایہ در بہشت"

"یہ کون ہے؟"

"منٹو؟"

"نہیں ——— شیخ سعدی ——— جو اپنے وقت کا منٹو تھا۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قتل و خون کی سرخیاں

آج کل اخباروں میں سب سے نمایاں سرخیاں قتل و خون کی ہوتی ہیں۔ جہاں تک سرخیوں کا تعلق ہے یہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں، لیکن آدمی سوچتا ہے کہ آخر انسان، انسان کے خون کا پیاسا کیوں ہو رہا ہے۔ یہ جذبہ اس کی جبلت کے تحت ہے، اس سے مجھے انکار نہیں لیکن خاص طور پر آج کل اس جذبے کی اتنی فراوانی کیوں ہے۔

صبح اخبار اُٹھاؤ تو جلی سرخیوں میں قتل و خون کی وارداتوں کی ہولناک تفصیلات ملتی ہیں۔ لیکن خفی معاملہ کیا ہے۔ انسان اتنا سفاک اور بہیم کیوں ہو گیا ہے؟ کیا انسانیت سے ہمیں دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ کیا ہمارا اس شے سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جسے ضمیر کہا جاتا ہے اعتبار یا اعتقاد اُٹھ جانا چاہیئے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان سوالوں کا جواب ہے یا کیا ہونا چاہیئے۔

ہم نے سوچا تھا کہ تقسیم کے وقت یہ جو کچھ ہوا ہے، یہ انسانیت کے منہ پر جو کالک مل گئی ہے، یہ جو ننگی عورتوں کے جلوس نکالے گئے ہیں، یہ جو لاکھوں انسانوں کو ہلاک کیا گیا ہے، یہ جو ہزاروں عورتوں کی عصمت دری کی گئی ہے اس کے بعد انسان کی بہیمیت کی تشنگی کسی حد تک دور ہو جائے گی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مائل بہ ترقی ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات میں جو کچھ ہوا وہ تھوک طور پر ہوا۔ لیکن اب قتل و غارت کی خوردہ فروشی جاری ہے۔ ہر روز ایک نہ ایک انسان دوسرے انسان کے ہاتھ قتل ہوتا ہے بیسیوں زخمی ہوتے ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ چند افراد اتنے سفّاک کیوں ہیں، کیوں ان کے دل و دماغ پر قتل و غارت گری کا بھوت سوار رہتا ہے؟

جو حادثہ گذر چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شدّت کم کی جا سکتی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ اس کی کوشش طرفین میں سے کسی نے بھی بطریقِ احسن نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہم اپنے درمیان خوفناک مجرم دیکھ رہے ہیں۔ جن کے کارناموں کے تذکرے ہم آئے دن اخباروں میں پڑھتے ہیں۔

وہ عورتیں اور لڑکیاں جنہیں "اغوا شدہ" کہا جاتا ہے ان کا مسئلہ الگ ہے؛

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ان کے بطن سے جو بچّے پیدا ہوئے ہیں ان کے مقابلے میں بے جان عمارتیں ہیں۔ معلوم نہیں ان کی اینٹوں کا محافظ کون ہے۔

اور ان سب کے اوپر وہ لوگ ہیں، وہ چند افراد جن کے ہاتھ پچھلے فسادات میں خنجر اور بندوق سے آشنا ہوئے تھے۔ ان کو قابو میں رکھنے کا کیا سامان کیا گیا ہے۔

اصل میں یہ لوگ، یہ چند افراد ایک حادثے کی پیداوار ہیں۔ یہ قتل و خون کے عادی نہیں تھے۔ مگر حالات نے انہیں ایسا بنا دیا۔ وہ اپنی ماؤں سے پیار کرتے تھے، دوستوں سے محبّت کرتے تھے۔ اُن کو اپنی بہو بیٹیوں کی عزت و ناموس کا پاس تھا۔ اُن کو خدا کا خوف بھی تھا مگر یہ سب کچھ ایک حادثے نے اُڑا دیا۔ ایسے حادثہ نے جو چشمِ فلک نے شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔ جو کچھ ہو چکا ہے، اب اس پر تبصرہ کرنا فضول ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کے نتائج پر غور کریں، ان باریکیوں کا مطالعہ کریں جو پیدا ہو چکی ہیں اور یہ کام مقنّنین کا نہیں عدالتوں کا نہیں، نفسیات کے ماہروں کا ہے۔ جو معاملے کی تہ تک پہنچیں اور اس کا کوئی علاج تجویز کریں۔

مجھے حیرت ہے کہ ہماری حکومت اس معاملے پر فوری توجہ کیوں نہیں دے رہی۔ ہر روز قتل کی کوئی نہ کوئی واردات ہوتی ہے۔ اور اب تو کھلی لڑائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ ایک پارٹی دوسری پارٹی کے مقابلہ میں آتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پستول چلتے ہیں۔ چھرے بھونکے جاتے ہیں۔ سوڈے کی بوتلیں اور پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ جو چیز بھی ہاتھ میں آئے بڑی فراخدلی سے دوسرے کو مجروح کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ معلوم نہیں اس وقت محتسب کہاں ہوتے ہیں۔

پولیس کے احتساب کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ حالانکہ وقتی طور پر اس کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن سب سے بڑا سوال نفسیاتی ہے۔ جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں اگر موجودہ قتل وخون کی لہروں کا نفسیاتی جائزہ نہ لیا گیا تو مجھے خوف ہے کہ حالات بہت ابتر ہو جائیں گے۔ اور بربریت کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ شروع ہو جائے گا کیا ــــــــ؟ شروع ہو چکا ہے۔

کون سا دن ہوتا ہے جب کوئی قتل نہیں ہوتا اور دن دہاڑے نہیں ہوتا۔ پھر مصیبت یہ ہے کہ قتل کرنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کے خلاف لوگ گواہی دینے سے کتراتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی جان کا خوف ہوتا ہے۔

ایسا اکثر ہوا ہے کہ قتل ہوا اور بیچ کھیت ہوا۔ پولیس نے مجرم کو گرفتار بھی کر لیا۔ عدالت میں بھی پیش کیا۔ مگر گواہان ندارد۔ جو گواہ عینی تھے وہ عدالت میں کنی کترا گئے اور نتیجہ یہ کہ قاتل صاف بری۔

میں سزائے موت کا قائل نہیں، میں جیل کے حق میں بھی نہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ جیل انسان کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ لیکن میں ایسے اصلاح خانوں کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حق میں ہوں جو غلط رو انسانوں کو صحیح راستہ بتا سکیں۔

ہم ایسے درویشوں، ایسے بزرگوں کی عام باتیں کرتے ہیں جن کے ایک لفظ پہ بڑے بڑے بدکرداروں نے اپنے بُرے رستے چھوڑ دیئے۔ کوئی معمولی سا فقیر ملا اور شیطان سیرت، فرشتہ بن گئے۔

روحانیت یقیناً کوئی چیز ہے۔ آج کے سائنس کے زمانے میں جس میں ایٹم بم تیار کیا جا سکتا ہے اور جراثیم پھیلائے جا سکتے ہیں یہ چیز بعض اصحاب کے نزدیک مہمل ہو سکتی ہے لیکن وہ لوگ جو نماز اور روزے آرتی اور کیرتن سے روحانی طہارت حاصل کرتے ہیں ہم انہیں پاگل نہیں کہہ سکتے۔ یقیناً روحانیت، مسلم چیز ہے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ بدکرداروں، قاتلوں اور سفاکوں کی نجات کا راستہ صرف روحانی تعلیم ہے، مُلّائی طریق پہ نہیں، نہ ترقی پسند اصولوں پہ۔

تا کہ ان لوگوں کو معلوم ہو کہ سقف نیلوفری کے نیچے ان کے لئے اچھی سے اچھی جگہ موجود ہے اور یہ کہ جو کچھ ان سے ہُوا ہے صرف حالات کے باعث ہُوا ہے۔ اور یہ کہ انہیں صرف اس وجہ سے کہ ان سے ایک خطا ہو چکی ہے، ایک جرم سرزد ہو چکا ہے، جرموں اور خطاؤں کا عادی نہیں ہونا چاہیئے۔

ان کو یہ بھی سمجھانا چاہیئے۔ کہ خدا نے انسان ہی کو افضل ترین مقام بخشا ہے۔ اس کو نبیوں کا خاتم بنایا ہے۔ انسان کا جو مرتبہ ہے اگر ان کے ذہن نشین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی لغزشوں سے یقیناً آگاہ ہو جائیں گے۔
اور اس روحانی غسل سے شفایاب ہوں گے۔

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق ——— یہ درست ہے مگر
جو ہنگامے ہمیں آج کل اپنے گھروں اور بازاروں میں برپا نظر آتے ہیں ان
سے محفوظ و مامون رہنا ہی انسانیت کا تقاضا ہے۔

لیکن یہ انسانیت کہاں ہے؟ ——— اس کے رکھوالے کہاں ہیں؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیچیاں، آلوچے اور الائچیاں

"آپ کا اسمِ گرامی؟"

"خاکسار کو آلوچہ پیچیا وطنی کہتے ہیں!"

"فرمائیے!"

"یہ میرے مکرّم دوست ——— مسٹر آلو بخارا ہیں!"

"ارشاد؟"

"ہمیں بیگم خوبانی صاحبہ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنا ہے!"

"میں ابھی اطلاع کرتی ہوں!"

"دیکھئے، ان کے وقت میں حرج نہ ہو، ہماری طرف سے اتنا عرض کر دیجئے گا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ ہم ایک صدارت کے سلسلے میں آئے ہیں۔"

"یہ کس کا شعر ہے ——— سلسلہ ہائے ——— کیا دراز ؟"

"اس کو بکنے دیجئے۔"

"دیکھو بھائی آلوچے، ان سے پوچھو، یہ کون صاحبزادی ہیں؟"

"اماں، تم بھی نرے گھر کے چغد ہو ——— شکل صورت سے معلوم نہیں ہوتا کہ کسی صاحبِ علم و فن کی زادی ہیں۔"

"جی، میں بیگم خوبانی کی لڑکی ہوں۔"

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔"

"چشمِ بد دُور۔"

"ٹھہریئے، ہمارا تو گرگٹھلی آگیا ہے ——— دیکھو گٹھلی ——— بیگم صاحبہ سے پُوچھو، کیا وہ ایک صدارت فرما سکتی ہیں؟"

"ایک نہیں تین فرما سکتی ہیں، تم جانتے نہیں ہو بیٹا وہ ہر مہینے پانچ صدارتیں، چھ دعوتیں اور دو تجھاریتیں فرمایا کرتی ہیں۔"

"تو دیکھئے، آپ کا اسمِ گرامی؟"

"آلوچہ چیچاوطنی۔"

"اور آپ؟"

"خاکسار آلو بخارا ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" تو بیگم خوبانی ، جو صدارتیں آپ ان کے ذمّے سپرد فرمائیں گے قبول کریں گے "

" زہے عزّ و شرف "

" باعثِ خوشنودیٔ ما "

" بھئی وہ کل مشاعرہ ہو رہا ہے "

" مشاعرے ہوتے رہتے ہیں "

" صدارت کون کر رہا ہے ؟ "

" بیگم خوبانی صاحبہ "

" تو بات ہوئی نا "

" لطف آجائے گا اننّاس کی قسم "

" یہ حضرت انناس بھی تشریف لائیں گے ؟ "

" بیگم خوبانی نے خود ان کو دعوت دی ہے "

" لیکن بھئی ہم نے تو یہ سنا تھا کہ وہ تشریف نہیں لائیں گے کیونکہ حضرت نوسہری بھی آنے والے ہیں "

" میاں نوسہری میں کیا مزا ، جو انناس میں ہے ۔ ان کے کلام میں جو فرحت انگیز رس ہے وہ نوسہری صاحب میں کہا "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"نہیں کسی بہلنے ٹال دیا گیا ہے"

"کیسے؟"

"حضرت نوسہری کو"

"کیا کہہ کر؟"

"کہ موسم برسات میں آپ کو مدعو کیا جائے گا"

"بھئی کیا کہنے ہیں بیگم خوباتی کے ــــــ خدا کی قسم وہ ــــــ کیا کہنے ہیں اسے ــــــ فرارہ ــــــ یا قرارہ: ہاں غرارہ" ــــــ

"بڑی بیباک بجنت عورت ہیں"

"بڑی غریب پرور"

"بڑی ادب شناس"

"اور خود بڑی پرگو"

"کیا شک ہے اس میں"

"ہاں بھئی وہ حضرت کیلا کورا کوری بھی آئیں گے؟"

"ضرور تشریف لائیں گے"

"اور وہ مس رس بھری"

"بھئی ان کے متعلق وثوق سے کسی کو بھی معلوم نہیں"

"اور مس ناشپاتی"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ البتہ کچھ گوشہ سری نگری ضرور آ رہے ہیں۔"

" پھر تو مزا آجائے گا۔"

" بڑے مرنجاں مرنج "

" نہیں یار ——— بڑے فردوس گر روئے زمیں است وہمیں است ہمیں است ٹائپ کے آدمی ہیں۔"

" بیگم خوبانی صاحبہ بھی اپنا تازہ کلام سنائیں گی؟"

" سنا ہے کہ ان کا گلا خراب ہے۔"

" یہ کون بولا؟"

" اس کا اصل نام کیا ہے؟"

" ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔"

" سنا ہے انگور تخلص کرتے ہیں۔"

" اور بوتلوں کا بیوپار کرتے ہیں۔"

" ہاں صاحب انگور کو بوتل سے نسبت تو ہے۔"

" اور بوتل کو اس دنیا سے۔ جو خود بہت بڑی بوتل ہے۔ جس کا کوئی کاک ہے نہ پیندا جس پر کوئی چھاپ نہیں وہ دختِ رز بھی ہے۔ تاڑی بھی، سیندھی بھی، بیوڑا بھی ہے، موسمی بھی، زمزم بھی ہے اور سادہ پانی بھی۔"

" ہائے کیا چیز تھی جوانی بھی۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"چلئے صاحبان مشاعرے کا وقت ہو رہا ہے۔"

"حضرات ٹکٹ دکھائیے۔ ٹکٹ دکھا کر اندر تشریف لے جائیے۔"

"یہ بھی کوئی سرکس ہے؟"

"حضرات یہ دھکم پیل ٹھیک نہیں ہے۔"

"حضرات! خواتین پہلے۔"

"خواتین پہلے کیوں؟ حضرت آدم پہلے پیدا ہوئے تھے۔"

"اماں حوّا بعد میں ——— اور وہ بھی اُن کی پسلیاں چیر کر۔"

"ہو ہو ——— ہاہا"

"حضرات! آہستہ آہستہ۔"

"واہ ——— آہستہ برگِ گُل بفشاں بر مزارِ ما"

"حضرات! شعر ہال میں جا کر پڑھئیے گا۔"

"نالہ پابندِ نَے نہیں ہے۔"

"حضرات! دروازہ ٹوٹ جائے گا۔"

"کیا بات کرتے ہیں آپ ——— یہ بھی کوئی عاشق کا دل ہے۔"

"ہٹ جاؤ! کسی بیگم صاحبہ کی سواری آ رہی ہے۔"

"دو رویہ کھڑے ہو جاؤ۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" اور خوب روؤ "

" چلی گئیں اندر۔ اللہ کا شکر ہے، غراروں سے پاؤں الجھا اور گرتے گرتے بال بال بچیں۔"

" بال ان کے سر پہ تھے، لٹ الجھی بام میں سلجھا جا۔"

" صاحبان آپ کو کچھ تمیز کرنی چاہیئے —— آپ شریف آدمی ہیں۔"

" اور یہ جو مشاعرہ ہو رہا ہے، معاشرہ شریف یا مشاعرہ شریف؟"

" اور یار وا گیٹ پر کسی اور کو بھیجدو۔ میں تو دم گھٹ کے مرجاؤنگا۔"

" حضرت صیاد کی یہی مرضی ہے —— دم نہ ماریئے۔"

" دو روپیہ کھڑے ہو جاؤ۔ شلواروں اور غراروں کی ایک نئی کھیپ آ رہی ہے۔"

" تشریف لے جایئے معزز خواتین۔"

" شکریہ۔"

" غالب غریب ساری عمر سوچتا رہا۔ یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں۔ غمزہ وعشوہ ادا کیا ہے۔"

" میں گیٹ بند کر رہا ہوں۔"

" اسلئے پھر آئے در کعبہ اگر وا نہ ہوا۔"

" ٹھہرو۔ مسٹر گیٹ کیپر۔ چند میکس فیکٹر کی لپ اسٹکیں اور تشریف لا رہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں"

"مشاعرہ شروع ہونے والا ہے"

"خالہ اماں کا کیا حال ہے؟"

"اللہ کا شکر ہے۔ تمہیں بہت یاد کرتی ہیں"

"تشریف کیوں نہیں لائیں؟"

"کم بخت درزی وقت پر کپڑے نہ لایا ——— لایا تو بلاؤز غلط تھا۔ انہوں نے بغیر آستینوں کے کہا تھا"

"ان درزیوں پر خدا کی مار"

"ایسی آئی باجی نارنگی؟"

"ہائیں ——— وہ سامنے تو بیٹھی ہے ڈائس پہ"

"اوہ ——— ساتھ کون ہے؟"

"کم بخت پر کرتی اور غرارہ کتنا پھبتا ہے"

"خاک بھی نہیں"

"یہ جو اس کا چچیرا بھائی آتا ہے، خدا کی قسم کھلتا ہے ——— کون کہتا ہے کہ یہ خوبصورت ہے"

"بھئی خدا لگتی کہوں گی، اچھا خوبصورت جوان ہے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" معزز خواتین و حضرات، اب آپ کو حضرت آنڈ چرچنج پو کھلوی اپنا کلام سنائیں گے"۔

" ہو ہو۔ ہاہا ——— دھڑ دھڑ ——— کھٹ کھٹ ——— چپٹ چپٹ

ٹِش ٹِیں ——— ٹاں ٹاں"

" یہ کیا طوفانِ بدتمیزی ہے"

" ہاں باجی نارنگی ——— پہلے شاعر کا کلام بھی اسی شور کے باعث ہم نے مس کر دیا"

" ڈیمنڈ ——— سوائنز"

" کرنل جھنگا صاحب۔ فرمائیے آپ تبدیل ہو کے یہاں کب آئے ہیں؟"

" کیا بتاؤں میاں چقندر صاحب! وہ جو ڈی۔ او ہے نا۔ اس کا جو سی۔ او ہے وہ بڑا پی۔ او ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان سب کے اوپر جو زیڈ۔ او ہے وہ تو ...... واہ، سبحان اللہ، مکرر، مکرر!!

" کیا ہوا کرنل صاحب؟"

" میرا خیال ہے اس شاعر سے ایک اچھا شعر ہو گیا تھا"

" تو مشاعرہ شروع ہو چکا ہے"

" میرا خیال ہے ——— ٹھہریئے میں کسی سے دریافت کرتا ہوں"

٭

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"کیا کہتی ہے تو ــــ تو وہ سچ مچ ــــ او گاڈ ــــ ہاؤ شیم فل!"

"ہاں ڈارلنگ ــــ بھاگ ......"

"کیا کہتی ہو ــــ تو وہ سچ مچ ــــ او گاڈ ــــ ہاؤ شیم فل!"

"ہاں ڈارلنگ، بھاگ گئی اس کے ساتھ"

"بڈھے باپ کے منہ پر کلنک کا ٹیکہ لگا گئی، اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا"

"وہ میجر اخروٹ تھا ــــ لفٹننٹ چلغوزہ ــــ یا وہ ــــ کیا نام تھا اس کا؟"

"بس یہی تھا ــــ ڈاکٹر بادام"

"اردو شاعری کبھی میری سمجھ میں نہیں آئی"

"سیم ہیئر ــــ جانے کیا بک رہا ہے؟"

"ختم کر چکا ہے ــــ چلو تالی بجا دو"

"باجی نارنگی ــــ وہ بڈھی کھوسٹ دیکھی آپ نے؟"

"کون؟"

"مسز ......"

"اب آپ کو حضرت آکو بخارا اپنا کلام بلاغت نظام سنائیں گے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" نظام حیدرآباد ؟"

" تم چھوڑو ——— ہاں وہ مسز کون ؟"

" وہی ——— جس نے ۲۵ برس کے نوجوان سے شادی کی ہے !"

" ہاں۔ ہاں ——— خدا اس کو غارت کرے "

" ذرا گردن موڑ کر پچھلی صف میں دیکھو "

" کس اطمینان سے بیٹھی ہے اپنے شوہر کے ساتھ "

" اور دیکھو وہ ایڈیٹ بھی کتنا مطمئن ہے "

" ہاں تو کیا نظام حیدرآباد اپنا کلام سُنا چکے "

" معلوم نہیں۔ میرا خیال ہے سُنا رہے ہیں ——— دیکھو وہ کون اندر آ رہا ہے "

" ہائے کتنی سویٹ ہے۔ معلوم نہیں کون ہے "

" ہو ہو۔ ہاہا۔ پری چہرہ نسیم ...... دل کا ساز بھی کیا ساز ہے، بج رہا ہے اور بے آواز ہے "

" یہ نسیم بانو ہے ؟"

" نہیں ——— معلوم نہیں کون ہے ——— یہ پیچھے کے لوگ کیا خرافات بک رہے ہیں "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"اب آپ نے اشارۃً مجھے بتایا تو معاملہ روشن ہوا ــــــ ورنہ لوگ ......"

"جاہل ہیں۔ ابھی تک ہمارے لیول تک نہیں پہنچے"

"قصّہ کیا تھا؟"

"بہت ہی معمولی ــــــ"

"معمولی ہی ہونا چاہیئے!"

"ڈاکٹر بادام نے پرد پوز کیا تو اس نے مجھ سے کہا، ڈیڈی میں فوراً کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی!"

"اب آپ کو حضرت پپیتا پتیا نوی ......"

"لعنت بھیجیئے اس پر ــــــ آپ کی صاحبزادی کی فراست کی داد دینی چاہیئے!"

"اس نے مجھ سے کہا کہ میں چند دن ڈاکٹر بادام کے ساتھ رہوں گی اس کے بعد فیصلہ کروں گی"

"واہ وا ــــــ واہ وا ــــــ مگر ــــــ مگر ......!"

"کیا فرمایا آپ نے؟"

"جی، میں حضرت پپیتا کے خدا معلوم کس شعر کی داد دے رہا تھا ــــــ میرا حلق خشک ہو رہا ہے ــــــ فلاسک ہے میرے پاس ــــــ شوق فرمایئے گا!"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"اب آپ کو حضرت......"

"خدا کی پناہ بھئی چقندر میاں، میں اتنی دیر جنگ میں رہا۔ لیکن اتنا شور میں نے میدانِ جنگ میں بھی نہیں سُنا تھا۔"

"اب شور بند ہو گیا ہے۔ بیگم خوبانی نے مِس رس بھری کو چو تھی بار سنانے پہ آمادہ کر لیا ہے۔"

"بیگم خوبانی بھی ڈبیا میں بند رکھنے کے قابل ہیں۔"

"ان کے شوہر کہاں ہوتے ہیں؟"

"بیچارہ اپنے کاموں میں اُلجھا رہتا ہے۔"

"بڑا شریف آدمی ہے۔"

"ہاں کرنل صاحب۔"

"دھمک دھمک ـــــ دھڑ دھڑ ـــــ چھنن چھنن ـــــ پٹاخ ـــــ چھناک!"

"کیا ہوا؟"

"ایک اور دروازہ ٹوٹ گیا ہے۔"

"کتنے دروازے ہیں اس ہال میں؟"

"تیس چالیس کے قریب ہوں گے۔"

"تو کوئی ہرج نہیں۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" اپیچی چلو اُٹھو۔ تمہارا نام پکارا گیا ہے "

" نہیں نہیں۔ دیکھو تو کیسا غُل غپاڑہ مچا ہے "

" پہلا موقعہ ہے ممکن ہے سلے اُڑ دو "

" کیسے ؟ "

" مشاعرے کو "

" محترمہ لیچی صاحبہ تشریف لائیں "

" نہیں چاہیئے۔ نہیں چاہیئے۔ دس بھری ـــــ دس بھری ـــــ لیچی دیچی نہیں "

" لیچی ڈیئر ـــــ اُٹھو بھی۔ دیکھو آلوچہ صاحب بھی نہیں اشارے کر رہے ہیں "

" میں نہیں جاؤں گی "

" دیکھو آلوچہ صاحب خود مائکروفون پر آئے ہیں "

" میں محترم لیچی صاحبہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں بحاف فرمائیے گا صدرِ محترم ـــــ معزز خواتین اور معزز حضرات ـــــ یہ لیچی صاحبہ کا پہلا موقع ہے "

" آپ کون ہوتے ہیں، بیٹھ جائیے، بیٹھ جائیے۔ کوئی گردن ناپیے اس کی۔

دس بھری، ہو، ہو ـــــ ہا ہا ـــــ اُد اُد ـــــ "

" اُٹھو لیچی "

" باجی نارنگی ـــــ بہت ظلم ہوا۔ بیچاری لیچی کے ساتھ "

" گھبرا گئی "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"اوندھے منہ گر پڑی۔"

"بس گئے اسٹریچر پہ ڈال کر۔"

"نہیں، ویسے ہی اٹھا کر لے گئے ہیں — کرنل مجینگا دیکھ رہے ہیں اُسے۔"

"تو بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

"خی خی خی خی۔"

"سب دروازے توڑ ڈالے گئے۔"

"اوئی۔"

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔"

"سوائنز۔"

"بدمعاش۔"

"میرا غرارہ۔"

"میرا دوپٹہ۔"

"باجی مارنگی، الائچی بے ہوش ہو گئی۔"

"میں خود ہو رہی ہوں۔"

"خالہ جان کا میک اپ سب غارت ہو گیا۔"

"معزز خواتین و حضرات! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں — پولیس آ رہی ہے۔"

"سب چلے گئے، ہال سنسان ہے۔ آہا! یہ کیا ہے؟ کرنل مجینگا کا وسکی کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فلاسک ـــــ واہ بس دو گھونٹ کافی ہیں ـــــ اب میں اپنا کلام سناتا ہوں۔
غیر معزز خواتین و غیر معزز حضرات! خاکسار انگور بے شاخی ہے، اللہ شافی، اللہ کافی، لیجئے میرا کلام سنئے، عرض کیا ہے ؎

زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت
پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت
یوں تو بیچی ٹبی، موسمی بھی، نارنگی بھی
ہاتھ میں آج چقندر کے ہے سارنگی بھی
بات چل جاتی ہے اس بزم میں بے ڈھنگی بھی
زلفِ اشعار کو سلجھا نہ سکی کنگھی بھی
اُلٹا دنیا کا ہے دستور خدا کی قدرت
پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت

آداب بجا لاتا ہوں ـــــ تسلیمات عرض ہے ـــــ لیجئے حضرات!
پولیس بھی عین موقع پہ پہنچ گئی ـــــ میں گرفتار ہونا چاہتا ہوں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بِن بُلائے مہمان

غالب کہتا ہے :-

میں بلاتا تو ہوں ان کو مگر اے جذبۂ دل
ان پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

یعنی اگر اسے بن بلائے مہمانوں سے کد ہوتی تو یہ شعر ہمیں اس کے دیوان میں ہرگز نہ ملتا ۔

غالب کہتا ہے ۔ میں بُلاتا تو ہوں ان کو۔ مگر میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہو جائے کہ وہ بن بلائے چلے آئیں ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بُلا کر کسی کے آجانے میں وہ مزا کہاں ہے ۔ جو بن بلائے آجانے میں ہے ۔ لیکن سمجھ میں نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آنا. کیوں لوگوں کو بِن بلائے مہمانوں سے خدا واسطے کا بَیر ہے۔

آپ کہیں گے کہ صاحب غالبؔ نے تو معشوقوں کے متعلق کہا تھا کہ ان کا بن بلائے آجانا عاشقوں کے لئے ایک بہت ہی بڑی بات ہے۔ آپ نے زبردستی یہ شعر مہمانوں کے ساتھ چپیک دیا۔ اچھا صاحب یوں ہی سہی، لیکن نفسیات کی روشنی تو موجود ہے۔ چلئے اسی میں بن بلائے مہمانوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

یہ نفسیات کا زمانہ ہے۔ ہر چیز آج کل اسی ترازو میں تولی اور اسی کسوٹی پہ پرکھی جاتی ہے لیکن بن بُلائے مہمانوں کا نفسیاتی تجزیہ کرنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ آیا ہر مہمان کو بلانا ضروری ہے۔ یعنی کیا وہی آدمی قابلِ برداشت مہمان ہوتا ہے جس کو مدعو کیا جائے، خط لکھ کر، دعوتی کارڈ بھیج کر، تار دے کر یا ٹیلیفون کر کے اپنے گھر بلایا جائے۔ اس کا جواب منطق کی رُو سے یہی ہوگا کہ ایسے بُلائے ہوئے مہمان ضروری نہیں کہ سو فیصدی قابل برداشت ثابت ہوں۔ اسی طرح ہم اس نتیجے پر بھی آسانی کے ساتھ پہنچ جائینگے کہ بن بلائے مہمان ضروری نہیں کہ سو فیصدی ناقابلِ برداشت ثابت ہوں ـــ واضح یہ ہوا۔ کہ ہر بن بلائے مہمان پہ ناقابلِ برداشت اور ناقابلِ قبول کا لیبل لگا دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔

اور یہ بھی زیادتی ہے۔ یعنی آپ ساری عمر نہیں بلائیں گے تو کیا اس کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ مطلب ہوگا۔ کہ آپ کے ہاں کوئی آئے ہی نہیں۔ ایسی انتظار میں آدمی سوکھتا رہے کہ آپ کب بلاتے ہیں۔ اور بفرضِ محال مہربان ہو کے آپ نے ایک دفعہ بلا لیا۔ تو اس کے بعد آس لگائے بیٹھے ہیں۔ کہ دیکھئے آپ پھر کب مہربان ہو کے بلاتے ہیں ——— نا صاحب، بلانا وِلانا کوئی ضروری نہیں۔ جب بھی کسی کا جی چاہے چلا آئے۔ دوستوں میں ایسی بھی کیا غیریت۔

عربوں کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ لیکن ہم نے کبھی یہ نہیں سُنا کہ انہوں نے اونٹ روانہ کر کے مہمانوں کو بلایا ہو۔ اصل میں وہ مہمان نوازی ہی کیا جو بُلا کر کسی آدمی پر عائد کی جائے۔ ہم تو عربوں کے متعلق یہی سُنتے آئے ہیں کہ ان کے مہمان اکثر بن بلائے ہی ہوتے تھے ——— دن کو یا رات کو کسی وقت بھی آ نکلتے، دروازے کھُلے پاتے۔ حاتم طائی کبھی پیدا نہ ہوتا اگر وہاں مہمانوں کو بُلا کر ان کا میزبان بننے کا دستور ہوتا۔

انگریزوں کی روزمرّہ کی زندگی بڑی نپی تُلی ہے۔ منٹوں اور سیکنڈوں کا حساب کیا جاتا ہے بن بلائے کسی کے یہاں جانا ان کے نزدیک بہت بڑی بدتمیزی ہے، یہی وجہ ہے کہ حاتم طائی کے قد و قامت کی ایک بھی شخصیت ان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ لیکن یہاں حاتم طائی کے قد و قامت کی شخصیتیں پیدا کرنے کا سوال نہیں۔ ہمیں تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ بن بُلائے مہمان کو سوسائٹی کیوں ایسی بُری نظروں سے دیکھتی ہے۔ اور معاشرے میں اس کی حیثیت کیوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک خارش زدہ کُتّے سے بھی بدتر ہے۔

مان نہ مان میں تیرا مہمان ـــــ یہ بالکل اور چیز ہے۔ لیکن بن بُلایا مہمان ہرگز ہرگز ملعون و مطعون نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ میزبانوں کو اُلٹا اِن کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ کہ یہ اِن میں خوداعتمادی پیدا کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور خوداعتمادی، جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ انسان کے کردار میں بہت ہی ضروری ہے۔

ذرا غور فرمائیے ـــــ اگر آپ کسی بن بُلائے مہمان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جو زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز آپ کے پاس ٹھہر کر اپنی راہ لے گا۔ تو آپ ایک ایسے بڑے ناگہانی حادثے کو کیونکر برداشت کر سکیں گے جس کا رّدِ عمل برسوں جاری رہتا ہے۔ ملک کی سیاست میں کسی اچانک تبدیلی کو آپ کا ذہن کیسے برداشت کریگا اور آپ کیونکر اس تبدیلی کے ساتھ خود کو سمو سکیں گے ـــــ اگر آپ بن بلائے مہمان کو برداشت نہیں کر سکتے تو معاف کیجئے، موت کے فرشتے کا کیا کیجئے گا جو ہمیشہ بن بلائے آتا ہے۔

دُنیا کچھ بھی کہے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ہر بن بلائے مہمان کی آمد نہ بلانے والے میزبان میں خوداعتمادی پیدا کرتی ہے۔ دعوت کا اعلان کر کے اور خورد و نوش کا جملہ سامان تیار کر کے ایک، دس یا بیس آدمیوں کو مہمان بنا لینا کوئی بڑی بات تو نہیں، بڑی بات تو اس وقت ہوگی جب آپکے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوگی اور تین چار دوست بیک وقت یا یکے بعد دیگرے آپکے گھر آ دھمکیں گے اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کو افراتفری میں ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا انتظام کرنا پڑے گا۔

صاحب خانہ یا میزبان کے سامنے کا اندازہ اعلان کرکے دی ہوئی دعوت اور بلاکر بلائے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارات بطریق احسن کبھی نہیں ہو سکتا آپ کے، آپ کی بیگم صاحبہ کے، آپ کے نوکروں کے حسن انتظام، خوش سلیقگی اور رکھ رکھاؤ کا صحیح اندازہ صرف اسی وقت ہو گا جب آپ امتحان کے لئے تیار نہ ہوں گے؟

انسپکٹر جب بتا کر اسکولوں کا دورہ کرتے ہیں کہ وہ فلاں دن، فلاں سکول کا معائنہ کریں گے تو اس دن اس سکول کا غلیظ ترین کونہ بھی صاف ہوتا ہے۔ صحیح معائنہ تو اصل میں اس وقت ہو گا جب انسپکٹر SURPRISE VISIT پر آ نکلے گا۔

انسپکٹر تو محض اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے کے لئے معائنے پر آتے ہیں لیکن بن بلائے مہمان غیر شعوری طور پر میزبانوں کو اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے کا موقعہ بہم پہنچاتے ہیں۔ سوسائٹی انہیں ملعون و مطعون گردانتی ہے۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے اس لئے کہ ان کا وجود سوسائٹی کے حق میں بے حد مفید ہے۔

یہاں تک کہہ چکنے کے بعد میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور بے جھجک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بتانا چاہتا ہوں کہ میں بلانے پر کسی کے یہاں آج تک نہیں گیا۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے اکثر و بیشتر میزبان مجھ سے نالاں ہیں کہ میں بن بلائے آدھمکتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے اپنی عادت نہیں بدلی۔ اس لئے کہ مجھے اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔

میں شاعر مزاج ہوں، ٹھس واقعات اور سپاٹ چیزوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں، شادی، بیاہ اور سالگرہ وغیرہ کی دعوتیں میرے لئے بالکل بے کیف ہیں وہ کھیل اور تماشے بھی میری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتے جن کو دیکھنے کے لئے آدمی کو وقت کا پابند ہونا پڑے۔ مجھے اس بستر پہ کبھی نیند نہیں آسکتی جو میرے لئے خاص طور پہ تیار کیا گیا ہو۔ وہ مہمان نوازی مجھے کھٹکتی ہے جس میں پہلے کی تیاری کی ہلکی سی جھلک بھی ہو۔

وہ لوگ جو مجھے یا میرے مزاج کے آدمیوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں ان کے متعلق مجھے افسوس سے کہنا پڑیگا کہ وہ شعریت سے یکسر خالی ہیں۔ ڈرامے کو سمجھنے اور اس سے حظ اُٹھانے کی صحیح حسّیت ان میں ذرہ بھر نہیں۔ حادثات کا مقابلہ کرنے کی تاب تو معاف کیجئے ان میں سرے سے ہوتی ہی نہیں۔

اونچی سوسائٹی کی ایک خاتون تھیں جن کے متعلق اونچی سوسائٹی ہی میں یہ مشہور تھا کہ وہ پہلے درجے کی مہمان نواز ہیں مطلب یہ تھا کہ وہ ہر ہفتے بلاناغہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک پارٹی دیا کرتی تھیں۔ جس میں شہر کی تمام اونچی شخصیتوں کو مدعو کیا جاتا تھا۔ میں ان کے یہاں جب بھی گیا بن بلائے گیا۔ وہ مجھے بہت اونچے درجے کا بدتمیز سمجھتی تھیں اور میں سمجھتا تھا کہ وہ بہت ہی اونچے درجے کی خاتون ہیں لیکن ان کے دل کا نچلا حصہ جہاں درد، منت کشِ دوا نہیں ہوتا۔ جہاں تیرِ تمام کش پہ تیرِ نیم کش کو ترجیح دی جاتی ہے، سرے سے موجود ہی نہیں تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک رات وہ ایک بن بلائی چوہیا کو دیکھ کر بیہوش ہو گئیں اور یہ صدمہ انہیں تا دمِ آخر رہا کہ ان کے گھر میں جہاں ایک مچھر نکال دینے پہ وہ دس ہزار روپے ہار دینے کے لیے تیار تھیں، ایک چوہیا نکل آئی۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسے لوگوں میں حادثات کا مقابلہ کرنے کی تاب بالکل نہیں ہوتی۔ اس خاتون کی جگہ جن کا ذکر میں نے ابھی ابھی کیا ہے اگر کوئی ایسی عورت ہوتی جس کے دل کے نچلے حصے میں" اگر خواہی حیات اندر خطر زی" کا جذبہ موجزن ہوتا تو میں سمجھتا ہوں اس رات محفل درہم برہم ہونے کے بجائے اور جم جاتی اور ایسے لطیفے ہوتے جو سب کو تا دمِ آخر فرحاں و شاداں رکھتے۔

آپ یقین نہیں کریں گے، مگر آپ کبھی ایسے میزبان کو جسے بن بلائے مہمانوں سے چڑ ہو، شیکسپیئر کے ڈرامے پڑھنے کے لیے دیجیے۔ دوسرے پڑھ پڑھ کر سر دھنیں گے۔ مگر اس پہ ذرہ برابر اثر نہیں ہوگا۔ اسی طرح فنونِ لطیفہ سے بھی ایسے شخص لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان میں نفسِ لطیف کی کمی ہوتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگر یہ کمی نہ ہوتی تو وہ ان تمام لطافتوں کو سمجھ سکتے جو بن بلائے مہمانوں کی آمد کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوتی ہیں۔

آپ کی اپنی بیوی سے سامنہ زبردست پرخ ہوئی ہے۔ وہ مُصر تھی کہ میکے جائے گی اور ضرور جائے گی۔ آپ اس کے خلاف تھے، نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ آپ نے پورا ڈنر سیٹ غصّے میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا۔ اور آپ کی بیوی اپنی نئی ساڑھی کی چِندی چِندی کر کے بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ تین بار طلاق کہنے والے تھے کہ دروازے پہ دستک ہوئی یا زور سے گھنٹی بجی۔ آپ نے اُٹھ کر دروازہ کھولا اور کیا دیکھا کہ میں اپنی بیوی بچوں سمیت کھڑا ہوں۔ آپ چلّائے "ارے تم کہاں؟" ——— آپ نے پھر میری بیوی کی طرف دیکھا اور اپنے چہرے پر سے کدورت کے تمام آثار دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کو آداب عرض کیا ——— تھوڑی دیر ٹھٹکے پھر زور سے میرے کندھے پہ ہاتھ مارا اور کہا "چلو بھئی اندر، باہر سردی میں کیا کھڑے ہو؟"

چلئے صاحب، ہم اندر داخل ہوگئے۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پوچھا "بیگم صاحبہ کہاں ہیں ——— سو رہی ہیں؟" آپ نے کھٹ سے جھوٹ بولا "نہیں اندر ہیں۔ ذرا طبیعت خراب ہے" میری بیوی نے جھٹ سے برقعہ اُتارتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا "ہائیں ——— کیا ہوا دشمنوں کو۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی بیگم صاحبہ نے اندر کمرے میں یہ باتیں سنیں تو جلدی جلدی بچی ہوئی ساڑھی کی چند بال بکس میں ڈالیں اور آنسو پونچھتی ہوئی باہر نکل آئیں اور جھٹ سے میری بیوی کو اپنے گلے لگا لیا۔ اور کچھ اس خوبصورتی سے اپنے بچے ہوئے آنسو نکالے کہ اس غریب کو بھی رونا پڑا۔

رات بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے ٹوٹے ہوئے ڈنر سیٹ کے متعلق پوچھا۔ تو آپ کو ایک نہایت ہی دردناک داستان گھڑ کے سنانا پڑی کہ نوکر نے لاکھ منع کرنے پر بھی سارے برتن ایک ہی طشت میں اٹھا لئے اور اندھا دھند میز کے ساتھ ٹکرا کر سب کے سب فرش پر گرا دیئے۔ غریب نوکر کو میں بھی آپ کے ساتھ گالیاں دیتا رہا۔ حالانکہ صاف دیکھ رہا تھا کہ سیٹ شکنی آپ ہی کا کام ہے کیونکہ فرش پر گر کر پلیٹوں کے ٹکڑے الماری تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

پھر سونے کے وقت آپ کی بیگم صاحبہ نے غلطی سے اپنا بکس کھولا اور میری بیوی کٹی ہوئی ساڑھی دیکھ کر چلائی، "ہائیں، بہن یہ کیا؟"——

تو آپ کی بیگم صاحبہ کو ایک فرضی کہانی سنانا پڑی: "ان کم بخت چوہوں نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔ پچھلے مہینے میرا اساٹن کا سوٹ غارت ہوا۔ آج یہ نئی ساڑھی! گولیاں ڈالیں، توسوں پر زہر لگا کے رکھا، مگر ان سے نجات ہی نہیں ہوتی۔" میری بیوی کو اچھی طرح معلوم تھا کہ ساڑھی کو غارت کرنے والی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خود آپ کی بیگم ہیں کیونکہ چوہے پھاڑتے نہیں بوٹیاں نوچتے ہیں، لیکن وہ بیچاری آپ کی بیگم کو چوہے مارنے کی کئی ترکیبیں سمجھاتی رہی۔

ہم دس دن آپ کے یہاں رہے، آپ کو بہت کوفت ہوئی، اس لئے کہ ہم بِن بُلائے مہمان تھے۔ کئی دفعہ ہم نے آپ میاں بیوی کو آپس میں ہمارے متعلق کھسر پھسر کرتے سُنا کہ یہ کمبخت ٹلتے کیوں نہیں، لیکن افسوس ہے کہ آپ نے ہماری بے وقت آمد کے فوائد پر غور نہ کیا۔

میں ایسی ہزاروں مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔

ایک صاحب کے یہاں ہم دس روز ٹھہرے۔ ان کی بیوی، ان کی دو سالیاں، ان کے تین بچے سب بلا کے چٹورے تھے۔ بلا ناغہ کسی کے پاس سے کوئی بھی خوانچہ والا گزرے ٹھہرا لیا جاتا تھا اور سینکڑوں روپے ماہوار ہر ماہ یوں برباد کر دیئے جاتے تھے۔ صاحبِ خانہ کو سخت شکایت تھی کہ کھانا کوئی نہیں کھاتا، لیکن الّم غلّم چیزیں دن بھر کھائی جاتی ہیں، ہم صرف دس روز ان کے یہاں ٹھہرے، آپ یقین مانیئے چوتھے روز اُن سب کا چٹورا پن غائب ہو گیا اور وہ باقاعدہ گھر کا پکا ہُوا کھانا کھانے لگے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری آمد کے اس افادی پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اور ہم پر بِن بُلائے مہمان کا لیبل چسپاں ہو گیا۔

بن بلائے مہمانوں کے متعلق میرا ارادہ یہ بہت ہی اچھا ہے، جو آتا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑے شوق سے آئیے جب جی چاہے آئیے، ایک آدھ روز رہیے۔ دس روز
رہیے، دس بیس مہینے رہیے، مجال ہے جو میرے ماتھے پہ ہلکی سی شکن بھی آ جائے
ـــــ زیادہ آ جائیں گے تو میں ان سے کہوں گا دیکھیے جناب ہمارے
پاس دو پلنگ ہیں، آپ انہیں اپنی عقل کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں۔
ہماری فکر نہ کیجیے، صوفہ ہے، اس پر میں سو جاؤں گا۔ گدا ہے، اس پر
میری بیوی آرام سے سو سکتی ہے، بچے ہیں ان کا بھی انتظام ہو جائے گا
وہ کہیں گے، نہیں نہیں، اس قدر تکلف کی کیا ضرورت ہے، تو میں کہوں گا،
بہتر ـــــ آپ صوفہ اور گدا سنبھال لیجیے، لیکن دیکھیے یہ ریڈیو میں اپنے
کمرے میں لیے جاتا ہوں، اس لیے کہ رات کو اگر آپ میں سے کوئی بجائے
تو ممکن ہے باقیوں کو ناگوار معلوم ہو ـــــ جس چیز کی ضرورت ہو آپ باہر
سے خرید سکتے ہیں، سگرٹ والے کی دکان گلی کے نکڑ پر ہے، دودھ کا شوق
ہے تو دس قدم اور آگے چلے جائیے گا، بڑا اچھا حلوائی ہے۔

جب تک جیب اجازت دے گی میں اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرتا
رہوں گا، لیکن جب وہ جواب دے جائے گی تو میں ان سے ایک روز
بیباکانہ کہوں گا دیکھیے جناب! آج سے تصویر کا دوسرا رخ شروع ہوگا۔ ہم
آپ کے مہمان، آپ ہمارے میزبان" ـــــ اور اگر معاملہ بہت ہی نازک
صورت اختیار کر گیا تو ہم اپنے مہمانوں کو وہیں گھر میں چھوڑ کر کسی دوسرے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے یہاں بِن بُلائے چلے جائیں گے۔ اللہ اللہ، خیر صلّا!

آخر میں اُن لوگوں سے جو کہ بِن بلائے مہمانوں سے خدا واسطے کا بیر رکھتے ہیں، میری درخواست ہے کہ وہ اور کچھ نہیں تو محض تفریح کے طور پر ہی مہینے میں ایک بار کسی بن بلائے مہمان کو اپنے ہاں ضرور بلوایا کریں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنی اپنی ڈفلی

"السّلام علیکم"
"وعلیکم السّلام"
"کہیے مولانا کیا حال ہے؟"
"اللہ کا فضل و کرم ہے ــــــ ہر حال میں گزر رہی ہے!"
"حج سے کب واپس تشریف لائے؟"
"جی آپ کی دعا سے ایک ہفتہ ہو گیا"
"اللہ اللہ ہے۔ آپ نے ہمّت کی تو خانہ کعبہ کی زیارت کر لی ــــــ
ہماری تو دل ہی دل میں رہ جائے گی ــــــ دعا کیجیے کہ یہ نعمت ہمیں بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نصیب ہو۔"

"انشاءاللہ! ——— ورنہ میں گنہگار کس قابل ہوں۔"

"میرے لائق کوئی خدمت؟"

"کسی تکلیف کی ضرورت نہیں ——— لیکن دیکھئے ——— ذرا کان لائیے اِدھر ——— میرے ہاں دو بوریاں کھانڈ کی ہیں ——— آپ کی اکثر جان پہچان ہے، کسی کو ضرورت ہو تو مجھ سے فرما دیجئے گا ——— آپ سمجھ گئے نا؟ ——— دام واجبی ہوں گے۔

ٹ

"لیجئے جناب ہماری خدمات کا صلہ مل گیا۔"

"کیا؟ ——— مبارک ہو!"

"سو سو مبارک ——— کمپنی نے نوکری سے جواب دے دیا۔"

"ہائیں ——— یہ کب کی بات ہے؟"

"ایک مہینہ ہو گیا ہے۔"

"لاحول ولا، مجھے معلوم ہی نہیں تھا۔"

"دو سو ملازموں کی چھانٹی ہوئی ہے۔"

"بہت افسوس کی بات ہے ——— کوئی احتجاج وغیرہ ہوا۔"

"سینکڑوں ——— ہڑتالیں ہوئیں، جلوس نکلے، کئی مرتبہ دس دس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیس بیس روز کی بھوک ہڑتال بھی کی ــــ وعدے ہوئے اور عہد ہوئے مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔"

"تعجب ہے ــــ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔"

"ان لوگوں میں تیل ہے نہ اتنی سردوں میں جوئیں ــــ کانوں پر رینگیں گی کیسی ــــ جوئیں ــــ دیکھیں یہ تو ہماری دنیا کی چیزیں ہیں سر اور کپڑوں سے ٹپکی پڑتی ہیں۔"

"اللہ رحم کرے۔"

"اللہ اب رحم نہیں کریگا ــــ وہ دن لد گئے جب وہ مائل بہ کرم ہوا کرتا تھا ــــ اتنے آدمی ہیں وہ کس کس کی حاجت روا کرے ــــ میرا تو خیال ہے اوپر بھی راشننگ سسٹم شروع ہو گیا ہے۔"

⁂

"میں اس بدذات سے کیا کہوں ــ صاف مجھ سے دغا کر گیا۔"

"کیسے؟"

"حرام زادے نے وعدہ مجھ سے کیا اور دونوں نئی بہو کس کہیں ٹھکانے لگا دیں۔"

"اس کی وجہ؟"

"میں نے اس کا ایک کام کیا تھا اس کے عوض میں نے اس سے کہا تھا کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھے ایک نئی بیوک جو تمہارے ہاں آنے والی ہے دلوا دو ـــــ میں آدھی قیمت ادا کر دونگا ـــــ آدھی اس کام کے مجرے میں گئی ہے "

" اور وہ کام لاکھوں کا تھا "

" اس سئے تو کہتا ہوں بلّڈی سوائن نے میرے ساتھ دھوکا کیا ـــــ لیکن میں بھی اس سے بدلہ لوں گا ـــــ وہ بیوک سے لے کر کوٹھی پر سیدھی ناک آئے گا "

ٌ ٌ ٌ ٌ

" یہ آپ بٹن کے ڈبّے اور سگریٹ کی خالی ڈبیاں کیوں یہاں سے لے جایا کرتے ہیں ؟"

" حضور ایسے ہی "

" کوئی وجہ تو ہوگی "

" آپ کے ہاں بیکار پڑے رہتے ہیں . میں لے جاتا ہوں "

" کچھ مل جاتا ہے ان سے ؟"

" جی ہاں ، بہت کچھ "

" دیکھو ، ہمیں معلوم ہی نہیں "

" جی ہاں ، آپ کو معلوم نہیں ـــــ میری بچیاں ان سے کھیلتی ہیں ـــــ میری اتنی استطاعت نہیں کہ میں ان کے لئے گھر کھلونے لے جایا کروں .

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس لئے میں نے اُن کو اس طور پہ سمجھایا ہے کہ وہ ان نکمّی چیزوں ہی کو دنیا کے بہترین کھلونے سمجھتی ہیں!"

"بڑے ہوشیار آدمی ہو بھئی!"

*

"باورچی ــــ باورچی کو بلاؤ ــــ جلدی بلاؤ ــــ ہم اس سے بات کرنا مانگتا ہے"

"حضور ــــ حاضر ہوں!"

"یہ تم نے آج کھانے کس قدر واہیات پکائے ہیں!"

"حضور ــــ!"

"حضور کے بچے ــــ اس پلیٹ سے بیگم صاحب نے ایک ہی نوالہ اُٹھایا کہ متلی آ گئی ــــ میں نہیں ــــ"

"حضور ممکن ہے کوئی قصور ہو گیا ہو ــــ میں معافی چاہتا ہوں!"

"معافی کے بچے ــــ اٹھاؤ، سب سالن، اور باہر پھینک کر آؤ!"

"ہم نوکر کھا لیں گے حضور!"

"نہیں ــــ باہر ڈسٹ بن میں پھینک کر آؤ ــــ تم سزا کے طور پہ بھوکے رہو ــــ اٹھیئے بیگم صاحب، ہم "شیزان" چلتے ہیں!"

*

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

" یہ تمہیں چرس کی لت کہاں سے پڑی ؟"

" کیا بتاؤں یار ــــ اب تو اس کے بغیر بالکل نہیں رہا جاتا "

" یہ تم مجھے کیا بتلاتے ہو۔ میں پوچھتا ہوں لت کہاں سے پڑی "

" جیل میں "

" جیل میں ؟ ــــ وہاں تو ایک مکھی اندر نہیں جاتی "

" مکھیاں، مچھر، کھٹمل، چوہے، تمام حشرات الارض جاتے ہیں، افیم جاتی ہے، چرس جاتی ہے، مدھک جاتی ہے، شراب جاتی ہے، سبھی کچھ جا سکتا ہے "

" کیسے ؟"

" ایک خاکی مارکٹ ہے وہاں ــــ جو بلیک مارکٹ سے زیادہ ایماندار ہے "

* * *

" اماں بس ــــ اب گذارہ کیسے ہوگا، یہاں سے لٹے بدن پر چھوڑنے کا زمانہ آگیا ہے "

" ٹھیک کہتی ہے بٹیا "

" تو کیا ہوگا ؟"

" سارا بازار ہی مندا ہے "

" کیوں ؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"لوگوں کے پاس روپیہ نہیں "۔

"لیکن جو مال پر اتنی شاندار موٹریں چلتی ہیں —— یہ جو لارنس باغ میں زرق برق لباس نظر آتے ہیں —— یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے

"ان لوگوں کے پاس ہے "

"تو پھر بازار کیوں مندہ ہے؟"

"اب انہوں نے اپنے آپس ہی میں ہمارا دھندہ شروع کر دیا ہے "

* * *

"مکان کی بڑی پریشانی ہے —— سر چھپانے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں "

"معاملہ واحد ہے بھائی جان "

"جی نہیں —— آپ ذرا خیال تو فرمائیے کہ میرا کتنا بڑا کنبہ ہے، ماں، دو سالیاں، چار بچیاں، ایک بیوی —— اور دو خالائیں "

"اور ادھر کی فہرست بھی سن لیجئے۔ دو بیویاں، آٹھ بچے، ماں، اس کی ماں —— ماں کی دو بہنیں "

"جی نہیں —— آپ غور فرمائیے کہ یہاں آنے کے بعد دو برس کی مسلسل تگ و دو کے بعد مجھے ایک چھوٹا خستہ مکان خدا خدا کر کے مل گیا تھا —— لیکن ایک برس بھی اس میں مشکل سے نہیں گذرا تھا کہ محکمہ...... کیا کہتے ہیں اُسے؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"محکمہ بحالیات!"

"ہاں ہاں، وہی، اس کے افسروں نے نکالی باہر کیا —— قبلہ مستورات تک کو یوں چٹکیوں میں سڑک پر بٹھا دیا۔"

"اور قبلہ مجھے مارا بھی گیا تھا —— مجھ پر مقدمہ بھی چلا تھا —— لیکن خدا جانے کب کا ثواب کام آگیا کہ جیل سے جان چھوٹی —— میں نے سوچا جان بچی اور لاکھوں پائے۔"

"تو اب آپ کہاں رہتے ہیں؟"

"میں نے اب رہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے سب سے کہہ دیا، جہاں تمہارے سینگ سمائیں جاؤ اور چھوڑ چھاڑ چلتا بنا —— وہ خدا معلوم کہاں ہے —— مجھے ان کی کوئی پروا نہیں —— سڑک کا کوئی نکڑ اِل جاتا ہے سو جاتا ہوں۔ نہیں ملتا تو سارا دن اور ساری رات گھومتا رہتا ہوں۔"

"مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا —— میں نے دو تین درخواستیں دی ہوئی ہیں —— ان کا کچھ تو نتیجہ برآمد ہوگا۔"

"آپ وہ درخواستیں لے آئیے —— میری بھی درخواستیں لے آتا ہوں اور ان کو ملا کر کاغذ کا ایک گھر بنا لیجئے!"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ایک اخبار کچھ لکھتا ہے، ایک اخبار کچھ لکھتا ہے۔"

"یہ تو ہے!"

"کس کی مانیں، کس کی نہ مانیں۔"

"آپ کسی کی نہ مانیں —— اخبار پڑھنا ہی چھوڑ دیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے —— دنیا کا حال کیسے معلوم ہوگا؟"

"دنیا کا حال آپ کو خود بخود معلوم ہو جائے —— یہ دُنیا اصل میں سب بکواس ہے، اصل دنیا آپ کی ہے جو چھوٹی سی ہے۔ اسی میں مگن رہیے۔ اگر وہ ختم ہو جائے تو اللہ کا شکر بجا لائیے۔"

"آپ کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں؟"

"تو پھر آپ اخبار پڑھتے رہیئے —— جناح عوامی لیگ ہے، آزاد مسلم لیگ ہے، امکا لیگ ہے، اڈھمکا لیگ ہے —— میں تو سمجھتا ہوں سب سے بہتر ہے کہ آپ ڈھمکا لیگ شروع کر دیجیے۔ اس کے بانی بن جائیے اور وردی کا کوئی رنگ مقرر کر لیجیے۔ ایک اخبار جاری کر دیجیے اور عیش کیجیے۔"

* * *

"آپ کے بچّے اتنے بڑے ہو گئے ہیں، ان کی تعلیم کا کوئی بندوبست ہونا چاہیئے۔"

"میں ان کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں کرنا چاہتا۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"کیوں؟"

"میں خود سارا دن بندوبستوں میں اُلجھا رہتا ہوں ــــ ایک ہزار ایک بندوبست ہے ــــ درزی کے بِل کا بندوبست، بنئے کے قرض کا بندوبست، بجلی کے بل کا بندوبست، پانی کا بندوبست، کسی عزیز کے گھر بدصورت سالرڈ کا یا لڑکی ہو تو اس کو کچھ دینے کا بندوبست، دِق ہونے والی ہے اس کا بندوبست، بیوی کو ہسٹیریا ہے اس کا بندوبست، اب تو یہ سوچ رہا ہوں کہ خدا سب کے انجام کا بندوبست بھی کر دے ــــ اگر گھر میں سے کوئی مر گیا تو اس کے کفن دفن کا بندوبست تو کبھی مجھ سے نہیں ہو سکتا۔"

"آپ قنوطی ہیں۔"

"میں صاحب قنوطی ہوں ــــ پلوطی ہوں ــــ سب کچھ ہوں۔"

"لیکن بچّوں کی تعلیم کا تو ...."

"میں اس کی طرف دھیان نہیں دے سکتا۔"

"خیراتی سکول ہیں ــــ میرا مطلب ہے ان کی فیس معاف ہو سکتی ہے۔"

"مجھے معاف کیجئے ــــ میں ایسے اسکولوں میں اپنے بچّوں کو پڑھانا نہیں چاہتا۔ جہاں سے وہ ہر روز نئی سے نئی گالی سیکھ کے آئیں گے۔ میں جانتا ہوں یہ اسکول، جنہیں معلوم نہیں اسکول کیوں کہا جاتا ہے مغلظات کے گھر میں سب راہ روؤں کی پرورش گاہ میرا گھر اچھا ہے اگر وہ مریں گے تو صاف ستھرے مریں گے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"اجی سنئے تو؟"

"اوہ آپ ـــــ مجھے بڑا ضروری کام ہے، معاف فرمائیے۔"

"معافیاں تم لاکھ مانگ چکے ہو ـــــ وہ میرا سو روپے کا قرض؟"

"میں دوا لینے جارہا ہوں، میری بیوی بیمار ہے۔"

"میں ان گھستوں میں نہیں آنے والا ـــ خدا کی قسم آج میرا قرض ادا نہ ہوا تو سر پھوڑ دوں گا؟"

"آپ کیوں زحمت اٹھاتے ہیں ـــــ میں خود ہی دیوار کے ساتھ ٹکّر مار دیتا ہوں ـــــ یہ لیجئے؟"

٭ ٭ ٭

"ڈارلنگ!"

"جی؟"

"ساری دکانیں چھان ماریں ـــ تمہارے سائز کی "میڈن فورم" بریزئیر نہیں ملی؟"

"اوہ ہاؤ سیڈ"

"میرا سائز ہی کچھ واہیات ہے؟"

٭ ٭ ٭

"اوہ مولا ـــ اپنے پیر دستگیر کے صدقے کبھی تو بھی ہمیں سو روپے کی شکل دکھائیگا؟"

٭ ٭ ٭

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"سنا ہے حکومت غور کر رہی ہے کہ طوائفوں اور کسبیوں کو شاہی محلّے سے نکال کر ایک علیحدہ بستی میں بسا دے۔"

"وہ کہاں بسے گی جی؟"

"سنا ہے دریائے راوی کے پار۔"

"یہ اچھا ہے ـــــ طغیانیاں اور سیلاب عام آتے ہیں۔ ایک نہ ایک دن بہہ کر پھر شاہی محلّے آجائیں گی۔"

* * *

دعوت تو جناب ایسی ہوگی کہ یہاں کی تاریخ میں یادگار رہے گی ـــــ لیکن ایک افسوس ہے کہ فرانس سے جو میں نے خاص طور پر شمپین منگائی تھی وہ وقت پر نہیں پہنچے گی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"گناہ کی بیٹیاں" ــ "گناہ کے باپ"

برس یا ڈیڑھ برس پیچھے کی بات ہے۔ کراچی سے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ وہاں عورتوں کی جسم فروشی قانوناً ممنوع قرار دے دی گئی ہے۔ اس پر مختلف اخباروں نے الحاج خواجہ شہاب الدین صاحب کے مجلّا و مطہّر جذبے کی بہت تعریف و توصیف کی تھی۔ میں نے اس وقت بھی سوچا تھا۔ اور آج بھی سوچتا ہوں کہ وہ چیز جسے ممنوع کیا گیا ہے اس کی تعریف قانونی نقطۂ نظر سے کیا کی گئی ہوگی، اتنا سنا تھا کہ گندر صاحب نے "پردیسی چیوٹ" یعنی قحبہ کی تعریف ان لفظوں میں کی تھی: "وہ عورت جو روپے کے عوض بازار میں اپنی عصمت فروخت کرے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں اس تعریف کا مضحکہ اڑانا نہیں چاہتا۔ حالانکہ یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ عصمت بار بار کیسے فروخت کی جا سکتی ہے۔ یہ تو ویسے ہی ہُوا، اگر کہا جائے کہ میں تلوار تو نہیں بیچتا۔ پر اس کی آب آپ جب چاہیں مقررہ دام دے کر حاصل کر سکتے ہیں۔ عصمت جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایک ایسی آب ہے جو ایک ہی دفعہ فروخت کرنے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی صرف اس وقت اگر ہم اسے ٹھیٹ قسم کی گھریلو عورت کی پاکیزگیٔ کردار سے تعبیر کریں۔ ورنہ یہ ایک اضافی صفت ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسبیوں کے ہاں وہ عورت با عصمت متصوّر کی جاتی ہو۔ جو پیشہ کاروباری اصول کی پکّی ہو۔ جو اپنا جسم منت نذرانہ نہ کرتی ہو۔ لیکن میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ بہت سی ایسی باتیں نکل آنے کا اندیشہ ہے جو نیم رس اذہان کو اشتعال دلانے کا باعث ہو سکتی ہیں۔

ہم اگر گنڈر صاحب کی تعریف کو پیشِ نظر رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عورت، انتناعی قانون کی زد میں نہیں آئے گی جو اپنا جسم نہ بیچتی ہو۔ وہ اپنی ادائیں بیچ سکتی ہے۔ ناز نخرے، شوشے اور غمزے فروخت کر سکتی ہے، مگر اس کو اپنے جسم کا خاص حصہ بیچنے کی ممانعت ہے۔

دنیا میں ایسا کونسا شعبہ ہے جہاں لین دین نہیں ہوتا۔ لیکن یہ پھر ایک ایسا مبحث ہے کہ سینکڑوں تلخ اور ترش باتیں پیدا ہو جائیں گی جن سے میں فی الحال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دور ہی رہنا چاہتا ہوں۔

ایک بڑا گستاخ سا سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ امتناعی قانون صرف عورتوں ہی کے لئے کیوں مخصوص ہے۔ مرد اس سے کیوں مستثنےٰ ہیں۔ کیا صنفِ مخالف میں ایسے افراد موجود نہیں جو انہی معنوں میں اپنا جسم بیچتے ہیں جن معنوں میں یہ عورتیں جن پر پابندی عائد کی گئی ہے —— اس سوال پر بیر اجمال، کہ آپ میری مدد کے بغیر ہی غور کیجئے۔

گزشتہ صاحب کی منذکرہ صدر تعریف اور امتناعی قانون کا جو ردِّ عمل ہونا تھا وہ ظاہر تھا۔ کراچی میں چنانچہ یہ ہوا کہ متعدد کسبیوں نے رقاصاؤں کا روپ دھار لیا۔ جب پہلے مجرے نہیں کرتی تھیں انہوں نے طبلے اور ہارمونیم منگوا لئے جو ڈھال کا کام دینے لگے، اب وہ قانون کی زد سے باہر تھیں۔ کیونکہ وہ ان سازوں کی گواہی پیش کر سکتی تھیں کہ ان کا پیشہ تو صرف گانا بجانا ہے جو ممنوع نہیں ہے۔

کراچی میں اس چولا بدلی سے جو دلچسپ باتیں ظہور پذیر ہوئیں ان میں سے چند یہ ہیں:۔ بہت سی کسبیاں تو شہر چھوڑ کر ایسے مقامات پر چلی گئیں جہاں اس قانون کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ بعض شریفانہ محلّوں میں اقامت پذیر ہو گئیں کہ پولیس کے چھاپوں سے محفوظ رہیں بعض جو ثابت قدم تھیں، اپنے اپنے اڈے پر جمی رہیں۔ ان کے سُرخ لالٹین والے بازار میں پولیس راؤنڈ لگاتی رہتی اور اُوپر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کوٹھوں میں بظاہر مجرے ہوتے ہیں، لیکن اندرونی طور پہ ان کا کاروبار باقاعدہ چل رہا ہے۔

سُنا ہے کہ اُن کے گاہکوں کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ کسی کوٹھے کا رُخ کر رہے ہیں کہ پولیس کے سپاہی نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ اس کی نیت پہ جائز یا ناجائز شبہ کیا جا رہا ہے کہ نہیں۔ تم گانا سُننے نہیں کسی اور غرض سے جا رہے ہو، اب وہ غریب اگر اسی غرض سے جا رہا تھا، جس کی طرف پولیس کے سپاہی نے اشارہ کیا تھا تو وہ اسے قبول کیسے اور اگر وہ واقعی گانا سننے ہی کے لئے آیا تھا تو وہ اس کا یقین کیونکر دلائے۔

جو کچھ میں اب کہنے والا ہوں، از برائے خدا اس کا مطلب نکالنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ مسجدوں میں جوتیاں عام چُرائی جاتی ہیں۔ اگر اس کے احتساب کے لئے پولیس پوچھ گچھ شروع کر دے تو ذرا سوچئے نمازیوں کو کتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ جوتی چور کب مانے گا کہ وہ خدا کو یاد کرنے نہیں، اس کے بندوں کی جوتیاں چرانے آیا ہے۔ اور خدا کو پوری نیک نیتی سے یاد کرنے والے کیونکر یقین دلائیں گے کہ وہ جوتی چور نہیں ہیں۔

ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ پولیس والے سے کہا جائے ...... کہ بھائی زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم ساتھ ہی آجاؤ اور دیکھتے رہو کہ میں گانا سنتا ہوں، یا کچھ اور کرتا ہوں مگر ایسی تفریح میں محتسب کی موجودگی؟......

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کی کڑی نگرانی ...... ؟ آدمی کیا خاک لطف اُٹھائے گا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو بھی وہاں جائے گا اپنے داموں کے عوض چند گھڑیوں کا لطف ضرور چاہے گا۔

میں نے سُنا ہے۔ کئی بار کراچی میں ایسا ہوا۔ کہ طوائف مجرا کر رہی ہے۔ گاہک گاؤ تکیے کا سہارا لئے بیٹھا ہے اور اس کے پاس ہی پولیس کا سپاہی طوائف اور اس کے گاہک کی ہر حرکت ناپ تول رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سارا تماشہ مفت دیکھ رہا ہے۔

بعض رنڈیوں کو یہ ترکیب سُوجھی کہ گاہک کو اپنا نزدیک یا دُور کا رشتہ دار بنا لیا۔ اور محتسب سے یہ کہہ دیا کہ وہ فلاں فلاں شہر سے آیا ہے اور دو دن ہمارے پاس رہے گا ــــــ یہ قانون شکنی ہے۔ مگر دنیا کا وہ کونسا قانون ہے جس کی شکنی نہیں ہوتی۔ ایک عام کہاوت ہے کہ قانون بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ توڑا جائے۔ لیکن یہ قانون کیسا ہے جو کراچی میں رائج العمل ہے لیکن اس کی حدود سے باہر جس کا کچھ مطلب ہی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت نے اپنے اس ایک ابتدائی قسم کے اقدام میں کچھ مصلحت دیکھی ہو۔ لیکن سچ پوچھئے تو مجھے تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی جسے مصلحت کہا جا سکتا ہے۔

ایک بار ادر کا کوڑا کرکٹ نکال کر سارے شہر میں پھیلا دینا یا اسے اُٹھا کر اس کی حدود سے باہر ڈھیر کر دینا کہ وہ ہولے سے یا کسی اور ذریعے سے جہاں چاہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چلا جائے کہاں کی مصلحت ہے ؟

پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی صفائی، پاکیزگی اور طہارت صرف ایک ہی شہر کے لئے کیوں مخصوص کی گئی۔ کسی جگہ کوئی متعدی مرض نمودار ہو تو اس میں باہر سے آنے والوں اور اندر سے باہر جانے والوں پر کڑی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ تاکہ اس کی روک تھام بطریق احسن ہو سکے لیکن حفاظتی تدابیر اگر یوں اختیار کی جائے کہ مرض کے شکاروں کو چن چن کر شہر بدر کر دیا جائے تو بتائیے اس کا کیا مطلب ہو گا ؟

قانون بنانے والے جاہل نہیں ہو سکتے، لیکن سمجھ میں نہیں آتا قوانین میں اکثر مضحکہ خیز خامیاں کیوں رہ جاتی ہیں۔۔۔ یہاں لاہور میں گداگری قانوناً ممنوع قرار دی۔ لیکن پیشہ ور بھیک منگوں نے کشکول کے بجائے دو چار چیس، تین قمیص یا چار اخبار پاس رکھ لئے۔ اور خود کو محفوظ کر لیا۔ ان بازاروں کو چھوڑ دیا جہاں نظرِ احتساب پڑتی تھی۔ یا شہر چھوڑ کے دوسری جگہ چلے گئے۔

کوئی بیماری دور کرنا ہو۔ تو عام طور پر اس کی جڑ پکڑی جاتی ہے۔ وہ بنیادی نقائص دور کئے جاتے ہیں جو مرض کا اصل باعث ہوتے ہیں۔ جسم پر کوئی پھوڑا ہو تو فاسد مادہ خارج کرنے کے لئے اسے چیرا پھاڑا جاتا ہے۔ انسانی جسم کے عارضے اور انسانی معاشرت کے عارضے ہیں جہاں تک میں سمجھتا ہوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کوئی فرق نہیں، اس کا علاج بھی اسی طرح ہونا چاہیئے جس طرح کہ انسانی جسم کا کیا جاتا ہے۔

ایک شہر میں گداگری ممنوع قرار دی جاتی ہے۔ دوسرے میں کسبی عورتوں کا کاروبار، ایک صوبے میں شراب نوشی پر پابندیاں عائد ہیں دوسرے میں کھلے بندوں اس کی اجازت ہے۔ یہ کیسے قانون ہیں۔ اور کیسی معاشرت ہے؟

یہ راز کس سے چھپا ہے کہ ہمارے صوبے میں جہاں شراب پینے کی ممانعت ہے ہزاروں آدمیوں نے ڈاکٹروں کی "فیسیں" ادا کرکے سرٹیفکیٹ حاصل کر رکھے ہیں۔ اور یوں قانونی زد سے محفوظ بڑے آرام اور اطمینان سے ہر روز اپنا شوق پورا کرتے ہیں اور یہ بھی کسے معلوم نہیں کہ سمگلروں پر پرمٹ یافتہ شراب فروشی کا باقاعدہ کاروبار کر رہے ہیں۔

گداگری قانوناً بند کر دی جاتی ہے۔ مگر وہ اسباب و علل دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی جو انسان کو اس فعل پر مجبور کرتے ہیں۔ عورتوں کو سرِ بازار جسم فروشی کے کاروبار سے روکا جاتا ہے مگر اس کے محرکات کے استیصال کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔

شراب نوشی، گداگری اور عرفِ عام میں عصمت فروشی کوئی خلافِ عقل یا خلافِ فطرت فعل نہیں۔ ہبوطِ آدم سے لے کر اب تک یہ افعال ہمارے ساتھ چلے آ رہے ہیں ان کا مکمل انسداد گذشتہ انسانی تاریخ کے کسی دور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں بھی نہیں ہوا۔ اور نہ کسی آئندہ دور میں ہوگا۔ ہم انسان کی فطری کمزوریاں دبا سکتے ہیں، ان کو کسی حد تک روک سکتے ہیں۔ مگر ان کا قطعی انسداد نہیں کر سکتے۔

جس طرح انسان کے جسم میں بیماری کے جراثیم علاج کی مدافعت کرتے ہیں اسی طرح معاشرے میں انسان کے عیوب بھی اپنی زندگی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور پوری قوت سے ان حملوں کا مقابلہ کرتے ہیں جو ان کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ سانپ بڑا موذی جانور ہے لیکن جب اس کی جان پہ حملہ ہوتا ہے تو وہ اسے بچانے کے لئے ضرور کوشش کرتا ہے۔ ہم اس کوشش کو قابلِ مواخذہ قرار نہیں دے سکتے۔

پچھلے دنوں موگے سے ایک اطلاع آئی تھی کہ وہاں کے دس نمبریوں نے ایک انجمن بنائی ہے تاکہ وہ ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔ بظاہر یہ بڑی عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے، لیکن اکثریتوں اور اقلیتوں کی صف آرائی کے اس زمانے میں ہمیں اس انجمن کے قیام پر تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر برائی کے بھی چند اچھے پہلو ہوتے ہیں اور معاشرے میں جب اچھے اور برے پہلو بہ پہلو موجود ہیں، تو اچھوں کے مقابلے میں بروں کے بھی حقوق چاہئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو ان کی حفاظت کے لئے انجمن قائم کرنے کی سوجھی۔

آج سے چالیس پچاس برس پیچھے اگر بھنگی اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو یقیناً لوگ ان کو دیوانہ یقین کرتے۔ مگر اب ان کے حقوق کی حقیقت سب پر واضح ہو چکی ہے۔ اسی طرح دور زمانہ کے ساتھ ممکن ہے دس نمبریوں کے حقوق بھی ایک دن تسلیم کر لئے جائیں۔

پچھلے دنوں جب کراچی میں، عصمت فروشی کے انسداد کے لئے قانون نافذ ہوا تھا اور یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ طوائفوں اور کسبیوں کا ایک وفد حکومت کے ذمہ دار ارکان کے پاس اپنی شکایات لے کر پہنچا تھا۔ اور اس نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا تھا۔ غالباً اسے ٹال دیا گیا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر وفد سے بالمشافہ گفتگو کی جاتی اور مسئلے کے تمام عواقب وعواطف پر اچھی طرح غور کیا جاتا تو اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آتا۔ غور کرتے وقت یہ حقیقت ضرور پیش نظر رکھی جاتی کہ گناہ کی ان کھیتیوں میں تخم ریزی کرنے والے ہم خود ہی ہیں۔ یہ طبقہ جسے ہم ملعون و مطعون قرار دینا چاہتے ہیں خود رو نہیں۔ ہم اس کے بیج بوتے ہیں۔ خود ہی ان کو پانی دیتے ہیں۔ لیکن جب یہ نشوونما پاجاتے ہیں تو پھر اس کی کاشت سے گھبراتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی کسی سے مخفی نہیں کہ ان مخلوں میں جس پر گناہ کے فعل کا بورڈ آویزاں کیا جاتا ہے ہمیں معاشرے کی بڑی بڑی بزرگ شخصیتوں کے نطفے نظر آسکتے ہیں۔ میں ان کی ذات پر کوئی حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ بڑے سے بڑا انسان بھی نفسیاتی خواہشات کا شکار ہو سکتا ہے۔ اور وہ شغل جو وہ ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیجانی جذبے کے تحت اختیار کرتا ہے، اس کے دُور رس نتائج کے بارے
میں اس کو اس وقت کچھ علم نہیں ہوتا۔ کسی جگہ کھڑے ہو کر پیشاب کر دینا
بالکل دوسری چیز ہے۔ اسے آپ پرلے درجے کی بدتمیزی کہہ لیں گے۔ لیکن
کسی رنڈی کے کوٹھے پر دام دے کر چند لمحات کے لیئے اسے اپنی خواہشات
پوری کرنے کے لئے خرید لینا بظاہر ایک معمولی سا سودا ہے۔ لیکن اس کے
نتائج بہت اہم بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ کو کیا معلوم ہے کہ آپ کا پھینکا ہوا
فضلہ اس گھڑی میں آپ کے خون کی نخل بندی کر رہا ہے یا نہیں۔ ہم اسے
بدتمیزی کہہ کر نہیں ٹال سکتے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری ہمارے سر ہو گی۔
زمین کسی کی بھی ہو، کیسی بھی ہو، مگر بیج تو آپ ہی کا ہو گا۔ زمین کا پٹہ
آپ کے پاس نہیں تھا۔ یہ بھی کوئی عذر نہیں۔ اسی طرح آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے
کہ فلاں رنڈی جس کے بطن سے آپ کے خون کا قطرہ لڑکی یا لڑکا بن کر
پیدا ہوا ہے، آپ کی اولاد نہیں، اس کی تخلیق و تولید کی ذمہ داری یکسر
آپ کی ہے۔ آپ اس کے وجود سے انحراف نہیں کر سکتے۔
گورنمنٹ نام نہاد عصمت فروشی کے انسداد کی تدبیریں سوچتی ہے
اندھا دھند وہ اس عمارت کو ڈھانے کے لئے ہتھوڑے چلاتی ہے۔ جس
کی بنیادوں کو معاشرے کے بڑے بڑے اونچے ستونوں نے سیسہ پلایا ہے۔
اس عمارت میں، اگر بنظرِ غور دیکھا جائے تو ہمیں بڑی بڑی تقدس مآب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہستیوں کے ماتھے کی محرابیں ہل جائیں گی اور گناہ کی ان بیٹیوں کی شکل و صورت میں کئی جانے پہچانے ناک نقشے اُبھر آئیں گے۔

کیوں نہ مردم شماری کی طرح ان منڈیوں میں جہاں گناہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے دیگر اجناس کی طرح باقاعدہ حساب کتاب رکھا جائے، کیوں نہ ایک رجسٹر میں ان لوگوں کا نام درج ہو جو یہاں محض عیاشی کے لئے جاتے ہیں۔ جو بیویوں کے ہوتے ہوئے اور صاحبِ اولاد ہونے کے باوصف ان کسبیوں کو اپنی عورتیں بناتے ہیں اور بچے پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان بچوں کو انہی سے کیوں نہ موسوم کیا جائے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ قحبہ خانوں میں کونسی رنڈی کس کی بیٹی ہے۔

نکاح کے کاغذ کو، ایجاب و قبول کو، سہرے جلوؤں کو، چھوہاروں کو، باجے گاجے کو، حق مہر کو، نان نفقے کو، ان سب کو فی الحال برطرف رکھیئے اور سوچئے کہ رنڈی کی کوکھ میں اگر کسی نام نہاد شریف و نجیب کا نطفہ ٹھہرتا ہے تو اس میں اس نطفے کا کیا قصور ہے ـــــ اگر اسے مقررہ میعاد کے بعد لڑکے یا لڑکی میں تبدیل ہو کر کوکھ سے باہر آتا ہے، تو ظاہر ہے کہ اس تذکیر و تانیث میں بھی اس کا کوئی دوش نہیں اور رنڈی کی گود میں جو یقیناً ماں ہی کی گود ہوگی یہ لڑکی یا لڑکا کس قسم کی پرورش اور تعلیم پائے گا، وہ ظاہر ہے۔

ایسے سینکڑوں لڑکے لڑکیاں جن کے باپ بڑے بڑے عہدوں پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فائز ہیں۔ اور معاشرے میں بڑے احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں گناہ کی ان منڈیوں میں موجود ہیں، اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ مگر سوال یہ ہے کہ ان کے خالقوں کے لئے حکومت نے کیا قانون وضع کیا ہے؟

بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا، مگر یہ امر واقع ہے کہ ہیرا منڈی میں — لاہور کی سب سے بڑی قحبوں کی بستی میں ایک ایسی ناچنے گانے والی موجود جس کا باپ کسی زمانے میں امرتسر کے جلیانوالہ باغ کا ایک ہیرو تھا۔ ایک اور کسبی موجود ہے۔ جس کا باپ ایک بہت اہم عہدے پر فائز ہے، اور کراچی میں ایک مشہور و معروف اور تاریخی ہستی ایسی بھی ہے۔ جس کی ایک نہیں مختلف طوائفوں کے بطن سے کئی لڑکیاں ایک زمانے سے دادِ عیش دے رہی ہیں اور غالباً اس کو اس بات کا ناز ہے کہ اس نے، اربابِ نشاط کو اتنے قابلِ قدر تحفے عنایت کئے ہیں۔

حال ہی میں راولپنڈی سے جہاں قائدِ ملّت خان لیاقت علی خاں کو قتل کیا گیا تھا۔ یہ خبر آئی تھی کہ وہاں کی طوائفیں مل کر ایک ٹریڈ یونین قائم کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ بعض اصحاب یہ خبر سن کر ہنس دیئے ہوں یا زیرِ لب مسکرا دیئے ہوں، مگر میں اس خبر کو بہت اہمیت دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ طبقہ معاشی اور سیاسی طور پر بیدار ہو رہا ہے اور بیداری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خواہ وہ طوائف کی ہو یا کسی گھریلو عورت کی۔ شرابی کی ہو یا صوفی کی، حاکم کی ہو یا محکوم کی، میرے نزدیک ایک نیک فالی ہے۔ راولپنڈی کی طوائفیں کم از کم اپنا نقطۂ نظر تو پیش کریں گی جو خالصتہً ان کا اپنا نقطۂ نظر ہوگا۔ اور جو خود انہی کے دماغ سے اور انہی کے منہ سے نکلے گا۔

مجھے نام نہاد کمیونسٹوں سے بڑی چڑ تھی۔ وہ لوگ مجھے بہت کھلتے تھے جو نرم نرم صوفوں پر بیٹھ کر درانتی اور ہتھوڑے کی ضربوں کی باتیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ چاندی کی لڈیا سے دودھ پینے والا کامریڈ سجاد ظہیر میری نظروں میں ہمیشہ ایک مسخرا رہا۔ محنت کش مزدوروں کی صحیح نفسیات کچھ ان کا اپنا پسینہ ہی بطریقِ احسن بیان کرسکتا ہے۔ اس کو دولت کے طور پر استعمال کر کے اس کے پسینے کی روشنائی میں قلم ڈبو ڈبو کر گرانڈیل لفظوں میں منشور لکھنے والے، ہو سکتا ہے بڑے مخلص آدمی ہوں۔ مگر معاف کیجئے، میں اب بھی انہیں بہروپئے سمجھتا ہوں۔

کسی مرض کا حتمی علاج کرنے کے لئے اس کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ معالج کو ایک بہت بڑی دِقّت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ مرض خود نہیں بولتا۔ صرف اس کی خارجی علامات سے اس کو اپنی تشخیص مرتب کرنا پڑتی ہے۔ مگر یہاں مرض خود بولنا چاہتا ہے۔ رنڈیاں خود اپنا احوال بتانا چاہتی ہیں۔ کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میں تو سمجھتا ہوں حکومت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو ان کی ٹریڈ یونین کے قیام پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ معاشرے میں ان کا وجود مسلّم ہے۔ ان کو اپنے طبقے کی نمائندگی کا موقع دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ جن کے سپرد ان کی بیخ کنی ہے۔ خود ان ہی کے بتلائے ہوئے ذرائع پر عمل کریں۔

لاہور سے پچھلے دنوں چند مشہور طوائفوں نے ایک ہفتہ وار پرچہ "رقص و سرود" جاری کیا تھا۔ اس کے چند شمارے میں دیکھے تھے۔ مجھے اس کے اجرا پر بہت خوشی ہوئی تھی۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے صفحات پر اکثر و بیشتر انہی لوگوں کے رشحاتِ قلم تھے جو ان طوائفوں کے گاہکوں کی فہرست میں آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پرچہ جس سے بڑی امیدیں البتہ کی جا سکتی تھیں صالح خون کی کمی کے باعث مر گیا۔

عام گاہک دکاندار کی نفسیات نہیں جان سکتے، لیکن اچھا دکاندار ہر قسم کے گاہک کی نفسیات بخوبی سمجھتا ہے، اس لئے کہ اسے بطور خاص اسکی تعلیم دی گئی ہوتی ہے۔ سودا کس طرح خریدنا ہے کس موقع پر خریدنا ہے، کہاں سے خریدنا ہے . . . . ؛ اس کی باقاعدہ تدریس ہم لوگوں کو نہیں ملتی۔ ہماری طلب اکثر بلا آورد ہوتی ہے۔ لیکن دکاندار تو ہر وقت گاہک کی آس لگائے بیٹھا رہتا ہے۔ اس لئے اگر گاہک، دکاندار کی وکالت کرے تو ظاہر ہے کہ وہ بہت بری طرح

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناکام ہوگا۔ لیکن دکاندار اگر چاہے تو گاہک کا کیس بہت حد تک صحیح طور پہ پیش کر سکتا ہے۔

میری خواہش ہے کہ "رقص و سرود" پھر جاری ہو اور اس کی عنان ادارت صرف اسی طبقے کے ہاتھوں میں ہو جن کی نمائندگی کے لئے اس کا اجرا عمل میں آیا تھا اور راولپنڈی کے علاوہ پاکستان کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی طوائفوں کی انجمنیں قائم ہوں تاکہ گاہک اور دکاندار دونوں کا نقطۂ نظر پیش ہوتا رہے۔ اور قانون سازوں سے کوئی حماقت سرزد نہ ہو ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا منٹو کے نام ایک بھتیجے کا خط

۱۱ مئی سنہ ۱۹۵۲ء

چچا منٹو صاحب!

السلام علیکم۔ یہ خط اس بھتیجے کی طرف سے ہے جسے آپ نہیں جانتے اور نہ جسے آپ نے جاننے کی کبھی کوشش کی۔ جسے پاکستان میں شاید کوئی بھی نہیں جانتا۔ اور وہ اپنے کام سے بچے ہوئے اس تھوڑے سے وقت میں آپ جیسے بلند پایہ ادیب کو خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔

میرے ملک کا حال نہ پوچھئے، یہ ایک کہانی ہے لیکن المناک، ایک نغمہ ہے لیکن پرسوز، آپ نہیں جانتے، میں بتاؤں گا بھی نہیں۔ میرے بتانے پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاید آپ پھر ــــــ اپنے دلچسپ شراب والے پہلے ــــــ اور شاید آخری بھی، خودکشی کے طریقے پر اتر آئیں، اور حکومت اپنا نین صد روپیہ جرمانہ آپ کی قبر سے وصول کرے۔ آپ تو بس اتنا سمجھ لیں کہ دو بلیاں ایک بندر اور ایک روٹی والا معاملہ ہے۔ یہ کہانی آپ نے دوسری جماعت میں ضرور پڑھی ہوگی۔ لیکن میں بضد ہوں کہ اسے ایک دفعہ میری زبانی بھی سنیئے۔

یہ اس بوڑھے داستان گو (جو غالباً ولی نعمت اللہ نہیں تھا) ہرگز معلوم نہ تھا کہ جنہیں روٹی ملی تھی وہ بلے تھے یا بلیاں۔ روٹی انہیں کہاں سے ملی تھی۔ بس داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ وہ دونوں دبلی پتلی ــــــ یعنی بلیاں یا بلے آپس میں خشمناک اور بندر سے مرعوب تھیں اور وہ روٹی لے کر لڑتی جھگڑتی میاں بندر کے ہاں پہنچیں۔ چچا جان پہنچ جائیں گے۔ روٹی دیکھ کر بندر کے منہ میں پانی ہی بھر آیا۔ اس کے دل میں آئی یہ تر نوالہ چھین کر نو دو گیارہ ہو جائے لیکن وہ اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے کچھ سوچ کر رک گیا اور چہرے پر متانت اور سنجیدگی کے آثار پیدا کر کے بولا :-

" پدھاریئے ــــــ تشریف رکھیئے ! بلیوں کو کرسیوں پر بٹھایا اور بیرے کو چائے لانے کا آرڈر دیا۔ بلیاں تو بس رام ہو گئیں اور بولیں :-

" اباجیان ــــــ ہمیں ایک تنازعہ ما فیہ آپ تک لے آیا ہے ہم آپ کو ایک تکلیف دینے آئی ہیں "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بندر میاں نے چائے کی پیالیاں پیش کرتے ہوئے کہا۔

" برخوردارو! ایسا نہ کہو، مجھے دکھ ہوتا ہے۔ آخر بزرگ لوگ ہوتے کس وقت کے لئے ہیں، بیٹھو، تھوڑا آرام کرو۔ تسلی سے تمام واقعہ بتاؤ تاکہ میں اس پر غور کرسکوں"

بلّیوں نے چائے کے گرم گھونٹ حلق سے نیچے اُتارتے ہوئے تمام واقعہ من وعن کہہ سُنایا جسے بوڑھے فیصل نے غور سے سُنا۔

پھر پوچھا " اب تم کیا چاہتی ہو؟ ———"

بلّیوں نے ایک دوسرے کو مشکوک نظروں سے گھور کر کہا :-

" آپ کا ناطق فیصلہ "

" ہوں ——" بندر نے مکّاری سے آنکھیں بند کرکے کہا " تھوڑا سوچنے دو" جلدی کا فیصلہ اچھا نہیں ہوتا۔ یا شاید پھر مجھے اجلاس بلانا پڑے گا"

بلّیاں کچھ عرصے تک وہیں ٹھہریں۔ کچھ دنوں کے بعد استدعا کی کہ "ابّا میاں، آپ روٹی اپنے پاس رکھیں۔ ہمیں اجازت دیں۔ جو فیصلہ آپ کا ہوگا وہ ہمیں منظور"

" ابھی اتنی جلدی بھی کیا ہے"، بندر نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا " کچھ روز اور ٹھہریئے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بلّیوں نے کہا "نہیں ابّا میاں، ہمیں اور بہت سے کام کرنے ہیں۔ ہمارے بچّے ...... جانئے آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ اس لئے اجازت دیجئے"۔

بندر دُور دُور تک رومال ہلا ہلا کر الوداعی اشارے کرتا رہا۔

چچا جان! اس روٹی کے گرد کئی بندر گھومتے ہیں۔ اب ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا طریقہ اختیار کریں جس سے روٹی ہضم ہو جائے اور بلّیوں کو چل دیا جا سکے، اور نادان بلّیاں ایک دوسرے سے خائف بندر سے یہ امید لگائے بیٹھی ہیں کہ شاید پوری کی پوری روٹی ہمیں مل جائے۔

آپ پوچھیں گے کہ میں یہ خط آپ کو کیوں لکھ رہا ہوں...." تو غرض کیا گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو اس کا گاؤں کی طرف بھاگنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کتّے کی موت اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر مسجد میں لے جا کر کھڑا کرتی ہے اور میری ۲۸ روز کی سزا مجھے یہ خط لکھنے پر مجبور کر رہی ہے۔

آپ شاید دوبارہ سوال کر بیٹھیں کہ "برخوردار وہ کیسے".....!

چچا جان! دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر کا نتیجہ آپ جیسے ماہر جنسیات اور مشہور و معروف افسانہ نگار کو اچھی طرح سے معلوم ہوگا۔ خیر اس قصے کو چھوڑیئے۔

میرا نام حمید ہے۔ میرے بزرگ شاید کبھی بھٹیوں میں آباد تھے اس لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں مُصر ہوں کہ مجھے بھی بھٹی کہو، اور میرے کرمفرما سب مجھے بھٹی کہتے ہیں، جیسے آپ کو منٹو۔ میں سرکاری فرائض انجام دے رہا ہوں جب ارباب حل و عقد چاہتے ہیں میرے سر کوئی نہ کوئی الزام تھوپ کر قید کر دیتے ہیں جب چاہتے ہیں آزاد کر دیتے ہیں۔ چچا جان، شاید آپ کو یقین نہ آئے۔ بخدا سچ مانئے میں اس قلیل عرصے میں پانچ سزائیں کھا چکا ہوں۔ خیر یہ تو میں نے یونہی کہہ دیا۔ ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ پانچ سزائیں مجھے کھا گئی ہیں۔

اب میں قید کا اس قدر عادی ہو گیا ہوں کہ مجھے آزادی سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔ اگر بُرا نہ مانیں تو آپ کو بھی یہی مشورہ دوں گا کہ ایک اور افسانہ گرم گوشت لکھ ڈالئے۔ زیادہ نہیں تو اتنا ضرور ہو گا کہ کچھ عرصہ تک فکرِ معاش سے آزاد ہو کر یکسوئی سے کسی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے گوشے میں بیٹھ کر ایک دوسرے افسانے "گرم گوشت" کا مواد جمع کر سکیں گے۔ جس سے قید کی مدت ختم ہونے تک اتنی مدت اور آرام کرنے کی تیاری کر سکیں گے۔

چچا جان! آپ کی چار اور اپنی پانچ سزاؤں کا موازنہ نہ کیا۔ اور خط لکھنے بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس معاملہ میں مجھے آپ پہ برتری حاصل ہے، میرے جرموں کی نوعیت بھی وہی ہوتی ہے جو اکثر آپ کے ہاں نظر آتی ہے، آپ کی تحریر سے حکومت کو ڈر ہے "پبلک کا اخلاق خراب ہو گا"، میری باتوں سے ڈسپلن بگڑتا ہے۔ جب ہمارے تمام ساتھی تمام دن گینتی بیلچہ کو محنت کر کے تھکا دیتے ہیں تو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آرام کرنے کے چند ایک گنتی کے لمحات میں سے کچھ وقت بچا کر میرے پاس آ بیٹھتے ہیں، اور میں ان کو آزاد قوموں کی کہانی سُناتا ہوں، میری حکومت کا خیال ہے کہ میں ڈسپلن کے نام پہ ایک بدنما دھبہ ہوں جو اپنے ساتھیوں کو ایسی آزادی کی باتیں بتاتا ہے اور پھر حکومت اخلاق، نظام اور جانے کیا کچھ کو مدِنظر رکھ کر مجھے قید کر دیتی ہے، جیسا کہ میں اُوپر عرض کر چکا ہوں — پر چچا جان! لگے ہاتھوں کچھ اور بھی سُنتے چلیے:۔

ہماری مہربان گورنمنٹ مجھے بیس روپے ماہوار کے حساب سے تنخواہ بھی دیتی ہے یہ بات دوسری ہے کہ کسی مہینے بیس روپے ملیں یا نہ ملیں۔ اب کے یوٹ پیمنٹ ہو گئے بائیس روپے آٹھ آنے کاٹ لو۔

آپ حیران ہوں گے کہ بیس روپوں سے بائیس روپے آٹھ آنے کیسے کاٹے جاتے ہوں گے۔ لیکن سُنئیے تو...... ہماری حکومت اس معاملہ میں حد سے زیادہ ہوشیار ثابت ہوئی ہے یعنی میرا مطلب ہے بقایا دوسرے مہینے پہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

خدا خدا کر کے دوسرا مہینہ آتا ہے، اب کہ قائدِ اعظم میموریل فنڈ ——— ضروری ہے۔ رفیوجی فنڈ، یہ پہلے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ مسلمان بھائیوں کی مدد ہم نہ کریں ——— تو کیا فرشتے کریں گے۔ ایک دن عرض کیا ہم بھی تو رفیوجی ہیں، پھر یہ فنڈ کس لئے چچا جان، جانتے ہیں کیا جواب ملا۔ بخدا آپ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوتے تو شاید خود کشی کر لیتے، لیکن میں ابھی زندہ ہوں اور زندہ رہونگا۔ کیونکہ ابھی قوم و ملک کے فرائض انجام دینے ہیں، میرے مرنے پر کسی کو بھی ملال نہ ہوگا۔ کوئی آنسو نہیں بہائیگا۔ کیونکہ میں شہید ہونگا۔ شہیدوں کو جنّت میں جگہ ملتی ہے اور میری حکومت بیس روپے کا کوئی اور آدمی تلاش کر لے گی۔ خیر اس ذکر پہ لعنت بھیجئے۔ ہمیں ایسی باتیں سوچنے کا کوئی حق نہیں۔ ہمارے لئے یہی کیا کم ہے کہ حکومت ہمیں مبلغ بیس روپے دیتی ہے۔ آپ کو قید با مشقّت کے ساتھ تین سو روپیہ جرمانہ سُنکر بخار ہی تو آ گیا ہوگا۔ آپنے فرمایا بھی تو ہے کہ میں مشقّت کا عادی ہوں لیکن روپے کا نہیں۔

آپ کی حکومت کچھ دُور اندیش نہیں معلوم دیتی۔ ایسے سانپ مارنے آتے ہیں لیکن وہ لاٹھی محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ ضرورت بھی کیا پڑی ہے لاٹھی کو محفوظ رکھنے کی، اور بہت سی آ جائیں گی، بانس بریلی سے۔ قیمت جنس میں بھی ادا ہو سکتی ہے۔ ہماری حکومت ان معاملوں کو اچھی طرح سے سلجھاتی ہے۔ یہ بانس اُگاتی ہے بانسریاں بجاتی ہے اور دوسروں سے بجواتی بھی ہے۔

اب ذرا خیال کیجئے۔ آپ کو تین ماہ قید رکھنے سے آپ کی حکومت کو بھلا کیا خاک فائدہ ہوگا۔ یقیناً آپ کو اے کلاس میں ٹھہرایا ہوگا۔ مشقّت رہی اپنی جگہ پر۔ اخراجات کا کون کفیل ہوگا۔ آئندہ سال اگر بجٹ میں خسارہ نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ اگر آپ کے ملک میں آپ ایسے دو تین اور افسانہ نگار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آگ آنے تو ـــــــــ ہائیں، غضب ہی تو ہو گیا۔ ملک کا دیوالہ نکالنے کی سوچی ہے آپ لوگوں نے ـــــــ ہماری حکومت ان رعیت پسندانہ حرکتوں کو پسند نہیں کرتی۔ ہمیں اٹھائیس دن قید سُنا کر اٹھائیس دنوں کی تنخواہ پر ہاتھ صاف کر دیتی ہے یا یوں کہیں تو بہتر نہیں ہوگا کہ حکومت کے ہاتھ ہماری اٹھائیس روز کی تنخواہ کو صاف کر دیتے ہیں اور ان اٹھائیس دنوں میں ہمیں کچھ اس قسم کے کاموں پر تعیّنات کیا جاتا ہے جس کا معاوضہ اٹھائیس دنوں سے کم نہیں ہوتا۔

میرا ملک امیر ہے، ہم تمام امیر ہیں۔ جس کا ثبوت میں موجود ہوں۔

چچا صاحب ......!

میں نے آپ کے یہاں کے بارے میں کچھ عجیب غریب سی باتیں سُن رکھی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کے بارے میں اگر اجازت ہو تو کچھ استفسارات کر لوں۔ اگر آپ اجازت نہ بھی دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ میں تہیہ کر چکا ہوں کہ آپ سے پوچھوں گا اور ضرور پوچھوں گا۔

میں نے سُنا ہے ...

آپ کے یہاں کی دیسی شراب شرعاً منع ہے لیکن آپ کی حکومت خدا داد کا خدائی قانون اس کے ٹھیکوں کو رجسٹرڈ کرتا ہے اور شارع عام پینے کی اجازت ہے اور وہ اعظ منبر پر چڑھنے سے پہلے ایک دو پیگ لطف روائی کے یونہی چڑھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیلنا ہے، لیکن چچا جان! ہمارا حاکم ایسی شرعاً ممنوع لیکن قانوناً جائز چیزوں کو قبول نہیں کرتا۔ ہماری مہربان سرکار ہمیں گرڑ اور کھوپرا ارزاں نرخوں پر مہیا کرتی ہے۔ گرڑ میں پاکستان کی مٹھاس اور کھوپرے میں بنگال کی گرمی ہے اگر کچھ پیسے بچ جائیں تو ہندوستانی قسم کے کم خرچ بالانشین کپڑے بھی بنوا لیتے ہیں، لیکن ایسے موقعے شاذ و نادر ہی آتے ہیں۔

اور یہ بھی سُنا ہے :-

کہ آپ کے یہاں سے ایک جریدہ "سویرا" کے نام سے شائع ہوتا ہے لیکن حکومت کو اس کے نام سے چڑ ہے، چڑ کیوں نہ ہو —— حکومت آپ ہی سے کب مطمئن ہے پھر جس پرچے میں آپ کے مضمون شائع ہوں گے وہ کیسا ہوگا؟

چچا جان! مجھے تو یہاں بھی کچھ ایسا نظر آتا ہے جیسے آزاد ملکوں کی کہانیاں سُنائی جا رہی ہوں۔ کیا آپ مدیرِ سویرا، کو میرا یہ مخلصانہ مشورہ عرض نہ کریں گے کہ وہ اپنے پرچے کا نام رنشام، رکھ لیں ہرج ہی کیا ہے۔ اگر پوچھیں کیوں؟ تو اپنی طرف سے فرما دیں کہ جس طرح بچوں کو سویرے سے نفرت ہوتی ہے اسی طرح ہماری نوزائیدہ حکومت بھی حق بجانب ہے، صبح اُٹھنا اسکول جانا، ماسٹر کی مار، یہ سب خرافات تو عمر بچہ برداشت نہیں کر سکتا۔

اور یہ بھی ——!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ سچ بولنے والوں کی آپ کے ملک میں بڑی قدر ہے، میں تو یہ پلیس رپٹ چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ملک میں وارد ہو گیا ہوتا، اگر سچ کہنے والا ندیم قاسمی کی مثال نہ دیتا۔ ہاں تو چچا جان، کیا یہ سچ ہے کہ حکومت کو جس آدمی پہ یقین آجائے کہ وہ ہمیشہ سچ کہتا ہے، سچ لکھتا ہے حکومت اسے تمام معاشی فکروں سے آزاد کرا دیتی ہے اور اس کے لئے علیحدہ بنگلہ میں رہنے کا انتظام کرا دیتی ہے اور اس بنگلہ کی فلک بوس دیواریں دنیا کے دروغ گوؤں کا غوغا اندر جانے سے روک دیتی ہیں اور پھر وہ عمر کا ایک قیمتی وقت ایسی جگہ گذارتا ہے اور بھی گا ہے گا ہے ان بنگلوں کو نوازتے رہتے ہیں۔

اور یہ بھی ....! کہ

آپ کے یہاں حکومت بوڑھے اور غریب تباہ حال مہاجروں کو جن کے ساتھ جنسِ لطیف قسم کے ایک، دو تین گز قد سے سہارے ہوں آباد کرنے میں بہت عجلت سے کام لے رہی ہے، ان کا راشن کارڈ سب سے پہلے بن جاتا ہے انہیں دکان وغیرہ الاٹ کرنے میں خاصی دِقت محسوس نہیں ہوتی اور تحصیلدار صاحب زمین بھی دینے میں قطعاً دیر نہیں کرتے اور وقت بے وقت مکان کے گرد پولیس کے سپاہی بھی نظر آجاتے ہیں، سوچتا ہوں چلا آؤں، لیکن نہیں چچا جان! آپ کو اپنا ملک مبارک، اور ہمیں ہمارا۔

اور یہ بھی کہ ——!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ حکومت نے آپ کی اپیل پر آپ کو رہا کردیا یہ سنکر ششدر رہ گیا۔ آپ کی حکومت مقدمہ چلا کر اپیل کی بھی اجازت دے دیتی ہے۔ یہ بذاتِ خود بُری چیز ہے اس میں حکومت کو نقصان ہی نقصان ہے۔

یقین مانیئے ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ یا تو کسی پہ مقدمہ چلایا ہی نہیں جاتا۔ اگر مجبور ہو کر چلانا ہی پڑے تو پھر مجرم کی کوئی اپیل سنی نہیں جاتی۔ اس کا راشن کارڈ ضبط کر لیا جاتا ہے۔ اس پہ دنیا کے تمام ڈپو بند ہو جاتے ہیں، چچا جان! آپ کے اپیل پہ رہا ہونے سے اوروں کا تو علم نہیں مجھے سخت ذہنی صدمہ پہنچا ہے، اے کاش کہ آپ خالص اسلامی جیل خانے کی بھی ہوا کھا آتے پہلے مقدموں میں آپ کو انگریز کی خرافاتی جیل میں رکھا گیا تھا اب کے آپ اسلامی اصولوں پہ بنے ہوئے جیل خانے میں جاتے، بخدا چچا جان! عاقبت سدھر جاتی۔

اور یہ بھی —— !

کہ آپ کے یہاں پناہ گزینوں کو آباد نہیں کیا جاتا، جنہیں غلطی سے آباد کر دیا گیا ہے، ان سے دس گنا زیادہ مالیہ لیا جا رہا ہے، اور اگر مالیہ دینے میں پس و پیش کریں تو جیل کی سیر کرا دی جاتی ہے اور یہ تمام مالیہ "رفیوجی فنڈ" میں جمع ہوتا ہے۔

اور یہ بھی کہ . . . . . .

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس جگہ پہلے ایک آدمی کام کرتا تھا اب دس رکھ لئے ہیں لیکن متعلقہ حاکموں کو اس پر بھی عملے کے ناکافی ہونے کی شکایت ہے۔

اور یہ بھی ...... کہ

پچھلے دنوں کسی اخبار کے ایڈیٹر نے فنانشل کمشنر کے درخواست گذاری، پوچھا گیا کیا چاہتے ہو؟ ایڈیٹر بولا چھاپہ خانہ!
لیکن صاحب فراست نے برف خانہ الاٹ کر مارا۔

چچا جان! خط ضرورت سے زیادہ طویل ہو گیا ہے معافی چاہتا ہوں امید ہے معاف کیا جائے گا۔ یار زندہ صحبت باقی۔ پھر ملیں گے۔ ٹاٹا

تمہارا حیدر بھٹی

(اس مہینہ کی تنخواہ سے پانچ آنے بچ گئے تھے۔ ایک آنہ ادھار لے کر یہ خط پوسٹ کر رہا ہوں۔)

٭ ٭ ٭ ٭

سعادت حسن منٹو کا جواب

پیارے بھتیجے۔ وعلیکم السلام

تمہارا خط ملا۔ چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ سچ تم کیسے کتنے ہو کہ میں تمہیں نہیں جانتا۔ اور میں نے تمہیں جاننے کی کوشش نہیں کی۔ کوشش کا میری جان سوال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دس کروڑ مسلمانوں کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ یہ تمہارے چچا نہیں ہیں جب تم نے مجھ سے خطاب کیا ہے تو صرف میں جوابدہ ہوں۔

تم نے بندر اور بلیوں والی کہانی بیان کی ہے، ایک نئے انداز میں۔ لیکن میری جان میں ایسی کئی کہانیاں لکھ چکا ہوں۔ اس لئے کہ کہانیاں لکھنا میرا پیشہ ہے اور میں اس فن میں کافی مہارت رکھتا ہوں۔

" دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر " کا نتیجہ کیا ہوتا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس کے متعلق خواجہ خضر صاحب ہی حتمی طور پر کہہ سکتے ہیں، لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ دریا اور مگرمچھ سے " ماہر جنسیات " کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں ایسی باتیں کہی ہیں، کہیں لب کشائی سے ڈرتا ہوں۔ میں نے چار سزائیں نہیں صرف ایک سزا ابھی تک بھگتی ہے۔ بھگتی نہیں کہنا چاہیئے میرا ارادہ اپیل کرنے کا ہے، ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ میرا " ٹھنڈا گوشت " فحش ہے۔ تین سو روپے جرمانہ ہوا ہے۔ اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں ایک مہینے کی قید بامشقت کا حکم تھا۔ میرا گوشت تو ٹھنڈا نہیں، اگر ٹھنڈا ہوتا تو میں ایسے افسانے کبھی نہ لکھ سکتا جنہیں حکومت گرم سمجھتی ہے اور مجھ پر آئے دن مقدمے چلاتی رہتی ہے۔

میری جان! حکومتوں کے متعلق تم مجھ سے کچھ نہ کہو، تم حکومت میں ہو،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں ادب کی دلدل میں پھنسا ہوں ، اصل میں جب تک ایسی حکومتیں قائم ہیں ہر جگہ، ہر مقام دلدل ہے۔

تم نے اپنا رونا رویا ہے میں نے اپنا...... میرا خیال ہے کہ اب یہ رونا دھونا چھوڑا جائے رونا تو قطعاً چھوڑ دینا چاہیئے البتہ دھونا ضرور چاہیئے۔ آؤ میں اور تم مل کر وہ داغ دھبے دھوئیں جو ہماری معاشرت کے دامن پر لگے ہیں۔

تم قوم کے خادم ہو۔ ایک بہت بڑی ہستی۔ لیکن میری جان میں کیا ہوں؟ ایک فحش نگار...... تم مجھ سے ہر حال میں برگزیدہ ہو۔ تم بیس روپے ماہوار پر وطن کی خدمت کر سکتے ہو۔ میں بمشکل اپنا ایک مضمون بیس روپے کے عوض بیچنے میں کامیاب ہوتا ہوں۔

ہاں...... اگست کی چودہ آرہی ہے جب برصغیر تقسیم ہوا پاکستان بنا اور ہم سب آزاد ہوئے۔ یہاں یوم استقلال منایا جا رہا ہے۔ وہاں ہندوستان میں بھی کوئی اسی قسم کا دن یقیناً منایا جائے گا۔ میں تمہارا یہ خط خاص اس تقریب کے لئے پولیس کے حوالے کر رہا ہوں۔ کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

تمہارا محکوم پاکستان میں آزاد چچا
سعادت حسن منٹو!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یومِ استقلال

جب ہندوستان کے دو حصے ہوئے تو میں بمبئی میں تھا۔ ریڈیو پر قائدِ اعظم اور پنڈت نہرو کی تقریریں سنیں۔ اس کے بعد جب بٹوارہ ہو گیا تو میں نے وہ ہنگامہ بھی دیکھا جو بمبئی میں برپا ہوا۔

اس سے پہلے ہر روز اخباروں میں ہندو مسلم فسادات کی خبریں پڑھتا رہا تھا۔ کبھی پانچ ہندو مارے جاتے تھے کبھی پانچ مسلمان۔ بہرحال قتل و خون کا توازن اوسطاً برابر ہی رہتا تھا۔

اس سلسلے میں ایک لطیفہ بھی سُن لیجئے۔ اخبار والا "ٹائمز آف انڈیا" صبح باورچی خانے کی کھڑکی سے اندر پھینک جایا کرتا تھا۔ ایک دن ——— اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فسادات کا دن تھا۔ اخبار والا آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ میں بہت حیران ہوا۔ اٹھ کر باہر گیا تو دیکھا کہ کوئی نیا آدمی ہے، میں نے اس سے پوچھا "وہ اخبار والا کہاں ہے؟ جو یہاں آیا کرتا ہے۔"

اس نے جواب دیا "صاحب وہ مر گیا ہے ــــ کل کمائی پورے میں اس کے چھری گھونپ دی گئی ــــ لیکن مرنے سے پہلے وہ مجھ سے کہہ گیا کہ فلاں فلاں صاحب کو اخبار پہنچا دیا کرو اور ان سے پیسے بھی وصول کر لینا۔"

اس وقت دل پر جو گزری اس کے بیان کرنے میں قاصر ہوں۔ اس کے دوسرے روز میں نے اپنے مکان سے ملحقہ سڑک پر جس کا نام کلمبیر روڈ ہے، پٹرول پمپ کے پاس ایک ہندو برف فروش کی لاش دیکھی۔

اس کی برف کی ہتھ گاڑی اس کی لاش کے پاس کھڑی تھی۔ برف کی سلوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس کے خون کے عین اوپر خون جم گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ "جیلی" کا ایک تودہ پڑا ہے۔ وہ دن بھی کچھ عجیب سے تھے۔ ہنگامے ہی ہنگامے تھے۔ اور ان ہنگاموں کی کوکھ سے دو ملکوں کو جنم لینا تھا۔ آزاد ہندوستان اور آزاد پاکستان کو ایک افراتفری مچی تھی۔ سینکڑوں صاحب استطاعت مسلمان ہوائی جہازوں کے ذریعے سے اڑ کر کراچی جا رہے تھے کہ وہاں نوزائیدہ اسلامی مملکت کا جشن دیکھیں۔ باقی ہزاروں دہیں دبکے ہوئے تھے کہ انہیں ڈر تھا کوئی آفت نہ آ جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگست کی چودہ آئی اور بمبئی جو یوں بھی عروس البلاد کہلاتی ہے، نئی نویلی دلہن کی طرح سج گئی ۔ روشنیوں کا ایک سیلاب تھا جو چودہ اگست کی رات کو بمبئی شہر میں بہہ گیا تھا رنگ رنگ کی روشنیاں، میرا خیال ہے اتنی بجلی اس شہر نے کبھی اپنی زندگی میں خرچ نہیں کی ہوگی ۔

بی ۔ ای ۔ ایس ۔ ٹی (بمبئے الیکٹرک سپلائی اینڈ ٹراموے کمپنی) نے ایک ٹریم کا خاص اس تقریب کے لئے چاروں طرف بجلی کے قمقموں سے مزین کی ہوئی تھی ۔ کچھ اس طور پہ کہ کانگریس کے ترنگے جھنڈے بن گئے تھے ۔ یہ ساری رات شہر میں گھوما کی ۔

بڑی بڑی بلڈنگیں بھی روشنیوں سے آراستہ تھیں انگریزی دکانوں نے خاص اہتمام کر رکھا تھا وائٹ وےیز اور ایوان فریزر کی سج دھج قابلِ دید تھی ۔

اب آپ بھنڈی بازار کی سنیئے ۔ یہ بمبے کا مشہور بازار ہے ۔ جو بمبے کی زبان میں میاں بھائیوں یعنی مسلمانوں کا علاقہ ہے ۔ اس میں بے شمار ہوٹل اور ریسٹورانٹ ہیں ۔ کسی کا نام بسم اللہ اور کسی کا نام سبحان اللہ ۔ سارا قرآن اس بازار میں ختم ہو گیا ہے ۔ لیکن "اعوذ باللہ" نام کا کوئی ریسٹوران یا ہوٹل یہاں موجود نہیں ۔

یہ بازار بمبئی کا پاکستان تھا ۔ ہندو اپنے ہندوستان کی آزادی کی خوشیاں منا رہے تھے اور مسلمان اپنے آزاد پاکستان کی ۔ اور میں محوِ حیرت تھا ۔ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ بھنڈی بازار میں جہاں ہندوؤں کی دکانیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھیں ان پر ترنگے لہرا رہے تھے۔ باقی جہاں دیکھو مسلم لیگ کے اسلامی جھنڈے تھے۔

میں جس جھنڈی بازار میں گیا تو میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ سارا بازار سبز جھنڈیوں سے اٹا پڑا تھا۔ ایک ریسٹوران کے باہر قائدِ اعظم کی پینٹنگ (جو غالباً کسی اناڑی نے بنائی تھی) شوخ رنگوں میں لٹک رہی تھی اور دو برقی پنکھوں کا رُخ اس کی طرف تھا۔

بہرحال یہ منظر مجھے کبھی نہ بھولے گا۔ مسلمان بہت خوش تھے کہ انہیں پاکستان مل گیا ہے۔ پاکستان کہاں ہے؟ کیا ہے؟ یہ ان کو قطعاً معلوم نہ تھا۔ بس وہ خوش تھے۔ اس لئے کہ ان کو بہت دیر کے بعد خوشی کا ایک موقعہ ملا تھا۔

رامپوری دادا ریسٹورانوں میں کئی کئی کوپ چائے کے پیئے جا رہے تھے۔ اور پاسنگ شو سگریٹ بھی، اور پاکستان بننے کی خوشی منا رہے تھے۔ کالا کانڈی اور سیلنکی لی سوپاری کے پان دھڑا دھڑ آ رہے تھے اور باہر والے کی انگلیوں پر چونا بھی۔

میں محوِ حیرت تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، لیکن سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ چودہ اگست کو بمبئی میں کوئی خون نہ ہوا۔ لوگ آزادی حاصل کرنے کی خوشی میں مگن تھے۔ یہ آزادی کیا تھی، کیونکر حاصل ہوئی اور آزاد ہو کر ان کی زندگی میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا تبدیلی ہوگی، اس کے متعلق کوئی بھی نہیں سوچتا تھا۔

ایک طرف "پاکستان زندہ باد" کے نعرے گونجتے تھے، دوسری طرف "ہندوستان زندہ باد" کے ۔ اب چند لطیفے پاکستان کے متعلق سنئے۔ جو کہ ہماری نوزائیدہ اسلامی مملکت ہے۔ پچھلے برس یوم استقلال پر ایک صاحب سوکھا ہوا درخت کاٹ کر گھر لے جانے کی کوشش فرما رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا "یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ درخت کاٹنے کا آپ کو کوئی حق نہیں۔"

آپ نے فرمایا "یہ پاکستان ہے، یہ مال ہمارا ہے" میں خاموش ہوگیا۔

ہمارا محلہ کسی زمانے میں، اس زمانے میں جب بٹوارہ نہیں ہوا تھا۔ بڑی خوبصورت جگہ تھی۔ اب یہ حال ہے کہ وہ گول جگہ جہاں کسی زمانے میں گھاس کے تختے تھے بالکل ویران ہے۔ وہاں ننگے بچے دن رات گالیاں بکنے اور واہیات کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ میری ایک بچی کی بڑی گیند غائب ہو گئی۔ میں نے سوچا کہیں گھر میں ہوگی۔ لیکن چوتھے روز چند بچوں کو اس سے کھیلتے دیکھا جب ان سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے کہا "یہ ہماری ہے۔ ایک روپے چار آنے میں خریدی تھی۔"

لطیفہ یہ ہے کہ اس گیند کی قیمت چار روپے پندرہ آنے تھی۔

پاکستان میں لڑائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں نے اس سے گریز کیا۔ اور اپنی بچی کی گیند انہی کے پاس رہنے دی۔ کہ یہ ان کا حق تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسی جگہ کا ایک اور ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک صاحب باہر لگے فرش پر سے اینٹیں اُکھاڑ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا "بھائی ایسا نہ کرو۔ یہ بہت زیادتی ہے۔"

آپ نے ارشاد کیا "یہ پاکستان ہے۔ تم کون ہو مجھے روکنے والے۔"

میں خاموش ہو گیا۔

میں نے ایک ریڈیو مرمت کرنے والے کو اپنا ریڈیو مرمت کے لئے دیا۔ حافظہ کمزور ہے بھول گیا کہ اس کے یہاں جانا ہے۔ ایک مہینہ کے بعد یاد آیا جب اس کے پاس گیا۔ تو اس نے کہا "تم اتنے دن نہیں آئے، میں نے تمہارا ریڈیو بیسٹ بیچ دیا ہے اور اپنی اُجرت وصول کر لی ہے۔"

پچھلے سے پچھلے سال یومِ استقلال سے ایک دن پہلے مجھے نوٹس ملا کہ تم غیر ضروری آدمی ہو۔ وجہ بتاؤ کہ تمہیں کیوں نہ تمہارے مقبوضہ مکان سے بے دخل کیا جائے۔"

اگر میں غیر ضروری آدمی ہوں تو حکومت کو بھی یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ مجھے پلنگ کا چوہا قرار دے کر پکڑ لے اور تلف کر دے۔ لیکن میں ابھی تک بچا ہوا ہوں۔

آخر میں ایک بہت بڑا لطیفہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب قیام پاکستان کے عین بعد میں کراچی آیا تو وہاں ایک ہلڑ مچا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ فوراً لاہور کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رُخ کروں۔ چنانچہ میں ریلوے سٹیشن گیا اور بکنگ کلرک سے کہا کہ مجھے ایک ٹکٹ فرسٹ کلاس کا لاہور کے لئے چاہیئے۔

اس نے جواب دیا "یہ ٹکٹ آپ کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے کہ سب سیٹیں بک ہیں"

میں بمبئی کے ماحول کا عادی تھا جہاں ہر چیز بلیک مارکیٹ میں مل سکتی ہے میں نے اس سے کہا "بھئی تم کچھ روپے زائد لے لو"

اس نے بڑی سنجیدگی اور بڑے ملامت بھرے لہجے میں مجھ سے کہا "یہ پاکستان ہے ——— میں اس سے پہلے ایسا کام کرتا رہا ہوں مگر اب نہیں کر سکتا۔ سیٹیں سب بک ہیں۔ آپ کو ٹکٹ کسی بھی قیمت پہ کبھی بھی نہیں مل سکتا"

اور مجھے ٹکٹ کسی قیمت پر بھی نہ ملا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام ایک خط

۳۱ ۔ لکشمی مینشنز ہال روڈ ۔ لاہور
مورخہ ۱۶ ار دسمبر ۱۹۵۱ء

چچا جان ۔ السّلام علیکم !

یہ خط آپ کے پاکستانی بھتیجے کی طرف سے ہے ، جسے آپ نہیں جانتے ۔
جسے آپ کی سات آزادیوں کی مملکت میں شاید کوئی بھی نہیں جانتا ۔

میرا ملک ہندوستان سے کٹ کر کیوں بنا ، کیسے آزاد ہؤا ، یہ تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میں خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں ، کیونکہ جس طرح میرا ملک کٹ کر آزاد ہؤا اسی طرح میں کٹ کر آزاد ہؤا ہوں اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچاجان یہ بات تو آپ جیسے ہمہ دان عالم سے چھپی ہوئی نہیں ہونی چاہیئے کہ جس پرندے کو پر کاٹ کر آزاد کیا جائے گا اس کی آزادی کیسی ہوگی — خیر اس قصے کو چھوڑیئے۔

میرا نام سعادت حسن منٹو ہے، میں ایک ایسی جگہ پیدا ہوا تھا جو اب ہندوستان میں ہے میری ماں وہاں دفن ہے، میرا باپ وہاں دفن ہے، میرا پہلا بچہ بھی اسی زمین میں سو رہا ہے لیکن اب وہ میرا وطن نہیں، میرا وطن اب پاکستان ہے جو میں نے انگریزوں کے غلام ہونے کی حیثیت میں پانچ چھ مرتبہ دیکھا تھا۔

میں پہلے سارے ہندوستان کا ایک بڑا افسانہ نگار تھا۔ اب پاکستان کا ایک بڑا افسانہ نگار ہوں۔ میرے افسانوں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں، لوگ مجھے عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ سالم ہندوستان میں مجھ پر تین مقدمے چلے تھے۔ یہاں پاکستان میں ایک لیکن اسے ابھی بنے کے برس ہوئے ہیں۔

انگریزوں کی حکومت بھی مجھے فحش نگار سمجھتی تھی۔ میری اپنی حکومت کا بھی میرے متعلق یہی خیال ہے۔ انگریزوں کی حکومت نے مجھے چھوڑ دیا تھا لیکن میری اپنی حکومت مجھے چھوڑتی نظر نہیں آتی۔ عدالتِ ماتحت نے مجھے تین ماہ قید با مشقت اور تین سو روپے جرمانے کی سزا دی تھی سیشن میں اپیل کرنے پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں بری ہو گیا۔ مگر میری حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ چنانچہ اب اس نے ہائی کورٹ میں اپیل کی ہے کہ سیشن کے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور مجھے قرار واقعی سزا دے ...... دیکھئے عدالت عالیہ کیا فیصلہ دیتی ہے۔

میرا ملک آپ کا ملک نہیں۔ اس کا مجھے افسوس ہے۔ اگر عدالت عالیہ مجھے سزا دے تو میرے ملک میں ایسا کوئی پرچہ نہیں جو میری تصویر چھاپ سکے۔ میرے تمام مقدموں کی روداد کی تفصیل چھاپ سکے۔

میرا ملک بہت غریب ہے۔ اس کے پاس آرٹ پیپر نہیں ہے اس کے پاس اچھے چھاپے خانے نہیں ہیں۔ اس کی غربت کا سب سے بڑا ثبوت میں ہوں۔ آپ کو یقین نہیں آئے گا چچا جان میں بائیس کتابوں کا مصنف ہونے کے بعد بھی میرے پاس رہنے کے لئے اپنا مکان نہیں۔ اور یہ سن کر تو آپ حیرت میں غرق ہو جائیں گے کہ میرے پاس سواری کے لئے کوئی پیکارڈ ہے نہ ڈوج۔ سیکنڈ ہینڈ موٹر کار بھی نہیں۔

مجھے کہیں جانا ہو تو سائیکل کرائے پر لیتا ہوں، اخبار میں اگر میرا کوئی مضمون چھپ جائے اور سات روپے فی کالم کے حساب سے مجھے بیس پچیس روپے مل جائیں تو میں تلنگے پر بیٹھتا ہوں اور اپنے یہاں کی کشید کردہ شراب بھی پیتا ہوں، یہ ایسی شراب ہے کہ اگر آپ کے ملک میں کشید

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی جائے تو آپ اس ڈسٹلری کو ایٹم بم سے اُڑا دیں۔ کیونکہ ایک برس کے اندر اندر ہی یہ خانہ خراب انسان کو نیست و نابود کر دینی ہے۔

میں کہاں کا کہاں پہنچ گیا۔ اصل میں مجھے بھائی جان ارسکائن کولڈول کو آپکے ذریعے سے سلام بھیجنا تھا۔ ان کو تو خیر آپ جانتے ہی ہونگے۔ ان کے ایک ناول "گوڈز لٹل ایکٹر" پر آپ مقدمہ چلا چکے ہیں۔ جرم وہی تھا جو اکثر یہاں میرا ہوتا ہے یعنی فحاشی۔

یقین جانئے چچا جان مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی۔ جب میں نے سنا تھا کہ ان کے ناول پر سات آزادیوں کے ملک میں فحاشی کے الزام میں مقدمہ چلا ہے۔ آپ کے یہاں تو ہر چیز ننگی ہے۔ آپ تو ہر چیز کا چھلکا اُتار کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں۔ وہ پھل ہو یا عورت، مشین ہو یا جانور، کتاب ہو یا کیلنڈر، آپ تو ننگ کے بادشاہ ہیں۔ میرا خیال تھا آپ کی مملکت میں طہارت کا نام فحاشی ہو گا مگر چچا جان آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ بھائی جان ارسکائن کولڈول پر مقدمہ چلا دیا۔

میں اس صدمے سے متاثر ہو کر اپنے ملک کی کشید کردہ شراب زیادہ مقدار میں پی کر یقیناً مر گیا ہوتا، اگر میں نے فوراً ہی اس مقدمے کا فیصلہ نہ پڑھ لیا ہوتا۔ یہ میرے ملک کی بدقسمتی تو ہوئی کہ ایک انسان خس کم جہاں پاک ہونے سے رہ گیا۔ لیکن پھر میں آپ کو یہ خط کیسے لکھتا۔ ویسے میں بڑا سعادتمند

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوں۔ مجھے اپنے ملک سے پیار ہے۔ میں انشاءاللہ تھوڑے ہی دنوں میں مر جاؤں گا۔ اگر خود نہیں مروں گا تو خود بخود مر جاؤں گا۔ کیونکہ جہاں آٹا روپے کا پونے تین سیر ملتا ہو، وہاں بڑا ہی بے غیرت انسان ہوگا جو زندگی کے دو اپنی چار دن گذار سکے۔

ہاں، تو میں نے مقدمے کا فیصلہ پڑھا اور میں نے خانہ ساز شراب زیادہ مقدار میں پی کر خودکشی کا ارادہ ترک کر دیا —— بھئی چچا جان کچھ بھی ہو آپ کے ہاں ہر چیز ملمع چڑھی ہے۔ لیکن وہ جج جس نے بھائی جان ارسکاٹن کو فحاشی کے جرم سے بری کیا، اس کے دماغ پر یقیناً ملمع کا جھول نہیں تھا —— اگر یہ جج زافسوس ہے کہ میں ان کا نام نہیں جانتا) زندہ ہیں تو ان کو میرا عقیدت مندانہ سلام ضرور پہنچا دیجئے۔

ان کے فیصلے کی یہ آخری سطور ان کے دماغ کی وسعت کا پتہ دیتی ہیں :-

"میں ذاتی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ ایسی کتابوں کو سختی سے دبا دینے پر پڑھنے والوں میں خواہ مخواہ تجسس اور استعجاب پیدا ہوتا ہے جو انہیں شہوت پسندی کی ٹوہ لگانے کی طرف مائل کر دیتا ہے حالانکہ اصل کتاب کا یہ منشا نہیں ہے، مجھے پورا یقین ہے کہ اس کتاب میں مصنف نے صرف وہی چیز منتخب کی ہے جسے وہ امریکی زندگی کے کسی مخصوص طبقے کے متعلق سچا خیال کرتا ہے میری رائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں سچائی کو ادب کے لئے ہمیشہ جائز قرار دینا چاہیئے۔"

میں نے عدالتِ ماتحت سے یہی کہا تھا، لیکن اس نے مجھے تین ماہ قید بامشقت اور تین سو روپے کی سزا دے دی —— اس کی رائے یہ تھی کہ سچائی کو ادب سے ہمیشہ دُور رکھنا چاہیئے —— اپنی اپنی رائے ہے۔

میں تین ماہ قید بامشقت کاٹنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہ تین سو روپے کا جرمانہ مجھ سے ادا نہیں ہوگا، چچاجان آپ نہیں جانتے میں بہت غریب ہوں —— مشقت کا تو میں عادی ہوں لیکن روپوں کا عادی نہیں، میری عمر اُنتالیس برس کے قریب ہے اور یہ سارا زمانہ مشقت ہی میں گذرا ہے، آپ ذرا غور تو فرمایئے کہ اتنا بڑا مصنف ہونے پر بھی میرے پاس کوئی پکچا رڈ نہیں ——

میں غریب ہوں، اس لئے کہ میرا ملک غریب ہے، مجھے تو پھر دو وقت کی روٹی کسی نہ کسی حیلے مل جاتی ہے، مگر میرے بھائی کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔

میرا ملک غریب ہے —— جاہل ہے ۔کیوں؟ —— یہ تو آپ کو بخوبی معلوم ہے چچاجان، یہ آپ کے اور آپ کے بھائی جان بُل کے مشترکہ ساز کا ایسا تار ہے جسے میں چھیڑنا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ آپ کی سماعت پہ گراں گذرے گا۔ میں یہ خط ایک برخوردار کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں اس لئے مجھے اوّل تا آخر برخوردار ہی رہنا چاہیئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ ضرور پوچھیں گے اور بڑی حیرت سے پوچھیں گے کہ تمہارا ملک غریب کیونکر ہے جب کہ میرے ملک سے اتنی ریکارڈیں، اتنی ہوکیں، میکس فیکٹر کا اتنا سامان جاتا ہے، یہ سب ٹھیک ہے چچا جان۔ مگر میں آپ کے اس سوال کا جواب نہیں دونگا۔ اس لئے آپ اس کا جواب اپنے دل سے پوچھ سکتے ہیں (اگر آپ نے اپنے قابل سرجنوں سے کہہ کر اسے اپنے پہلو سے نکلوا نہ ڈالا ہو۔)

میرے ملک کی وہ آبادی جو ریکارڈوں اور ہوکوں پر بسر ہوتی ہے، میرا ملک نہیں —— میرا ملک وہ ہے جس میں مجھ ایسے اور مجھ سے بدتر مفلس بستے ہیں۔

یہ بڑی تلخ باتیں ہیں۔ ہمارے یہاں شکر کم ہے، ورنہ میں ان پر چڑھا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ اس کو بھی چھوڑیئے۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے حال ہی میں آپ کے دوست ملک کے ایک ادیب EVELYN WAUGH کی تصنیف THE LOVED ONES پڑھی ہے، میں اس سے اتنا متاثر ہوا کہ آپ کو یہ خط لکھنے بیٹھ گیا۔

آپ کے ملک کی انفرادیت کا میں یوں بھی معترف تھا، مگر یہ کتاب پڑھ کر تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا:

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ———— واہ وا، واہ وا، واہ وا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا جان! واللہ مزا آ گیا۔ کیسے زندہ دل لوگ آپ کے ملک میں بستے ہیں۔

البیری لن دا ہمیں بتانا ہے کہ آپ کے کیلی فورنیا میں مردوں یعنی بچھڑے ہوئے عزیزوں پر بھی ملمع کاری کی جا سکتی ہے اور اس کے لئے بڑے بڑے ادارے موجود ہیں۔ مرنے والے عزیز کی شکل نکروہ ہو تو ان میں سے کسی میں بھیجدیئے، فارم موجود ہے۔ اس میں اپنی خواہشات درج کر دیجئے کام حسب منشا ہوگا۔ یعنی مردے کو آپ جتنا خوبصورت بنوانا چاہیں، دام دے کر بنوا سکتے ہیں، اچھے سے اچھا ماہر موجود ہے، جو مردے کے چہرے کا اپریشن کر کے اس پہ میٹھی سے میٹھی مسکراہٹ ثبت کر سکتا ہے۔ آنکھوں میں روشنی پیدا کی جا سکتی ہے، ماتھے پہ حسب ضرورت نور پیدا کیا جا سکتا ہے، اور یہ سب کام ایسی چابکدستی سے ہوتا ہے کہ قبر میں منکر نکیر بھی دھوکہ کھا جائیں۔

بھئی خدا قسم چچا جان، آپ کے ملک کا کوئی جواب پیدا نہیں کر سکتا۔ زندوں پہ آپریشن سنا تھا، پلاسٹک سرجری سے زندہ آدمیوں کی شکل سنواری جا سکتی ہے۔ اس کے متعلق بھی یہاں کچھ چرچے ہوئے تھے۔ مگر یہ نہیں سنا تھا۔ کہ آپ مردوں تک کی شکل سنوار دیتے ہیں۔

یہاں آپ کے ملک کا ایک سیاح آیا تھا۔ چند احباب نے مجھ سے ان کا تعارف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرایا۔ اس وقت میں بھائی ایوی لن ڈا کی کتاب پڑھ چکا تھا میں نے ان سے ان کے ملک کی تعریف کی اور یہ شعر پڑھا ؎

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

سیّاح صاحب میرا مطلب نہ سمجھے مگر حقیقت یہ ہے چچا جان کہ ہم نے اپنی صورت کو بگاڑ رکھا ہے۔ اتنا مسخ کر رکھا ہے کہ اب وہ پہچانی بھی نہیں جاتی۔ اپنے آپ سے بھی نہیں ــــ اور ایک آپ ہیں کہ اپنے مکروہ صورت مردوں تک کی شکل سنوار دیتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اس دُنیا کے تختے پر ایک صرف آپ کی قوم ہی کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ بخدا باقی سب جھک مار رہے ہیں۔

ہماری زبان اُردو کا ایک شاعر غالب ہوا ہے۔ اس نے آج سے قریب قریب ایک صدی پہلے کہا تھا ؎

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کہیں جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

غریب کو زندگی میں اپنی رسوائی کا ڈر نہیں تھا، کیونکہ وہ اوّل تا آخر رسوائے زمانہ رہی۔ اس کو خوف اس بات کا تھا کہ بعد از مرگ رسوائی ہوگی آدمی وضعدار تھا۔ خوف نہیں بلکہ یقین تھا اسی لئے اس نے غرق دریا ہونے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی خواہش کی کہ جنازہ اُٹھے نہ مزار بنے۔

کاش وہ آپ کے ملک میں پیدا ہُوا ہوتا۔ آپ اس کا بڑی شان و شوکت سے جنازہ اُٹھاتے اور اس کا مزار سکائی سکریپر کی صورت میں بناتے۔ اور اگر اسی کی خواہش پر عمل کرتے تو شیشے کا ایک حوض تیار کرتے جس میں اس کی لاش رہتی دُنیا تک غرق رہتی اور جڑیا گھر میں لوگ اسے جا جا کر دیکھتے۔

بھائی ایوی لین داتا تاہے کہ وہاں مردہ انسانوں ہی کے لئے نہیں مردہ حیوانوں کی نوک پلک درست کرنے والے ادارے بھی موجود ہیں۔ حادثے میں اگر کسی کتے کی دُم کٹ جاتی ہے تو دوسری لگا دی جاتی ہے۔ مرحوم کی شکل و صورت میں اس کی زندگی میں جتنے عیب تھے، اس کی موت کے بعد چابک دست ہاتھ درست کر دیتے ہیں۔ اسے شان و شوکت کے ساتھ کفنا دفنا دیا جاتا ہے۔ اس کی تربت پر پھول چڑھانے کا انتظام بھی کر دیا جاتا ہے اور ہر سال جس روز کسی کا پالتو مرا ہو، اس ادارے کی طرف سے ایک کارڈ بھیج دیا جاتا ہے جس پر کچھ اس قسم کی عبارت ہوتی ہے :-

"جنت میں آپ کا ٹیمی یا جفی آپ کی یاد میں اپنی دُم یا کان ہلا رہا ہے"

ہم سے تو آپ کے ملک کے کتے ہی اچھے۔ یہاں آج مرے کل دوسرا دن۔ کسی کا کوئی عزیز مرتا ہے تو اس غریب پر ایک آفت ٹوٹ پڑتی ہے اور وہ دل ہی دل میں چلاتا ہے "کمبخت یہ کیوں مرا ــــ مجھے ہی موت آ گئی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوتی!"۔۔۔ سچ تو یہ ہے چچا جان ہمیں مرنے کا سلیقہ آتا ہے نہ جینے کا۔

آپ کے ملک میں ایک صاحب نے کمال کر دیا۔ ان کو یقین نہیں تھا کہ ان کی موت کے بعد ان کا جنازہ سلیقے اور قرینے سے اُٹھے گا چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے کفن دفن کی بہار دیکھ لی ۔۔۔ یہ ان کا حق تھا شاید بڑی شائستگی، نفاست اور امارت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر چیز ان کے منشا کے مطابق ہوتی تھی۔ ہو سکتا ہے موت کے بعد ان کا جنازہ اُٹھانے میں کسی سے کوئی کوتاہی ہو جاتی۔ بہت اچھا کیا جو انہوں نے زندگی ہی میں اپنی موت کی آرائش و زیبائش دیکھ لی۔ مرنے کے بعد ہوتا رہے جو ہوتا ہے۔

"تازہ" "لائف" (مؤرخہ ۵، نومبر ۱۹۵۱ء انٹرنیشنل اڈیشن) دیکھا۔ واللہ آپ لوگوں کی زندگی کا ایک اور زندگی آموز پہلو آنکھوں کے سامنے روشن ہوا۔ دو پورے صفحوں پر تصویروں کے ساتھ آپ کے ملک کے مشہور و معروف "گینگسٹر" کے جنازے کی پوری رُوداد مرقوم تھی۔ ولّی مورے ٹی (خدا اُسے کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے) کی شبیہہ دیکھی۔ اس کا وہ عالیشان گھر دیکھا جو اس نے حال ہی میں پچپن ہزار ڈالر میں فروخت کیا تھا اور اس کی وہ پانچ ایکڑ کی سٹیٹ بھی دیکھی جہاں وہ دُنیا کے ہنگاموں سے الگ ہو کر آرام اور چین کی زندگی بسر کرنا چاہتا تھا اور مرحوم کا وہ فوٹو بھی دیکھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس میں وہ بستر پر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کئے لیٹا ہے۔ اور اس کا پانچہزار ڈالر کا تابوت اور اس کے جنازے کا جلوس جو پھولوں سے لدی پھندی گیارہ بڑی بڑی موٹروں اور چھتر کاروں پر مشتمل ہے ـــــ اللہ واحد شاہد ہے۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

خاکم بدہن! اگر آپ انتقال فرما جائیں تو خدا آپ کو ولی مور ہیٹی سے زیادہ عزت اور شان عنایت فرمائے ـــــ یہ پاکستان کے ایک غریب مصنّف کی دلی دعا ہے۔ جس کے پاس سواری کے لئے ایک ٹوٹی پھوٹی سائیکل بھی نہیں۔ وہ آپ سے ایک ایسی استدعا بھی کرتا ہے۔ کہ کیوں نہ آپ اپنے ملک کے دُور اندیش آدمی کی طرح اپنی زندگی ہی میں اپنا جنازہ اُٹھتا دیکھ لیں۔ بندہ بشر ہے، ہوسکتا ہے کسی سے بھول چُوک ہو جائے ہوسکتا ہے آپ کے چہرے کا کوئی خط سنورنے سے رہ جائے اور آپ کی روح کو تکلیف پہنچے ـــــ مگر بہت ممکن ہے آپ یہ خط پہنچنے سے پہلے ہی اپنا جنازہ اپنی حسب منشا عظیم الشان دھوم دھام سے اُٹھوا کے دیکھ چکے ہوں ـــــ اس لئے کہ آپ مجھ سے کہیں زیادہ صاحب فہم وادراک ہیں اور میرے چچا ہیں۔

بھائی جان ارسکاٹن کولڈ ویل کو سلام اور ننھے کو بھی جنہوں نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ان کو فحاشی کے جرم سے بری کیا تھا کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو اُسے معاف فرمائیں۔ زیادہ حدِ ادب

آپ کا مفلس بھتیجا

سعادت حسن منٹو سکنہ پاکستان

(یہ خط پوسٹیج اسٹیمپ خرید نہ سکنے کے باعث پوسٹ نہ کیا جا سکا)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اعداد کے ساتھ ادب اور زندگی کی چھیڑ

مسلمانوں نے تیرہ سو سال حکومت کی۔ مگر اب بیچارے تین میں ہیں نہ تیرہ میں، لیکن چودہ کا عدد بڑا مبارک ہے۔ اگر کسی کے چودہ طبق روشن ہوتے ہیں تو پورے چودہ ہوتے ہیں، سوا تیرہ نہ پونے چودہ۔

چودھویں کا چاند ہے جس کے متعلق شاعروں نے کیا کچھ نہیں کہا معشوق جب عاشق سے ملتا ہے تو عاشق کی محبت کے آسمان پر چودھویں کا چاند طلوع ہوتا ہے۔ اس مصلحت کے ساتھ کہ دوسری رات ہی ڈھلنا شروع ہو جائے اور چودہ کا سن کیا کیا قیامت نہیں ڈھاتا بیٹھا برس جوانوں کی زندگی میں کوٹ کوٹ کے شیر بنیاں بھر دیتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راجہ رام چندر جی نے چودہ ہی برس کا بن باس کاٹا۔ تیرہ برس یا ساڑھے تیرہ برس جنگلوں میں رہ کے آئے ہوتے تو وہ بات کبھی نہ بنتی جو پورے چودہ برس کاٹنے پر بنی۔ ان کے عہد کا وہ "سنہرا زمانہ" وقت کی کوکھ ہی میں سویا رہتا یا غیر طبعی موت مر جاتا۔

لیکن وہ چودہ برس کالے پانی کی سزا۔ خدا بچائے بہت اچھا ہوا جو یہ کالا پانی بھارت بہہ گیا۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سزا کی میعاد ہمارے قانونی خداؤں نے دس گیارہ برس کیوں نہ رکھی۔ کوئی خاص مصلحت ہوگی۔

تین اور تیرہ کے عدد عام طور پر منحوس خیال کئے جاتے ہیں۔ پنجابی میں تیسرے آدمی کی شرکت پر کہا جاتا ہے "تیسرا دلیا نے جھگڑا گلیا" یعنی تیسرے کا ساجھا برا۔ تین کانے ہیں چوسر کے، نامرادی اور ناکامی کے نشان۔

تین تیرہ کریں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ تتر بتر کر رہے ہیں۔ پس جب کسی مشتعل ہجوم کو منتشر کرنا ہو تو ڈائس پر چڑھ کر بلند آواز میں یہ نعرہ لگا دیجئے، سب تتر بتر ہو جائیں گے۔

مرنے پر آپ قبر میں جائیں گے تو وہاں بھی تین کا عدد آپ کو نہیں چھوڑیگا۔ تین دن قبر میں آپ پر ضرور بھاری ہوں گے۔ لیکن تین حرف بھیجئے اس تین پر۔ لیکن ابھی یہ سلسلہ کہاں ختم ہوگا۔ اگر آپ تین پانچ کریں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ یا تو کسی سے تکرار کر رہے ہیں یا کسی کا مال اڑا لئے لئے جا رہے ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں ۔

اگر آپ دعوت میں تین آدمی بلاتے ہیں، لیکن تیرہ آجاتے ہیں تو آپ گھر والی سے کہیں گے تین بلائے تیرہ آئے، دے دال میں پانی۔ لیکن اگر گیارہ بارہ آئیں گے تو پھر آپ دال میں پانی نہیں ڈال سکیں گے۔ کیونکہ یہ اصول ہے کہ محاورہ کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا خواہ آپ کا اپنا حلیہ تبدیل ہو جائے۔

آپ تیرہ کا ایک لطیفہ سنئے۔ یہ عدد بھی ماشاء اللہ بڑا حضرت ہے ایک صاحب گھر سے سفر پہ نکلے۔ اکتوبر کی تیرہ تاریخ تھی۔ تیرہ نمبر کے پلیٹ فارم پر ان کی گاڑی کھڑی تھی تیرہ نمبر کے ڈبے میں انہیں تیرہ نمبر کی سیٹ ملی۔ منزلِ مقصود پہ ہوٹل جانے کے لئے ٹیکسی لی تو اس کا نمبر بھی تیرہ تھا۔ جس ہوٹل میں ان کو رہنا تھا تیرہ نمبر کے بازار میں تھا تیرہ کا نمبر ان کے ساتھ بری طرح چپک گیا تھا۔

دوسرے روز وہ ریس کورس میں بہت دیر سے پہنچے۔ تیرھویں ریس شروع ہونے والی تھی آپ نے سوچا شگون اچھا ہے تیرہ نمبر کے گھوڑے پر ڈھیر سارا پیسہ لگا دیا۔ معلوم ہے کیا ہوا تیرہ نمبر کی ریس میں تیرہ نمبر کا گھوڑا تیرھویں نمبر پہ آیا۔ یعنی بالکل پھسڈی۔

تیرہ کو چھوڑئیے۔ تین کا عدد باوجود اس کے کہ منحوس خیال کیا جاتا ہے ہماری زندگی کا ایک اہم جزو ہے، ہندوؤں میں ترشول، عیسائیوں میں خدا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیٹے ، روح القدس کی مقدس تثلیث مسلمانوں میں خدا ، اس کا رسول اور قرآنِ پاک۔

اب عدد چار کو لیجئے :-

کسی کے اگر لگتے ہیں تو چار چاند ہی لگتے ہیں ۔ چاند تو صرف ایک ہے معلوم نہیں باقی تین کن آسمانوں سے توڑ کر لگائے جاتے ہیں اور چار دن کی چاندنی ہے جس کے آگے کچھ نہیں صرف اندھیری رات ہے ۔ جس میں آپ ٹھوکریں کھاتے پھریئے ۔

کسی کا ڈنکا بجتا ہے تو تین دانگ نہیں چار دانگ بجتا ہے ۔ خواہ کسی بھی دانگ تک اس کی آواز نہ پہنچے ۔

آدمی ہوشیار ہوتا ہے تو چار دن گانٹھ ہوشیار ہوتا ہے خواہ اس کے پاس ایک چھوٹی سی گانٹھ بھی ہوشیار ہونے کے لئے نہ ہو ۔ اور کسی کو مار پڑتی ہے تو چار چوٹ کی مار پڑتی ہے یعنی چار چوٹیں لگائیں اور یہ جا وہ جا ۔

زندگی ہوتی ہے چار دن کی پانچویں دن یہ ختم ہو جاتی ہے ۔ اکھاڑے میں اگر کوئی پہلوان گرتا ہے تو سوا تین یا ساڑھے تین شانے چت نہیں گرتا ۔ اسے محاورہ کے مطابق پورے چاروں شانے چت گرنا پڑتا ہے تاکہ اس کو مکمل عبرت حاصل ہو ۔

اگر مرد اپنی عورت کو گھر میں قید رکھنا چاہے تو اس گھر کی چار دیواریں ضرور ہونی چاہئیں پانچ یا چھ ہوں گی تو معاملہ بگڑ جائے گا اور تین ہوں گی تو ایک راستہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھاگنے کے لئے کھلا رہے گا۔

رسولِ اکرمؐ کے اصحاب اربعہ لیجئے۔ چار یار۔ پانچواں کوئی بھی نہیں۔ اس سے عدد چار کی عظمت بہت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

تین پہیوں کی موٹر یا گاڑی ہو سکتی ہے لیکن آپ تین پایوں کی چارپائی پر کبھی نہیں سو سکتے۔ اور اگر آپ بے مروت ہیں تو آپ کو چار چشم کہا جائے گا۔ خواہ آپ کی صرف تین آنکھیں ہوں۔ اس لئے کہ محاورہ جیسے کا ویسا رہے گا۔

اور جب آپ راہئ ملکِ عدم ہوں گے تو محاورہ دان احباب کہیں گے، آخر بیچارے چار کے کندھے پر چڑھ گئے۔

اب چالیس کا عدد لیجئے۔ یہ بھی اپنی جگہ کافی اہم ہے۔ یعنی اگر آپ نرے کھرے بیوقوف ہیں یعنی بڑے ہائی کلاس ایڈیٹ ہیں تو آپ کا وزن چالیس سیر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ محاورہ ہے " چالیس سیر الوت "۔ سو اگر آپ اس قسم کے صاحب کمال ہیں تو آپ کو اپنا وزن محاورے کے مطابق کرنا پڑیگا۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں انتالیس دن کے بعد نہیں پورے چالیس دن کے بعد نہاتی ہے۔ یہ میرا خیال ہے محاورہ نہیں رواج ہے اور رواج کی بھی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ بڑی بوڑھیوں سے سُنا ہے اگر ایک دن اوپر نیچے ہو جائے تو آفت آجاتی ہے۔ اس لئے عورتیں ایسا نہیں ہونے دیتیں۔ پورے چالیس دن چارپائی کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور جب کوئی مرتا ہے تو اس کا سوگ بھی چالیس دن منایا جاتا ہے۔ چالیسویں دن اس کا چالیسواں ہوتا ہے یعنی فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر مرنے والے کے عزیز اس کو بھولنا چاہیں تو بڑے شوق سے بھول سکتے ہیں، کیونکہ اتنے دن کے سوگ سے مرحوم و مغفور کی سنا ہے پوری تشفی ہو جاتی ہے۔

چلہ کمانا ہو تو آپ کو چالیس دن ہی کمانا ہوگا۔ اگر آپ نے اس میعاد سے ایک دن کم یا زیادہ عمل کیا تو آپ کے حق میں قطعاً غیر مفید ہوگا۔ بہت ممکن ہے چلہ اُلٹ کر آپ پر سوار ہو جائے۔

اور آپ کو یاد ہوگا کہ علی بابا کے ساتھ کتنے چور تھے؟ پورے چالیس ایک کم نہ ایک زیادہ، آپ یہاں کسی علی بابا سے کہیئے کہ وہ چالیس سے کم چوروں کی جماعت بنائے، مجال ہے جو کھل سم سم کام کرے۔ میں تو چنانچہ اپنے سیاسی علی باباؤں کو یہی مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے ساتھ چالیس سیاسی چوروں اور گٹھ کتروں کی کھیپ رکھا کریں۔ انشاء اللہ ہر دروازہ ان کے کھل سم سم کہنے پہ کھل جایا کرے گا۔

کھانے کے بعد چہل قدمی اطبائے قدیم کا حکم ہے، آپ کھانا کھانے کے بعد گھر سے باہر نکلیں تو اپنے قدم گننا شروع کر دیں جہاں چالیس ختم ہوں وہیں چارپائی بچھائی اور سو گئے اگر آپ گھر واپس آنا چاہیں تو بیس قدم آگے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بلیں قدم پیچھے چلیئے۔ مگر دیکھئے حساب میں غلطی نہ ہو کیونکہ معدے میں خلل پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

انگریز پہل قدمی نہیں کرتے شاید مختلف آب و ہوا کے باعث، لیکن وہ کھانا کھانے کے بعد "فورٹی ونکس" لگاتے ہیں، یعنی چالیس مرتبہ آنکھیں جھپکنے کے عرصہ تک قیلولہ کرتے ہیں خود آنکھیں نہیں جھپکتے، ان کی جگہ کوئی اور جھپکتا ہے وہ خود سوئے رہتے ہیں، جب "فورٹی ونکس" پوری ہو جاتی ہیں تو ان کو جگا دیا جاتا ہے۔

اور وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غار دل میں، اس کے متعلق کون نہیں جانتا۔

اب چھوٹے موٹے عدد ہیں، مثال کے طور پر انیس بیس کا فرق۔ یعنی کوئی فرق نہیں۔ لیکن بینک والے اسے نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک پائی کا فرق پہاڑ جتنا فرق ہوتا ہے۔ لیکن انہیں کون سمجھائے۔ وہ آنے پائیوں کے چکر میں اس قدر غرق رہتے ہیں کہ انہیں سمجھنے سمجھانے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

جو آدمی اکیس کا ہو اس کا مطلب ہے کہ وہ غالب ہے، اس کا پلّہ بھاری ہے، خواہ وہ صرف دس ہزار ہی کیوں نہ ہو۔

اگر آپ بتّیس دانتوں سے کسی کے لئے بددعا مانگیں تو وہ خدا کے حضور ضرور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قبول ہو گی لیکن اگر آپ کے ایک دو دانت جھڑ گئے ہیں تو بد دعا دینے کا خیال دماغ سے نکال دیجئے گا۔

چھتیس دھار کا دودھ ہے یعنی شیرِ مادر۔ اگر ایک دھار ادھر اُدھر ہو گئی تو ایک نہ ایک دن آپ کو چھٹی کا دودھ ضرور یاد آجائے گا۔

اگر آپ بدزبان ہیں تو آپ کی زبان محاورے کے مطابق یا تو دس ہاتھ کی ہونی چاہیئے یا دس گز کی۔ بہر حال جو صاحب یہ صفت رکھتے ہیں وہ اپنی زبان کی پیمائش کرا لیں۔

دس کے عدد نے نہ معلوم کیا گناہ کیا تھا کہ حکومت نے غریب کو بھاگنڈوں اور بدمعاشوں کے ساتھ منسوب کر دیا۔ دس نمبریئے کافی مشہور ہیں مگر اب کہ حکومت ان کے انسداد کی طرف مائل ہو رہی ہے شاید اس غریب عدد کی سُنی جائے۔

نو گزے کی قبر ہے جو قریب قریب ہر شہر میں موجود ہے، معلوم نہیں یہ کون صاحب تھے جو اتنا بڑا قد سنبھالے بیک وقت کئی شہروں میں قیام فرماتے رہے اور جب آپ نے انتقال فرمایا تو پورے نو گز قد کے ساتھ تمام شہروں میں ایک ہی وقت فرمایا۔

اچھا ——— اگر آپ رادھا سے ناچنے کے لئے کہیں تو آپ کے پاس پورے نو من تیل موجود ہونا چاہیئے۔ ایک چھٹانک کم ہوا تو وہ ناچنے سے انکار کر دیگی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور آپ کو دوست احباب کے سامنے خفّت اُٹھانی پڑے گی۔

نو نقد نہ تیرہ ادھار —— درست ہے، آپ کہئیے کہ میاں نو اور تیرہ کا قصّہ ختم کرو۔ مجھے چودہ کا ادھار دو تمہیں اسی حساب سے سترہ دے دوں گا، مگر ایسے بیوقوف کم ملتے ہیں۔

ایک کا عدد تھا۔ وہ خداوند تعالےٰ اجل جلالہٗ وحق شانہٗ نے یہ دُنیا بنانے ہی اپنے نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الاٹ کرا لیا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام دُوسرا خط

مکرمی و محترمی چچا جان۔

تسلیمات

عرصہ ہوا میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا ــــ آپ کی طرف سے تو اس کی کوئی رسید نہ آئی مگر کچھ دن ہوئے آپ کے سفارت خانے کے ایک صاحب جن کا اسمِ گرامی مجھے اس وقت یاد نہیں شام کو میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ ایک سوڈلیشی نوجوان بھی تھے۔ ان صاحبان سے جو گفتگو ہوئی، وہ میں مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔

اُن صاحب سے انگریزی میں مصافحہ ہوا۔ مجھے حیرت ہے چچا جان کہ وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام دُوسرا خط

مکرّمی و محترمی چچا جان۔

تسلیمات

عرصہ ہوا میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا ــــ آپ کی طرف سے تو اس کی کوئی رسید نہ آئی مگر کچھ دن ہوئے آپ کے سفارت خانے کے ایک صاحب جن کا اسم گرامی مجھے اس وقت یاد نہیں شام کو میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ ایک سودیشی نوجوان بھی تھے۔ اِن صاحبان سے جو گفتگو ہوئی، وہ میں مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔

اُن صاحب سے انگریزی میں مصافحہ ہوا۔ مجھے حیرت ہے چچا جان کہ وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انگریزی بولتے تھے۔ امریکی نہیں، جو میں ساری عمر نہیں سمجھ سکتا۔

بہرحال اُن سے آدھ پون گھنٹہ باتیں ہوئیں۔ وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے، جس طرح ہر امریکی پاکستانی یا ہندوستانی سے مل کر خوش ہوتا ہے ــــــ میں نے بھی یہی ظاہر کیا ہے کہ مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے سفید فام امریکنوں سے مل کر کوئی راحت یا مسرت نہیں ہوتی۔

آپ میری صاف گوئی کا بُرا نہ مانئے گا ــــــ پچھلی بڑی جنگ کے دوران میں میرا قیام بمبئی میں تھا۔ ایک روز مجھے بمبے سنٹرل (ریلوے اسٹیشن) جانے کا اتفاق ہُوا۔ اُن دنوں وہاں آپ ہی کے ملک کا دور دورہ تھا۔ بیچارے ٹامیوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا۔ بمبئی میں جتنی اینگلو انڈین یہودی اور پارسی لڑکیاں جو عصمت فروشی کو ازراہِ فیشن اختیار کئے ہوئے تھیں، امریکی فوجیوں کی بغل میں چلی گئیں۔

چچا جان، میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ جب آپ کے امریکہ کا کوئی فوجی کسی یہودن، پارسی یا اینگلو انڈین لڑکی کو اپنے ساتھ چمٹائے گذرتا تھا تو ٹامیوں کے سینے پر سانپ لوٹ لوٹ جاتے تھے۔

اصل میں آپ کی ہر ادا نرالی ہے ــــــ ہمارے فوجی کو تو یہاں اتنی تنخواہ ملتی ہے کہ وہ اُس کا آدھا پیٹ بھی نہیں بھر سکتی، مگر آپ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک معمولی چپڑاسی کو اتنی تنخواہ دیتے ہیں کہ اگر اُس کے دو پیٹ ہیں تو وہ اُن کو بھی ناک تک بھر دے۔

چچا جان، گستاخی معاف —— کیا یہ فراڈ تو نہیں —— آپ اتنا روپیہ کہاں سے لاتے ہیں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے، لیکن آپ جو کام کرتے ہیں، اُس میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نمائش ہی نمائش ہے —— ہو سکتا ہے کہ میں غلطی پہ ہوں مگر غلطیاں انسان ہی کرتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی انسان ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

میں کہاں سے کہاں چلا گیا —— بات بمبے سنٹرل ریلوے اسٹیشن کی تھی۔ میں نے وہاں آپ کے کئی فوجی دیکھے۔ اُن میں زیادہ تر سفید فام تھے —— کچھ سیاہ فام بھی تھے —— میں آپ سے یہ عرض کروں کہ یہ کالے فوجی، سفید فوجیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تنومند اور صحت مند تھے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے ملک کے لوگ اس کثرت سے چشمہ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ گوروں نے تو خیر چشمے لگائے ہوئے تھے لیکن کالوں نے بھی جنہیں آپ حبشی کہتے ہیں اور بوقتِ ضرورت "لنچ" کر دیتے ہیں، وہ کیوں عینک کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ سب آپ کی حکمتِ عملی ہے —— آپ چونکہ پانچ آزادیوں کے مدعی ہیں، اس لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنہیں آپ بڑی آسانی سے ہمیشہ کے لئے آرام کی نیند سلا سکتے ہیں اور سلاتے رہتے ہیں، ایک موقعہ دیا جائے کہ وہ آپ کی دنیا کو آپ کی عینک سے دیکھ سکیں۔

میں نے وہاں بمبے سنٹرل کے اسٹیشن پر ایک حبشی فوجی کو دیکھا۔ اس کے ڈنڈے بہت موٹے تھے ——— وہ اتنا تنومند تھا کہ میں ڈر کے مارے سکڑ کے آدھا ہو گیا۔ لیکن پھر بھی میں نے جرأت سے کام لیا۔

وہ اپنے سامان سے ٹیک لگائے سستا رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا۔ اس کی آنکھیں مندی ہوئی تھیں۔ میں نے بوٹ کے ذریعے سے آواز پیدا کی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو میں نے اس سے انگریزی میں کہا، جس کا مفہوم یہ تھا "میں یہاں سے گذر رہا تھا، لیکن آپ کی شخصیت دیکھ کر ٹھہر گیا" اس کے بعد میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

اس کالے کلوٹے فوجی نے جو چشمہ لگائے ہوئے تھا اپنا فولادی پنجہ میرے ہاتھ میں پیوست کر دیا۔ قریب تھا کہ میری ساری ہڈیاں چور چور ہو جائیں کہ میں نے اس سے التجا کی "خدا کے لئے ——— بس اتنا ہی کافی ہے"

اس کے کالے کالے اور موٹے موٹے ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی اور اس نے ٹھیٹ امریکی لہجے میں مجھ سے پوچھا "تم کون ہو؟"

میں نے اپنا ہاتھ سہلاتے ہوئے جواب دیا "میں یہاں کا باشندہ ہوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہاں اسٹیشن پر تم نظر آ گئے تو بے اختیار میرا جی چاہا کہ تم سے دو باتیں کرتا جاؤں۔"

اُس نے مجھ سے عجیب و غریب سوال کیا۔ "اتنے فوجی موجود ہیں ـــــ نہیں مجھ ہی سے ملنے کا شوق کیوں پیدا ہوا؟"

چچا جان سوال ٹیڑھا تھا۔ لیکن جواب خود بخود میری زبان پر آ گیا۔ میں نے اُس سے کہا "میں کالا ہوں، تم بھی کالے ہو ـــــ مجھے کالے آدمیوں سے پیار ہے۔"

وہ اور زیادہ مسکرایا ـــــ اُس کے کالے اور موٹے ہونٹ مجھے اتنے پیارے لگے کہ میرا جی چاہتا تھا کہ اُنہیں چوم لوں۔

چچا جان، آپ کے ہاں بڑی خوبصورت عورتیں ہیں۔ میں نے آپ کا ایک فلم دیکھا تھا ـــــ کیا نام تھا اس کا ـــــ ہاں یاد آ گیا ـــــ "بیارنگ بیوٹی" یہ فلم دیکھ کر میں نے اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ چچا جان اتنی خوبصورت ٹانگیں کہاں سے اکٹھی کر لائے ہیں۔"

میرا خیال ہے قریب قریب دو ڈھائی سو کے قریب تو ضرور ہوں گی ـــــ چچا جان، کیا واقعی آپ کے ملک میں ایسی ٹانگیں عام ہوتی ہیں؟ ـــــ اگر عام ہوتی ہیں، تو خدا کے لئے (اگر آپ خدا کو مانتے ہیں) تو ان کی نمائش کم از کم پاکستان میں بند کر دیجئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو سکتا ہے کہ یہاں آپ کی عورتوں کی ٹانگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ اچھی ٹانگیں ہوں — مگر چچا جان یہاں کوئی اُن کی نمائش نہیں کرتا۔ خدا کے لئے یہ سوچئے کہ ہم صرف اپنی بیوی ہی کی ٹانگیں دیکھتے ہیں، دوسری عورتوں کی ٹانگیں دیکھنا ہم اپنے آپ پر حرام سمجھتے ہیں — ہم بڑے 'ادرتھوڈوکس' قسم کے آدمی ہیں۔

بات کہاں سے نکلی تھی، کہاں چلی گئی — میں اس کی معذرت نہیں چاہتا کہ آپ ایسی ہی تحریر پسند کرتے ہیں۔

کہنا یہ تھا کہ آپ کے وہ صاحب جو یہاں کے قونصل خانے سے وابستہ ہیں، میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اُن کے لئے ایک افسانہ لکھوں۔ میں بہت متحیر ہُوا، اس لئے کہ مجھے انگریزی میں لکھنا آتا ہی نہیں۔ میں نے اُن سے عرض کی "جناب میں اُردو زبان کا رائٹر ہوں — میں انگریزی لکھنا نہیں جانتا۔"

اُنہوں نے فرمایا "مجھے اُردو میں چاہیئے — ہمارا ایک پرچہ ہے جو اُردو میں شائع ہوتا ہے۔"

میں نے اس کے بعد مزید تفتیش کی ضرورت نہ سمجھی اور کہا "میں حاضر ہوں۔"

اور خدا واحد ناظر ہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آپ کے کہنے پر تشریف لائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں، اور آپ نے انہیں میرا وہ خط پڑھا دیا تھا جو میں نے آپ کو لکھا تھا۔

خیر، اس قصے کو چھوڑ دیجیے ـــــ جب تک پاکستان کو گندم کی ضرورت ہے، میں آپ سے کوئی گستاخی نہیں کر سکتا ـــــ ویسے بحیثیت پاکستانی ہونے کے (حالانکہ میری حکومت مجھے اطاعت گذار نہیں سمجھتی) میری دعا ہے کہ خدا کرے کبھی آپ کو بھی باجرے اور "تک تک کے ساگ" کی ضرورت پڑے اور میں اگر اُس وقت زندہ ہوں تو آپ کو بھیج سکوں۔

اب سنئیے کہ اُن صاحب نے جن کو آپ نے بھیجا تھا مجھ سے پوچھا، "آپ ایک افسانے کے کتنے روپے لیں گے؟"

چچا جان، ممکن ہے آپ جھوٹ بولتے ہوں ـــــ اور آپ یقیناً بولتے ہیں، بطورِ فن ـــــ اور یہ فن مجھے ابھی تک نصیب نہیں ہوا

لیکن اُس روز میں نے ایک بلندی کے طور پر جھوٹ بولا اور اُن سے کہا "میں ایک افسانے کے لئے دو سو روپے لوں گا۔"

اب حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے ناشر مجھے ایک افسانے کے لئے زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس روپے دیتے ہیں۔ میں نے "دو سو روپیہ" تو کہہ دیا، لیکن مجھے اس احساس سے اندرونی طور پر سخت ندامت ہوئی کہ میں نے اتنا جھوٹ کیوں بولا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

لیکن چچا جان مجھے سخت حیرت ہوئی جب آپ کے بھیجے ہوئے صاحب نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو سکتا ہے کہ یہاں آپ کی عورتوں کی ٹانگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ اچھی ٹانگیں ہوں ــــ مگر چچا جان یہاں کوئی اُن کی نمائش نہیں کرتا۔ خدا کے لئے یہ سوچئے کہ ہم صرف اپنی بیوی ہی کی ٹانگیں دیکھتے ہیں، دوسری عورتوں کی ٹانگیں دیکھنا ہم اپنے آپ پر حرام سمجھتے ہیں ــــ ہم بڑے اور مقعود ڈکس قسم کے آدمی ہیں۔

بات کہاں سے نکلی تھی، کہاں چلی گئی ــــ میں اس کی معذرت نہیں چاہتا کہ آپ ایسی ہی تحریر پسند کرتے ہیں۔

کہنا یہ تھا کہ آپ کے وہ صاحب جو یہاں کے قونصل خانے سے وابستہ ہیں، میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اُن کے لئے ایک افسانہ لکھوں۔ میں بہت متحیّر ہوا، اس لئے کہ مجھے انگریزی میں لکھنا آتا ہی نہیں۔ میں نے اُن سے عرض کی "جناب میں اُردو زبان کا رائٹر ہوں ــــ میں انگریزی لکھنا نہیں جانتا۔"

اُنہوں نے فرمایا "مجھے اُردو میں چاہیئے ــــ ہمارا ایک پرچہ ہے جو اُردو میں شائع ہوتا ہے۔"

میں نے اس کے بعد مزید تفتیش کی ضرورت نہ سمجھی اور کہا "میں حاضر ہوں۔"

اور ہمارا واحد ناظر ہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آپ کے پر تشریف لائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں، اور آپ نے انہیں میرا وہ خط پڑھا دیا تھا جو میں نے آپ کو لکھا تھا۔

خیر، اس قصے کو چھوڑئیے —— جب تک پاکستان کو گندم کی ضرورت ہے، میں آپ سے کوئی گستاخی نہیں کر سکتا —— ویسے بحیثیت پاکستانی ہونے کے (حالانکہ میری حکومت مجھے اطاعت گذار نہیں سمجھتی) میری دعا ہے کہ خدا کرے کبھی آپ کو بھی باجرے اور "تک تک کے ساگ" کی ضرورت پڑے اور میں اگر اس وقت زندہ ہوں تو آپ کو بھیج سکوں۔

اب سنئے کہ اُن صاحب نے جن کو آپ نے بھیجا تھا مجھ سے پوچھا، "آپ ایک افسانے کے کتنے روپے لیں گے"؟

چچا جان، ممکن ہے آپ جھوٹ بولتے ہوں —— اور آپ یقیناً بولتے ہیں، بطورِ فن —— اور یہ فن مجھے ابھی تک نصیب نہیں ہوا لیکن اُس روز میں نے ایک بلندی کے طور پہ جھوٹ بولا اور اُن سے کہا "میں ایک افسانے کے لئے دو سو روپے لوں گا"!

اب حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے ناشر مجھے ایک افسانے کے لئے زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس روپے دیتے ہیں۔ میں نے "دو سو روپیہ" تو کہہ دیا، لیکن مجھے اس احساس سے اندرونی طور پر سخت ندامت ہوئی کہ میں نے اتنا جھوٹ کیوں بولا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

لیکن چچا جان مجھے سخت حیرت ہوئی جب آپ کے بھیجے ہوئے صاحب نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑی حیرت سے (معلوم نہیں، وہ مصنوعی تھی یا اصلی) فرمایا "صرف دو سو روپے ــــــ کم از کم ایک افسانے کے لئے پانچ سو روپے تو ہونے چاہئیں۔"

اب میں حیرت زدہ ہو گیا کہ ایک افسانے کے لئے پانچسو روپے ــــــ یہ تو میرے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ ــــــ لیکن میں اپنی بات سے کیسے ہٹ سکتا تھا ــــــ چنانچہ میں نے چچا جان، اُن سے کہا "صاحب دیکھئے، وہ سو روپے ہی ہوں گے ــــــ بس اب آپ اس کے متعلق زیادہ گفتگو نہ کیجئے۔"

وہ چلے گئے ــــــ شاید اس لئے کہ وہ سمجھ چکے تھے کہ میں نے پی رکھی ہے ــــــ وہ شراب جو میں پیتا ہوں، اُس کا ذکر میں اپنے پہلے خط میں کر چکا ہوں۔

چچا جان، مجھے حیرت ہے کہ میں اب تک زندہ ہوں ــــــ حالانکہ مجھے پانچ برس ہو گئے ہیں، یہاں کا کشیدہ زہر پیتے ہوئے ــــــ میرا خیال ہے اگر آپ یہاں تشریف لائیں، تو میں آپ کو یہ زہر پیش کرونگا۔ اُمید ہے آپ بھی میری طرح حیرت انگیز طور پر زندہ رہیں گے اور آپ کی پانچ آزادیاں بھی سلامت رہیں گی۔

خیر ــــــ اس قصے کو چھوڑیئے ــــــ دوسرے روز صبح سویرے جب کہ میں برآمدے میں شیو کر رہا تھا، آپکے وہی صاحب تشریف لائے مختصر سی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بات چیت ہوئی۔ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا "دیکھئے ــــ دو سو کی رٹ چھوڑیئے ــــ تین سو لے لیجئے۔"

میں نے کہا چلو ٹھیک ہے، چنانچہ میں نے اُن سے تین سو روپے لے لئے ــــ روپے جیب میں رکھنے کے بعد میں نے اُن سے کہا "میں نے آپ سے سو روپے زیادہ وصول کئے ہیں ــــ لیکن یہ واضح رہے کہ جو کچھ میں لکھوں گا، وہ آپ کی مرضی کے مطابق نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ اُس میں کسی قسم کے ردّ و بدل کا حق بھی میں آپ کو نہیں دوں گا۔"

وہ چلے گئے ــــ پھر نہیں آئے۔ چچا جان اگر آپ کے پاس پہنچے ہوں اور اُنہوں نے آپ کو کوئی رپورٹ پہنچائی ہو، تو از راہ کرم اپنے پاکستانی بھتیجے کو اُس سے ضرور مطلع فرما دیں۔

میں وہ تین سو روپے خرچ کر چکا ہوں ــــ اگر آپ واپس لینا چاہیں تو میں ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا کر دونگا۔

امید ہے کہ آپ اپنی پانچ آزادیوں سمیت خوش و خرم ہوں گے۔

خاکسار

آپ کا بھتیجا ــــ سعادت حسن منٹو

۳۱ لکشمی مینشنز ہال روڈ لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چند تصویرِ بُتاں — چند حسینوں کے خطوط

بُت نمبر ایک: بڑا طناز بُت ہے۔ کبھی اس کلب کی زینت رہتا ہے، کبھی اس کلب کی۔ اسے کلبوں کا بُت کہا جائے تو شاید زیادہ مناسب و موزوں ہو۔ پورٹ وائن نہیں پیتا۔ وسکی پیتا ہے۔ ساڑھی نہیں پہنتا، غرارہ پہنتا ہے۔ سُنا ہے اس کے پاس ایک ہزار غرارے ہیں۔

اس بُت کے سینکڑوں پجاری ہیں، زیادہ تر بڈھے، جن میں ریٹائرڈ کرنل اور میجر زیادہ ہیں، ان کے منہ میں دانت ہوتے ہیں نہ پیٹ میں آنت۔

اس بُت کا سوسائٹی میں بڑا نام ہے، لیکن بعض حاسد اس کے متعلق طرح طرح کے قصے منسوب کرتے رہتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حُلیہ:- اس بُت کا یہ ہے کہ ناک کلوپطرہ وادیٔ نیل کی ملکہ کی ناک سے
تین انچ بڑی ہے قد ساڑھے پانچ فٹ ہے۔ بال شب دیجور کی طرح سیاہ
ہیں۔ چہرہ بیضوی ہے جو ہر وقت (رات کو بھی) میکس فیکٹر کے میک اپ میں
چھپا رہتا ہے۔ اس لئے اس کے صحیح خد و خال صحیح طور پر ابھی تک معلوم نہیں
ہو سکے۔ اور نہ کبھی ہوں گے۔ کیونکہ سنا ہے کہ وہ عنقریب امریکہ جا کر اپنے
چہرے اور بدن پر پلاسٹک سرجری کرانے والا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ واپسی
پر اس کی ناک اور قد دونوں چھوٹے ہو جائیں۔ اس صورت میں اسے اپنے ایک ہزار
غراروں کا سائز چھوٹا کرانا پڑیگا۔

دانت سارے مصنوعی ہیں جن کی آب موتیوں کو بھی مات کرتی ہے لیکن
کلبوں کے باہر یہ افواہ اکثر گشت لگاتی رہتی ہے کہ اس کے اپنے دودھ کے
دانت نکل رہے ہیں۔

بُت نمبر ۵:- یہ کمسن بُت بلا کا پھرتیلا، غضب کا چنچل ہے۔ ابھی
میٹھا برس ہی لگا ہے لیکن وہ تین لمبی جستوں میں تلخ ترین برس تک پہنچ گیا
ہے۔

اسکول میں پڑھتا تھا کہ اس کی وجہ سے دو موٹروں میں ٹکر ہوئی۔ تین گدھے
زخمی ہوئے، ایک تانگہ پاش پاش ہو گیا۔ ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کے
چھرا گھونپا۔ اس گھائل لڑکے نے وہی چھرا تیسرے لڑکے کے سینے میں جا پیوست

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیا، تینوں وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اور یہ بُتِ کمسن ان کی بیوقوفی پہ پاس کھڑا ہنستا رہا۔

اسکول سے نکلا تو کالج پہنچتے ہی چند مہینوں میں اس کے جسم کے تمام خدوخال نمایاں ہو گئے، اس قدر نمایاں کہ بعض دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جو تا دمِ تحریر کھلی ہیں اور مُندنے میں نہیں آتیں۔

پہلے مہینے میں کالج کے صرف ایک لڑکے نے اس کو دس ہزار خط لکھے۔ اس کے بعد کالج کے ہر لڑکے نے اس کو خط لکھنے شروع کر دیئے، جن میں سے اس بُت نے ایک بھی نہیں پڑھا۔

دس لڑکوں نے اس کو اپنے خون سے بارہ بارہ خط لکھے، کالج کے پرنسپل کو معلوم ہوا تو اس نے دس لڑکوں کو ہسپتال بھیج دیا جہاں بلڈ بینک کے لئے ان میں سے ہر ایک کی رگوں سے چھ چھ اونس خون لیا گیا۔

اس بُتِ نابالغ نے دو لڑکوں کو دق میں مبتلا کر دیا اور بڑے افسوس کا اظہار کیا۔ چار لڑکے پاگل ہو گئے اس پر اس بُتِ بے خبر نے شدید افسوس کا اظہار کیا۔ جب ایک لڑکے نے خودکشی کر لی تو اس نے چار آنسو بہائے اور اپنے نینوں کے دوپٹے میں خشک کئے۔

اب بُتِ کمسن نے کچھ ہوش سنبھالا اور کالج کو خیرباد کہہ دیا —— اس کی باقاعدہ شادی کر دی گئی۔ مگر چھ مہینے بعد طلاق ہو گئی، عدت کے دن پورے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی نہ ہوئے تھے کہ دوسری شادی کر لی۔

حُلیہ۔ چھوٹا قد، سانولہ رنگ، گہرے بھورے بال، نقش تیکھے، گفتگو کا انداز شوخ و شنگ، دوپٹہ اور ساڑھی کا پلّو ہمیشہ ڈھلکا رہتا ہے۔

تیسرا بُت:۔ یہ بڑا سنگین بُت ہے، ٹھوس پتھّر کا بنا ہے۔۔ بڑے بڑے بُت شکنوں نے اس کو گرانے کی کوشش کی مگر یہ اپنی جگہ سے ایک اِنچ نہ ہلا۔ بڑے بڑے وزنی گرز بنائے گئے۔ ایٹم بم تیار کئے گئے مگر یہ اسی طرح اپنے پاؤں پر قائم رہا۔

ملک کے ایک نامی گرامی بُت شکن کو اپنے فن پہ بڑا ناز تھا۔ اس نے چار برس متواتر کوشش کی آخر کار اس بُت کے ساتھ اپنا سر پھوڑ کر مر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؛

حلیہ:۔ بہت معمولی شکل و صورت، ناک چپٹی، ماتھا تنگ، بال خشک اور کھردرے، جسم کے خدوخال بے کشش۔ لیکن آواز میں جادو ؛

چند حسینوں کے خطوط

پہلا خط

بھائی جان

سلام۔ میں کئی دن سے پریشان تھی۔ طرح طرح کے خیال ستاتے تھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوچتی تھی اُن کا خط کیوں نہ آیا — ذرا سی آہٹ ہوتی — ذرا سا کھٹکا ہوتا — تو بھاگتی لیٹر بکس کی طرف — پر ہائے ناکامی واپس لوٹتی۔

دیکھئے، میں ہاتھ جوڑتی ہوں اتنی دیر نہ لگایا کیجئے خط لکھنے میں — آپ نہیں جانتے میری طبیعت کتنی نازک ہے — مجھے جس سے اُنس پیدا ہو جائے — محبت بھی کہہ لیجئے — اُس کی خیر خیریت کے لئے بہت بیتاب رہتی ہوں — آپ سے تو مجھے خاص لگاؤ ہے۔

بہر حال آپ کا خط آیا۔ خوشیوں کا چاند دکھائی دیا۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ خداوند کریم کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

لیکن یہاں میرا حال ناگفتہ بہ ہے — میرے وہ تو اپنا علاج کرانے کے لئے اب دِلّی چلے گئے ہیں۔ جانے کب تک رہیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ دائم المریض ہیں — میری جان بڑے عذاب میں پھنسی ہوئی ہے — لیکن میں آپ کو ان باتوں سے کیوں رنجیدہ کروں۔

کیا آپ کبھی ادھر نہیں آ سکتے — ویسے تو پردہ کرتی ہوں، لیکن پھر بھی کسی نہ کسی طرح دل بہل جائے گا میرا۔

میں آج کل کچھ بیمار رہنے لگی ہوں — کیا آپ کوئی علاج تجویز کر سکتے ہیں؟

اس خط کے جواب میں دیر نہ لگائیے گا۔ ورنہ مجھے دل کے دورے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پڑنے شروع ہو جائیں گے۔

آپ کی.........

دوسرا خط

لیفٹننٹ صاحب۔

تم اتنے بے رحم کیوں بنتے جا رہے ہو۔ اتنی مصروفیت بھی کیا کہ ادھر کا رخ ہی نہ کرو۔
میں تمہارے جذبات بخوبی سمجھتی ہوں۔ لیکن میری مجبوریاں بھی تم پر اچھی طرح واضح ہیں۔
اب کی ہم پھر مری جا رہے ہیں۔ تم اور کچھ نہیں تو چھ سات روز کی چھٹیاں لے کر وہاں ضرور آؤ۔ بڑے ہنگامے رہیں گے۔
میری بھتیجیاں بھی وہاں ہوں گی۔ اسی برس تعلیم سے فارغ ہوئی ہیں — تم ان سے مل کر یقیناً خوش ہو گے اور تم سے مل کر مجھے.........
کیا آؤ گے؟ — نہیں تم ضرور آؤ گے۔
میں نے تمہارے لئے ایک نیا تحفہ بنوا کے رکھا ہے — آؤ اور لے لو۔

تمہاری.......

تیسرا خط

مسٹر!

تم کیوں نہیں سمجھتے کہ تمہاری خط و کتابت مجھے سخت ناپسند ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تمہاری یہ حرکت صرف ناشائستہ ہی نہیں احمقانہ بھی ہے —— تم نے مجھے آخر کیا سمجھ رکھا ہے —— فلرٹ ؟

تم مجھے اب آئندہ کوئی خط نہ لکھا کرو۔ کہ مجبوراً مجھے جواب دینا پڑتا ہے —— اب آخری بار سن لو کہ مجھے تمہاری شاعری اچھی لگتی ہے ، نہ تمہاری مصوری۔

معلوم نہیں کیوں لوگ تمہیں بہت بڑا مصور مانتے ہیں ۔ مجھے یہ بھی حیرت ہے ، میرے نام سے تمہاری بنائی ہوئی پینٹنگ کیوں مقابلے میں اوّل نمبر پہ آئی ۔

بہر حال آخری بار سن لو کہ یہ میرا آخری خط ہے —— میں ایک شریف لڑکی ہوں اس نوعیت کی خط و کتابت سے مجھے نفرت ہے ۔

اے ۔ بی ۔ سی ۔

چوتھا خط

پیارے ساتھی !

کل اور پرسوں میں بہت مشغول رہی ۔ میری بڑی بہن کی شادی تھی ۔ میں نہیں کیا بتاؤں کتنی رونق تھی اور کن لفظوں میں بیان کروں کہ میری بہن دلہن کے لباس میں کتنی سج رہی تھی ۔ خدا کی قسم چندے آفتاب چندے ماہتاب تھی ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

برات میں وہ دھوم دھڑکا ہوا کہ اللہ کی پناہ۔ وہ شور و غل تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن پھر بھی یہ سب کچھ بہت دلچسپ تھا۔ اپنے اندر بے پناہ خاموشیاں لئے۔ ایسی خاموشیاں جو........

ڈھولک پر ہم لڑکیوں نے تمام فلموں کے گیت گا دیئے۔ میں تمہیں شاید پہلے بھی لکھ چکی ہوں کہ میری آواز سُریلی ہے۔ میں اپنی ہمجولیوں سے بالکل الگ تھلگ معلوم ہوتی تھی۔

دولہا بھائی بہت خوبصورت ہیں ـــــ میں نے جب ان کی تعریف کی تو وہ مسکرا کر میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگے ـــــ میں شرما گئی۔

میری تمہاری خط و کتابت شروع ہوئے قریب ایک برس ہو چکا ہے ـــــ یہ قلمی دوستی بھی عجیب ہوتی ہے ـــــ کچھ لکھتے لکھتے رک گئی ہوں۔

تمہاری عمر تمہارے کہنے کے مطابق گیارہ برس کی ہے اور میری میرے کہنے کے مطابق دس برس کی۔

خیر ہم دونوں کیا سمجھے ـــــ لیکن میں کہنا کیا چاہتی ہوں؟

تم چھوٹے ہو ـــــ پرلے درجے کے ـــــ مجھے تمہارے متعلق سب کچھ معلوم ہو چکا ہے ـــــ تم لا کالج میں پڑھتے ـــــ اب کرو انکار؟ ـــــ اور چشمہ لگاتے ہو۔ تمہاری عمر ماشاء اللہ چوبیس برس کی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

—— آخر تم نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا۔ کیا محض بچہ بن کر کسی چھوٹی سی بچی سے باتیں کرنے کے لئے ؟

لیکن یہ باتیں کس منہ سے کہہ رہی ہوں —— مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم بھی میرے متعلق سب کچھ جان چکے ہو —— مجھے تم سے ...... نہیں میں یہ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن مجھے غصہ ضرور ہے کہ تم نے مجھے اتنی دیر غافل رکھا اور خود سب کچھ جانتے ہوئے مزہ لیتے رہے —— ہائے جب میں سوچتی ہوں کہ میرے لکھے ہوئے خط تم کس طرح مسکرا مسکرا کر پڑھتے ہو گے تو ایمان سے میں جل بھن جاتی ہوں۔ خدا ہی تمہیں سمجھے۔

اور تم کیسے بن کے لکھتے تھے، جیسے سچ مچ نویں جماعت کے طالبعلم ہو ——

میں نے تمہارے سارے خط سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن تمہیں میری قسم —— میرے تمام خط آج ہی جلا دو —— اگر تم نے نہ جلائے تو میں کبھی تم سے نہیں بولوں گی۔

اور کیا لکھوں —— کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

اچھا، تم اپنی تصویر بھیجو —— لیکن دوسرے پتے سے جو کہ میں نے خط کے کونے میں لکھ دیا ہے، یہ یاد رہے کہ میں اپنی تصویر کبھی نہیں بھیجوں گی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میرا خیال ہے کہ ہمیں خط و کتابت اسی طرح جاری رکھنی چاہیئے ــــ
یعنی اسی بچپن کے انداز میں ــــ تمہارا کیا خیال ہے ــــ اب اس میں
زیادہ مزا آئے گا ــــ تمہارا کیا خیال ہے!
یہ مت خیال کرنا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔

تمہاری سہیلی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام تیسرا خط

چچا جان تسلیمات ۔

بہت مدت کے بعد آپ کو مخاطب کر رہا ہوں ۔ میں در اصل بیمار تھا۔ علاج اس کا دہی وہی آبِ نشاط انگیز تھا ساقی، مگر معلوم ہوا کہ یہ محض شاعری ہی شاعری ہے ۔ معلوم نہیں ساقی کس جانور کا نام ہے آپ لوگ تو اسے عمر خیام کی رباعیوں والی حسین و جمیل فتنہ ادا اور عشوہ طراز معشوقہ کہتے ہیں ۔ جو بلور کی نازک گردن صراحیوں سے اُس خوش قسمت شاعر کو جام بھر بھر کے دیتی تھی ---- مگر یہاں تو کوئی مونچھوں والا بدشکل لونڈا بھی اس کام کے لئے نہیں ملتا ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہاں سے حسن بالکل رفو چکر ہو گیا ہے۔ عورتیں پردے سے باہر تو آئی ہیں، مگر انہیں دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ وہ پردے کے پیچھے ہی رہتیں تو اچھا تھا۔ آپ کے میکس فیکٹر نے ان کا حلیہ اور بھی مسخ کر کے رکھ دیا ہے ——— آپ مفت گندم بھیجتے ہیں، مفت لٹریچر بھیجتے ہیں، مفت ہتھیار بھیجتے ہیں۔ کیوں نہیں آپ سو دو سو خوبصورت امریکی لڑکیاں یہاں روانہ کر دیتے جو ساقی گری کے فرائض بطریق احسن انجام دیں۔

میں اپنی بیماری کا ذکر کر رہا تھا ——— اس کا باعث وہی خانہ ساز شراب تھی ——— اللہ اس خانہ خراب کا خانہ خراب کرے۔ زہر ہے لیکن نہایت تمام قسم کا۔ سب کچھ جانتا تھا سب کچھ سمجھتا تھا مگر ———

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جانے اس عطار کے لونڈے میں کیا کشش تھی کہ حضرت میر اسی سے دوا لیتے رہے، حالانکہ وہی ان کے مرض کا باعث تھا۔ یہاں میں جس شراب فروش سے شراب لیتا ہوں وہ تو مجھ سے بھی کہیں زیادہ مریض ہے۔ میں تو اپنی سخت جانی کی وجہ سے بچ گیا لیکن اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

تین مہینے ہسپتال میں رہا ہوں۔ جنرل وارڈ میں تھا۔ مجھے وہاں آپ کی کوئی امریکی امداد نہ ملی۔ میرا خیال ہے آپ کو میری بیماری کی کوئی اطلاع نہیں ملی ورنہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ ضرور وہاں سے دو تین پیٹیاں بیڑا مائی سین کی روانہ کر دیتے۔ اور ثواب دارین حاصل کرتے۔

ہماری فورن پبلسٹی بہت کمزور ہے اس کے علاوہ ہماری حکومت کو ادیبوں شاعروں اور مصوّروں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ آخر ؎

کس کس کی حاجت روا کرے کوئی

ہماری پچھلی مرحوم گورنمنٹ تھی۔ جنگ شروع ہوئی تو انگریز بہادر نے فردوسیِ اسلام حفیظ جالندھری کو سونگ پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ کا ڈائرکٹر بنا کر ایک ہزار روپیہ ماہوار مقرر کر دیا، پاکستان بنا تو اس کو صرف ایک کوٹھی اور شاید ایک پرمٹ الاٹ ہوا۔ اب بیچارہ اخباروں میں اپنا رونا رو رہا ہے کہ ترانہ کمیٹی نے اس کو نکال باہر کیا۔ حالانکہ سارے پاکستان میں اکیلا وہی شاعر ہے جو دنیا کی اس سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے لئے قومی ترانہ لکھ سکتا ہے اور اس کی دھن بھی تخلیق کر سکتا ہے۔

اس نے اپنی انگریز بیوی کو طلاق دے دی ہے، اس لئے کہ انگریزوں کا زمانہ ہی نہیں رہا۔ اب سنا ہے کسی امریکی بیوی کی تلاش میں ہے۔ چچا جان! خدا کے لئے اس کی مدد کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ غریب کی عاقبت خراب ہو۔

آپ کے یوں تو لاکھوں اور کروڑوں بھتیجے ہیں، لیکن مجھ ایسا بھتیجا آپ کو ایٹم بم کی روشنی میں بھی کہیں نہیں ملے گا۔ قبلہ کبھی ادھر بھی توجہ کیجئے۔ بس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی ایک نظرِ التفات کافی ہے۔ صرف اتنا اعلان کر دیجئے کہ آپ کا ملک (خدا اسے رہتی دنیا تک سلامت رکھے) صرف اُسی صورت میں میرے ملک کو (خدا اس کے شراب کشید کرنے والے کارخانوں کو نیست و نابود کرے) فوجی امداد دینے کے لئے تیار ہو گا۔ اگر سعادت منٹو آپ کے حوالے کر دیا جائے۔

یہاں میری وقعت ایک دم بہت بڑھ جائے گی۔ میں اس اعلان کے بعد شمع معمے اور ڈائرکٹ معمے حل کرنا بند کر دوں گا۔ بڑی بڑی شخصیتیں میرے غریب خانے پر آئیں گی۔ میں آپ سے بذریعہ ہوائی ڈاک ٹھیٹ امریکی مسکراہٹ منگوا کر اپنے ہونٹوں پہ لگاؤں گا اور اس کے ساتھ ان کا استقبال کرونگا۔

اس مسکراہٹ کے ہزار معنی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر "آپ نرے کھرے گدھے ہیں" —— "آپ پرلے درجے کے ذہین آدمی ہیں" "آپ سے مل کر مجھے بہت کوفت ہوئی" —— "آپ سے مل کر مجھے بیحد مسرت حاصل ہوئی" —— "آپ امریکہ کی بنی ہوئی لپسٹک ہیں" —— "آپ پاکستان کی بنی ہوئی ماچس ہیں" —— "آپ عرفِ گاؤ زبان ہیں" —— "آپ کوکو کولا ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

میں رہنا پاکستان ہی میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی خاک بہت عزیز ہے جو میرے پھیپھڑوں میں مستقل جگہ بنا چکی ہے۔ لیکن میں آپ کے ملک میں ضرور آؤنگا اس لئے کہ میں اپنا کایا کلپ کرانا چاہتا ہوں پھیپھڑے چھوڑ کر میں اپنے تمام

باقی اعضا آپ کے ماہروں کے سپرد کر دونگا اور ان سے کہونگا کہ وہ انہیں امریکی طرز کا بنا دیں۔

مجھے امریکی چال ڈھال بہت پسند ہے۔ اس لئے کہ چال ڈھال کا کام دیتی ہے اور ڈھال چال کا۔ آپ کی بش شرٹ کا نیا ڈیزائن بھی مجھے بہت بھاتا ہے۔ ڈیزائن کا ڈیزائن اور اشتہار کا اشتہار۔ ہر روز یہاں آپکے دفتر میں گئے۔ مطلب کی یعنی پروپیگنڈے کی چیزیں اس پر چھپوائیں اور ادھر اُدھر گھومتے پھرے۔ کبھی شیزان میں جا بیٹھے۔ کبھی کافی ہاؤس میں اور کبھی چینیز لنچ ہوم میں۔

پھر میں ایک پیکارڈ چاہتا ہوں، تا کہ جب میں یہ بش شرٹ پہنے۔ منہ میں آپ کا تحفے کے طور پر دیا ہوا پائپ دبائے مال پر سے گذروں تو لاہور کے سب ترقی پسند اور غیر ترقی پسند ادیبوں کو محسوس ہو کہ وہ سارا وقت بھاڑ ہی جھونکتے رہے تھے۔

لیکن دیکھئے چچا جان، اس کے پٹرول کا بندوبست آپ ہی کو کرنا پڑیگا۔ ویسے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ پیکارڈ ملتے ہی میں ایک افسانہ لکھونگا جس کا عنوان "ایران کا نو من تیل اور رادھا" — یقین مانئے اس افسانے کے شائع ہوتے ہی ایران کے تیل کا سارا ٹنٹا ہی ختم ہو جائے گا اور مولانا ظفر علی خاں کو جو ابھی تک بقیدِ حیات ہیں اپنے اس شعر میں مناسب و موزوں ترمیم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرنا پڑے گی۔ ؎

وائے ناکامی کہ چشتے نیل کے سوکھے تمام
نے سکے لانڈ جارج جب بھلے گے کنسٹر ٹین کا

ایک چھوٹا سا، ننھا منا ایٹم بم تو میں آپ سے ضرور لوں گا۔ میرے دل میں مدت سے یہ خواہش دبی پڑی ہے کہ میں اپنی زندگی میں ایک نیک کام کر دوں ——— آپ پوچھیں گے، یہ نیک کام کیا ہے۔

آپ نے تو ہیر کئی نیک کام کئے ہیں اور بدستور کئے جا رہے ہیں۔ آپ نے ہیروشیما کو صفحہ ہستی سے نابود کیا۔ ناگاساکی کو دھوئیں اور گرد و غبار میں تبدیل کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے جاپان میں لاکھوں امریکی بچے پیدا کئے۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ——— میں ایک ڈرائی کلین کرنے والے کو مارنا چاہتا ہوں۔ ہمارے یہاں بعض مولوی قسم کے حضرات پیشاب کرتے ہیں تو ڈھیلا لگاتے ہیں ——— مگر آپ کیا سمجھیں گے ——— بہر حال معاملہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد وہ صفائی کی خاطر کوئی ڈھیلا اُٹھاتے ہیں اور شلوار کے اندر ہاتھ ڈال کر سر بازار ڈرائی کلین کرتے چلتے پھرتے ہیں۔

میں بس یہ چاہتا ہوں کہ جونہی مجھے کوئی ایسا آدمی نظر آئے، جیب سے آپ کا دیا ہوا یعنی ایچر ایٹم بم نکالوں اور اس پر دے ماروں تاکہ وہ ڈھیلے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سمیت دھواں بن کر اُڑ جائے۔

ہمارے ساتھ فوجی امداد کا معاہدہ بڑی معرکے کی چیز ہے اس پر قائم رہیئے گا۔ ادھر ہندوستان کے ساتھ بھی ایسا ہی رشتہ استوار کر لیجئے۔ دونوں کو پرانے ہتھیار بھیجئے، کیونکہ اب تو آپ نے وہ تمام ہتھیار کنڈم کر دیئے ہوں گے جو آپ نے پچھلی جنگ میں استعمال کئے تھے۔ آپ کا یہ فالتو اسلحہ ٹھکانے لگ جائیگا اور آپ کے کارخانے بیکار نہیں رہیں گے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کشمیری ہیں۔ ان کو تحفے کے طور پر ایک ایسی بندوق ضرور بھیجئے گا جو دھوپ میں رکھنے سے ٹھس کرے۔ کشمیری میں بھی ہوں، مگر مسلمان ہوں نے اپنے لئے آپ سے ننھا منا ایٹم بم مانگ لیا ہے۔

ایک بات اور ——— یہاں دستور بننے ہی میں نہیں آتا۔ خدا کے لئے آپ وہاں سے کوئی ماہر جلد از جلد روانہ کیجئے۔ قوم بغیر ترانے کے تو چل سکتی ہے لیکن دستور کے بغیر نہیں چل سکتی ——— لیکن آپ چاہیں تو بابا چل بھی سکتی ہے ——

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک اور بات۔ یہ خط ملتے ہی امریکی ماچسوں کا ایک جہاز روانہ کر دیجئے۔ یہاں جو ماچس بنی ہے، اس کو جلانے کے لئے ایرانی ماچس خریدنی پڑتی ہے۔ لیکن آدھی ختم ہونے کے بعد یہ بیکار ہو جاتی ہے، اور تیلیاں جلانے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لئے روسی ماچس لینا پڑتی ہے جو پٹاخے زیادہ چھوڑتی ہے۔ جلتی کم ہے۔

امریکی گرم کوٹ بہت خوب ہیں۔ لنڈا بازار ان کے بغیر بالکل ٹھنڈا تھا۔ مگر آپ نیلونیں کیوں نہیں بھیجتے۔ کیا آپ نیلونیں نہیں اُتارتے ــــ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان روانہ کر دیتے ہوں ــــ آپ بڑے کائیاں ہیں، ضرور کوئی بات ہے۔ ادھر کوٹ بھیجتے ہیں، اُدھر نیلونیں، جب لڑائی ہوگی تو آپ کے کوٹ اور آپ ہی کی نیلونیں، آپ ہی کے بھیجے ہوئے ہتھیاروں سے لڑیں گی۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ چارلی چیپلن اپنے امریکی شہریت کے حقوق سے دست بردار ہو گیا ہے ــــ اس مسخرے کو کیا سوجھی۔ ضرور اس کو کمیونزم ہو گیا ہے، ورنہ ساری عمر آپ کے ملک میں رہا۔ یہیں اس نے نام کمایا، یہیں اس نے دولت حاصل کی۔ کیا اسے وہ وقت یاد نہ رہا جب لندن کے گلی کوچوں میں بھیک مانگتا پھرتا تھا اور کوئی پوچھتا نہیں تھا۔

روس چلا جاتا ــــــــ لیکن وہاں مسخروں کی کیا کمی ہے۔ چلو انگلستان ہی میں رہے اور کچھ نہیں تو وہاں کے رہنے والوں کو امریکیوں کا سا کھل کے ہنسنا تو آ جائے گا اور وہ جو ہر وقت اپنے چہروں پہ سنجیدگی اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طہارت کا غلاف چڑھائے دکھنے نہیں، کچھ تو اپنی جگہ سے ہٹے گا۔

اچھا، میں اب خط کو بند کرتا ہوں۔

بیدی لا مار کو فری اسٹائل کا ایک بوسہ۔

خاکسار

سعادت حسن منٹو

۱۵ ر مارچ ۱۹۵۴ء

۳۱ لکشمی مینشنز ہال روڈ، لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باتیں

بمبئی آیا تھا کہ چند روز اپنے دوستوں کے ساتھ گزاروں گا اور اپنے تھکے ہوئے دماغ کو کچھ آرام پہنچاؤں گا۔ مگر یہاں پہنچتے ہی وہ جھٹکے لگے کہ راتوں کی نیند تک حرام ہو گئی۔

سیاسیات سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ لیڈروں اور دوا فروشوں کو میں ایک ہی زمرے میں شمار کرتا ہوں۔ لیڈری اور دوا فروشی یہ دونوں پیشے ہیں۔ دوا فروش اور لیڈر دونوں دوسروں کے نسخے استعمال کرتے ہیں۔ خیر کہنا یہ ہے کہ سیاسیات سے مجھے اتنی ہی دلچسپی ہے، جتنی گاندھی جی کو سینما سے۔ گاندھی جی سینما نہیں دیکھتے، میں اخبار نہیں پڑھتا۔ اصل میں، ہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دونوں غلطی کرتے ہیں۔ گاندھی جی کو فلم ضرور دیکھنے چاہئیں اور مجھے اخبار ضرور پڑھنے چاہئیں۔

خیر صاحب بمبئی پہنچا، وہی بازار تھے وہی گلیاں تھیں۔ جن کے پتھروں پر پانچ برس میرے نقشِ قدم بکھرتے رہے تھے، وہی بمبئی تھی جہاں میں دو ہندو مسلم فساد دیکھ چکا تھا، وہی خوبصورت شہر تھا جس کے اندر میں نے کئی بے گناہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے خون کے چھینٹے اُڑتے دیکھے تھے، وہی جگہ تھی جہاں کانگرس نے امتناعِ شراب کا قانون پاس کر کے ان ہزارہا مزدوروں کو بیکار کر دیا تھا جو تاڑی نکالتے تھے۔ وہی مقام تھا جہاں میں نے دھوبیوں کو بارہ بارہ گھنٹے پانی میں کھڑے رہتے تھے۔ رات کو اپنے جسم میں گرمی پیدا کرنے کے لئے زہریلی اسپرٹ پیتے دیکھا تھا۔ وہی عروس البلاد تھی جس کے گھونگھٹ کا ایک حصّہ حریری ہے اور دوسرا موٹے اور کھردرے ٹاٹ کا۔ وہی بمبئی تھا جہاں اونچی اُونچی خوبصورت عمارات کے قدموں میں فٹ پاتھوں پر ہزارہا مخلوق رات کو سوتی ہے۔

دو ہندو مسلم فساد اس شہر میں دیکھ چکا ہوں۔ بنائے فساد وہی تھی، پرانی، مندر اور مسجد ــــ گائے اور سوٗر، مندر اور مسجد اینٹوں کا ڈھیر، گائے اور سوٗر گوشت کا ڈھیر ــــ پر اس دفعہ ایک نیا فساد دیکھنے میں آیا۔ ہندو مسلم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فساد نہیں، مندر اور مسجد کا جھگڑا نہیں اگائے اور سور کا قضیہ نہیں، ایک نئے قسم کا ہلڑ، ایک نئے قسم کا طوفان جو بمبئی میں چھڑ رہا ہے۔

ایک روز ٹیلیفون پر کسی صاحب نے مجھے بتایا کہ رات رات میں کانگرس کے تمام لیڈر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ گاندھی جی سمیت جو کانگرس کے ممبر نہیں ہیں۔ . . . . میں نے کہا، اچھا بھئی گرفتار کر لئے گئے ہیں تو ٹھیک ہے۔ یہ لوگ گرفتار اور رہا ہوتے ہی رہتے ہیں مجھے کوئی اچنبھا نہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے ایک دوست نے رنگ کیا تو معلوم ہوا کہ شہر بھر میں ہلڑ مچ گیا ہے، پولیس نے لاٹھی چارج کیا ہے، گولی چلائی ہے، فوج بلائی گئی ہے۔ بازاروں میں ٹینک چل رہے ہیں۔ دو تین روز تک میں گھر سے باہر نہ نکل سکا، اخبار پڑھتا رہا اور لوگوں سے بھانت بھانت کی خبریں سنتا رہا۔

مسلم لیگ مسجد ہے، کانگرس مندر ہے۔ لوگوں کا یہی خیال ہے، اخبار بھی یہی کہتے ہیں، کانگرس سوراج چاہتی ہے مسلم لیگ بھی۔ لیکن دونوں کے رستے جدا جدا ہیں۔ دونوں مل جل کر کام نہیں کرتے اس لئے کہ مندر اور مسجد ساخت کے اعتبار سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے۔ میرا خیال تھا کہ یہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جو فساد ہو رہا ہے اس میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مصروف پیکار
ہو جائیں گے اور ان دونوں کے خون کا ملاپ جو مندروں اور مسجدوں میں
نہیں ہوتا۔ موریوں اور بدروؤں میں ہوگا۔ مگر مجھے بہت تعجب ہوا جب میرا
یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوا۔

ماہم کی طرف ایک لمبی سڑک جاتی ہے۔ سڑک کے آخری سرے پہ مسلمانوں
کی مشہور خانقاہ ہے۔ مسلمان مردہ پرست مشہور ہیں۔ جب بلوہ شروع ہوا اور
شہر کے اس حصے تک پہنچ گیا۔ لڑکوں اور بچوں نے فٹ پاتھ کے درخت
اکھیڑ اکھیڑ کر بازار میں رکھنے شروع کئے۔ تو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔
چند ہندو لڑکے لوہے کا ایک جنگلہ گھسیٹ کر اس طرف لے جانے لگے
جدھر خانقاہ ہے۔ چند مسلمان آگے بڑھے۔ ان میں سے ایک نے بڑی
آہستگی سے ان لڑکوں سے کہا "دیکھو بھئی ادھر مت آؤ — یہاں سے
پاکستان شروع ہوتا ہے" سڑک پر ایک لکیر کھینچ دی گئی۔ چنانچہ بلوہ پسند
لڑکے چپ چاپ اس جنگلے کو اٹھا کر دوسری طرف لے گئے۔ کہتے ہیں کہ
"پاکستان" کی طرف پھر کسی کافر نے رخ نہ کیا۔

بھنڈی بازار مسلمانوں کا علاقہ ہے۔ وہاں کوئی شورش نہ ہوئی۔ مسلمان —

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ مسلمان جو ہندو مسلم فساد میں سب سے پیش پیش ہوتے تھے اب ہوٹلوں میں چائے کی پیالیاں سامنے رکھ کر فساد کی باتیں کرتے تھے اور ٹھنڈی سانسیں بھرتے تھے۔ میں نے ایک مسلمان کو اپنے دوست سے کہتے سنا "ہمارے جناح صاحب دیکھئے ہمیں کب آرڈر دیتے ہیں"۔

ایک بلوے کا لطیفہ سنئے!

ایک سڑک پر ایک انگریز اپنی موٹر میں جارہا تھا۔ چند آدمیوں نے اس کی موٹر روک لی۔ انگریز بہت گھبرایا کہ نہ معلوم یہ سر پھرے لوگ اس کے ساتھ کس قسم کا وحشیانہ سلوک کریں گے مگر اس کو حیرت ہوئی جب ایک آدمی نے اس سے کہا۔ دیکھو اپنے شوفر کو پیچھے بٹھاؤ اور خود اپنی موٹر ڈرائیو کرو۔ تم نوکر بنو اور اس کو اپنا آقا بناؤ۔

انگریز پیچھے سے اگلی سیٹ پر چلا گیا۔ اس کا شوفر بوکھلایا ہوا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بلوہ پسند لوگ اتنی سی بات پر خوش ہو گئے۔ انگریز کی جان میں جان آئی کہ چلو سستے چھوٹ گئے۔

ایک جگہ بمبئی کے ایک اردو فلمی اخبار کے ایڈیٹر صاحب پیدل جا رہے تھے۔ بل ڈول کرنے کی خاطر انہوں نے سوٹ پہن رکھا تھا، ہیٹ بھی لگی تھی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹائی بھی موجود تھی۔ چند فسادیوں نے انہیں روک کر کہا "یہ ہیٹ اور ٹائی اُتار کر ہمارے حوالے کر دو" ایڈیٹر صاحب نے ڈر کے مارے یہ دونوں چیزیں ان کے حوالے کر دیں جو فوراً دہکتے ہوئے الاؤ میں جھونک دی گئیں۔ اس کے بعد ایک نے ایڈیٹر صاحب کا سوٹ دیکھ کر کہا "یہ بھی تو انگریزی ہے اسے کیا نہیں اتروانا چاہیئے" ایڈیٹر صاحب سٹپٹائے کہ اب کیا ہوگا، انہوں نے بڑی لجاجت کے ساتھ ان لوگوں سے کہا "دیکھو میرے پاس صرف یہی ایک سوٹ ہے جسے پہن کر میں فلم کمپنیوں میں جاتا ہوں اور مالکوں سے مل کر اشتہار وصول کرتا ہوں، تم اسے جلا دو گے تو میں تباہ ہو جاؤں گا، میری ساری بزنس برباد ہو جائے گی"!

ایڈیٹر صاحب کی آنکھوں میں جب ان لوگوں نے آنسو دیکھے تو پتلون اور کوٹ ان کے بدن پر سلامت رہنے دیا۔

جس محلّے میں مَیں رہتا ہوں وہاں کرسچین زیادہ آباد ہیں، ہر رنگ کے کرسچین، سیاہ فام کرسچینوں سے لیکر گورے چٹّے تک۔ آپ کو تمام شیڈ یہاں مل جائینگے جامنی رنگ کے کرسچین بھی میں نے یہاں دیکھے ہیں۔ جو خود کو ہندوستان کی فاتح قوم یعنی انگریزوں میں شمار کرتے ہیں۔

اس بلوے میں ان لوگوں کا میں نے بُرا حال دیکھا۔ پتلونوں میں مردوں

کی اور سکرٹس میں عورتوں کی ننگی ٹانگیں کا پنپنی تھیں۔ جب فساد کی خبریں آتی تھیں ـــــ ڈر کے مارے مردوں نے ہیٹ لگانے چھوڑ دیئے، ٹائیاں گلے سے الگ کر دیں۔ عورتوں نے سکرٹس اور فراک پہننے چھوڑ دیئے اور ساڑھیاں پہننا شروع کر دیں ؛

ہندو مسلم فساد کے دنوں میں ہم لوگ جب باہر کسی کام سے نکلتے تھے تو اپنے ساتھ دو ٹوپیاں رکھتے تھے۔ ایک ہندو کیپ اور دوسری رومی ٹوپی۔ جب مسلمانوں کے محلے سے گذرتے تھے تو رومی ٹوپی پہن لیتے تھے اور جب ہندوؤں کے محلّے میں جاتے تھے۔ تو ہندو کیپ لگا لیتے تھے ـــــ اس فساد میں ہم لوگوں نے گاندھی کیپ خریدی۔ یہ ہم جیب میں رکھ لیتے تھے۔ جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوتی تھی جھٹ سے پہن لیتے تھے۔ پہلے مذہب سینوں میں ہوتا تھا آج کل ٹوپیوں میں ہوتا ہے۔ سیاست بھی اب ان ٹوپیوں میں چلی آئی ہے ـــــ زندہ باد ٹوپیاں !

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام چوتھا خط

۳۱ لکشمی مینشنز

مال روڈ لاہور۔ پاکستان

چچا جان۔ آداب و نیاز

ابھی چند روز ہوئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا۔ اب یہ دوسرا لکھ رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جوں جوں آپ کی پاکستان کو فوجی امداد دینے کی بات پختہ ہو رہی ہے میری عقیدت اور سعادت مندی بڑھ رہی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو ہر روز خط لکھا کروں۔

ہندوستان لاکھ ٹاپا کرے۔ آپ پاکستان سے فوجی امداد کا معاہدہ ضرور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کریں گے۔ اس لئے کہ آپ کو اس دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے استحکام کی بہت زیادہ فکر ہے اور کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہاں کا مُلّا روس کے کمیونزم کا بہترین توڑ ہے۔ فوجی امداد کا سلسلہ شروع ہوگیا تو آپ سب سے پہلے اِن مُلّاؤں کو مسلّح کیجیے گا۔ ان کے لئے خالص امریکی ڈھیلے، خالص امریکی تسبیحیں اور خالص امریکی جائے نمازیں روانہ کیجیے گا۔ اُستروں اور قینچیوں کو مہرِ فہرست رکھیے گا۔ خالص امریکی خضاب لاجواب کا نسخہ بھی اگر آپ نے ان کو مرحمت کردیا تو سمجھئے پو بارہ ہیں۔

فوجی امداد کا مقصد جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان مُلّاؤں کو مسلّح کرنا ہے میں آپ کا پاکستانی بھتیجا ہوں، مگر آپ کی سب رمزیں سمجھتا ہوں۔ لیکن عقل کی یہ ارزانی آپ ہی کی سیاسیات کی عطا کردہ ہے۔ (خدا اسے نظرِ بد سے بچائے۔)

مُلّاؤں کا یہ فرقہ امریکی اسٹائل میں مسلّح ہوگیا۔ تو سوویٹ روس کو یہاں سے اپنا پاندان اُٹھانا ہی پڑے گا جس کی کلیوں تک میں کمیونزم اور سوشلزم گھلے ہوتے ہیں۔

امریکی اوزاروں سے کتری ہوئی لبیں ہوں گی۔ امریکی مشینوں سے سلے ہوئے شرعی پیجامے ہوں گے۔ امریکی مٹی کے "ان ٹچڈ بائی ہینڈ" قسم کے ڈھیلے ہونگے امریکی رحلیں اور امریکی جائے نمازیں ہوں گی ــــ بس آپ دیکھئے گا چاروں طرف آپ ہی کے نام کی تسبیح خواں ہوں گے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہاں کے نچلے نچلے اور نچلے درمیانی طبقے کو اوپر اٹھانے کی کوشش تو ظاہر ہے کہ آپ خوب کریں گے۔ بھرتی انہی دو طبقوں سے شروع ہو گی۔ دفتروں میں چپراسی اور کلرک بھی یہیں سے چنے جائیں گے۔ تنخواہیں امریکی اسکیل کی ہوں گی۔ جب ان کی پانچوں گھی میں ہوں گی اور سر کڑاہی میں تو کمیونزم کا بھوت دُم دبا کر بھاگ جائے گا۔

بھرتی کا سلسلہ شروع ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن آپ کا کوئی سپاہی اِدھر نہیں آنا چاہیئے۔ میں یہ ہرگز نہیں دیکھ سکتا کہ ہماری پاکستانی لڑکیاں اپنے جوانوں کو چھوڑ کر آپ کے سپاہیوں کے ساتھ چھکتی پھریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ یہاں خوبصورت اور تنومند امریکی نوجوان بھیجیں گے لیکن میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ ہمارا اوپر کا طبقہ ہر قسم کی بے غیرتی قبول کر سکتا ہے کہ وہ پہلے ہی اپنے دبدبے آپ کی لانڈریوں میں دُھلوا چکا ہے، مگر یہاں کا نچلا نچلا اور نچلا درمیانی طبقہ ایسی کوئی چیز برداشت نہیں کرے گا۔

البتہ آپ وہاں سے امریکی لڑکیاں روانہ کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے جوانوں کی مرہم پٹی کریں۔ اُن کو رقص کرنا سکھائیں، کھلم کھلا بوسے لینے کی تعلیم دیں۔ اُن کی جھینپ دُور کریں۔ اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے۔ آپ اپنے ایک فلم "بیدنگ بیوٹی" میں اپنی سینکڑوں لڑکیوں کی ننگی اور گدرائی ٹانگیں دکھا سکتے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ ہمارے ہاں ایسی ٹانگیں پیدا کیجئے تاکہ ہم بھی اپنے اکلوتے فلم اسٹوڈیو "شاہ نور" میں ایک ایسا فلم بنائیں اور "اپوا" والوں کو دکھائیں تاکہ انہیں کچھ مسرّت ہو۔

ہاں، ہمارے یہاں "اپوا" ایک عجیب و غریب شے تخلیق ہوئی ہے جو بڑے آدمیوں کی بڑی بہو بیٹیوں کے شغل کا دلچسپ نتیجہ ہے۔ یہ آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن کا مخفف نام ہے۔ اس میں اور زیادہ تخفیف کی گنجائش نہیں۔ لیکن کوشش ضرور ہو رہی ہے جو آپ کو اُن مائل بہ تخفیف بلاؤزوں میں نظر آسکتی ہے جن میں سے اِن کے پہننے والیوں کے پیٹ باہر جھلکتے نظر آتے ہیں۔ ابھی ابتدا ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ بلاؤز عام طور پر چالیس برس سے اُوپر کی عورتیں استعمال کرتی ہیں جن کے پیٹ کئی مرتبہ کلبوت چڑھ چکے ہوتے ہیں ـــ چچا جان میں عورت کے پیٹ پر خواہ وہ امریکی ہو یا پاکستانی اور سب کچھ دیکھ سکتا ہوں مگر اُس پہ جھریاں نہیں دیکھ سکتا۔

"اپوا" والیاں تخفیفِ لباس کے متعلق ہر وقت سوچنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ انہیں کوئی آزمودہ نسخے بتائے۔ آپ کے یہاں پینسٹھ پینسٹھ برس کی بڑھیاں اپنے پیٹ دکھاتی ہیں۔ مگر اُن پر مجال ہے جو ایک جھری بھی نظر آجائے۔ معلوم نہیں وہ منہ زبانی بچے پیدا کرتی ہیں یا انہیں کوئی ایسا گر معلوم ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

بہر حال اگر آپ کو یہاں تخفیف لباس چاہیئے تو ہالی وڈ کے چند ماہرین یہاں روانہ کر دیجئے۔ آپ کے یہاں پلاسٹک سرجری کا فن عروج پر ہے۔ فی الحال ایسے نصف درجن سرجن یہاں بھیج دیجئے جو ہماری بڈھیوں کو لالہ فام کے قابل بنا دیں۔

مقفیٰ شاعری کا زمانہ تھا تو ہمارے یہاں معشوق کی کمر ہی نہیں تھی۔ اب غیر مقفیٰ شاعری کا دور ہے مگر یہ ایسا الٹا پڑا ہے کہ اب معشوق کی ناپید کمر کچھ اس طرح پیدا ہوئی ہے کہ اُسے دیکھو تو سارا معشوق اس کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے۔ پہلے یہ حیرت ہوتی تھی کہ وہ ازار بند کہاں باندھتا ہے۔ اب یہ حیرت ہوتی ہے کہ وہ کس درخت کا تنا ہے جس کے ارد گرد اس غریب کو باندھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر بنفسِ نفیس یہاں تشریف لائیے اور فوجی معاہدہ کرنے سے پہلے اس بات کا فیصلہ کیجئے کہ یہاں معشوق کی کمر ہونی چاہیئے یا نہیں۔ اس لئے کہ فوجی نقطۂ نگاہ سے یہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ایک بات اور ——— آپ کے فلم ساز ہندوستانی صنعتِ فلم سازی سے بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ پچھلے دنوں گریگری پیک ہندوستان پہنچا ہوا تھا۔ اُس نے فلم اسٹار ثریا کے ساتھ تصویر

کھوائی۔ اس کے حُسن کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائیے۔ پچھلے دنوں سُنا تھا کہ ایک امریکی فلم ساز نے نرگس کے گلے میں بازو ڈال کر اس کا بوسہ بھی لیا تھا —— یہ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ ہمارے پاکستان کی ایکٹرسیں مر گئی ہیں کیا؟

گلشن آرا موجود ہے۔ یہ جُدا بات ہے کہ اُس کا رنگ توے کی مانند کالا ہے اور لوگ اُسے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ گلشن یہ آرا چلا ہوا ہے لیکن ہے تو ایکٹرس۔ کئی فلموں کی ہیروئن ہے۔ اور اپنے پہلو میں دل بھی رکھتی ہے۔ صبیحہ ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کی ایک آنکھ تھوڑی سی بھینگی ہے۔ مگر آپ کی ذرا سی توجہ سے دُرست ہو سکتی ہے۔

یہ بھی سُنا ہے کہ آپ ہندوستانی فلم سازوں کو مالی امداد بھی دے رہے ہیں۔ چچا جان یہ کیا ہرجائی پنا ہے یعنی جو للّو پنجو آتا ہے اس کو آپ مدد دینا شروع کر دیتے ہیں۔

آپ کا گرگڑی پک جائے جہنم میں (معاف کیجئے مجھے غصّہ آگیا ہے) آپ اپنی دو تین ایکٹرسیں یہاں بھیج دیجئے۔ اس لئے کہ ہمارا اکلوتا ہیرو سنتوش کمار بہت اُداس ہے۔ پچھلے دنوں وہ کراچی گیا تھا تو اس نے کوکو کولا کی سو بوتلیں پی کر دیتا ہے ورنہ کو خواب میں ایک ہزار مرتبہ دیکھا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھے لپ اسٹک کے متعلق بھی آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ وہ جو "کس پروف" لپ اسٹک آپ نے بھیجی تھی۔ ہمارے اونچے طبقے میں بالکل مقبول نہیں ہوئی۔ لڑکیوں اور بڈھیوں کا کہنا ہے کہ یہ محض نام ہی کی "کس پروف" ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کسنگ کا طریقہ ہی غلط ہے۔ میں نے دیکھا ہے لوگوں کو یہ شغل فرماتے ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تربوز کی پھانک کھا رہے ہیں۔ آپ کے یہاں ایک کتاب چھپی تھی جس کا عنوان "بوسہ لینے کا فن" تھا۔ مگر معاف کیجئے کتاب پڑھ کر آدمی کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا آپ وہاں سے فوراً بذریعہ ہوائی جہاز ایک امریکی خاتون روانہ کر دیجئے جو ہمارے اونچے طبقے پر تربوز کھانے اور بوسہ لینے میں جو فرق ہے بطریقِ احسن واضح کر دے۔ نچلے نچلے اور نچلے درمیانی طبقے کو یہ فرق بتلانے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ ان تکلفات سے ہمیشہ بے نیاز رہا ہے اور ہمیشہ بے نیاز رہے گا۔

آپ کو یہ سُنکر خوشی ہو گی کہ میرا معدہ اب کسی حد تک آپ کے امریکی گندم کا عادی ہو گیا ہے۔ اب اُسے ہمارے یہاں کی آب و ہوا راس آنی شروع ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب اس کے آٹے نے پاکستان اسٹائل کی روٹیوں اور چپاتیوں کی شکل اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ میرا خیال ہے خیر سگالی کے طور پر آپ یہاں کے گندم کا بیج اپنے ہاں منگوالیں۔ آپ کی مٹی بڑی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہ خیز ہے اس اختلاط سے جو امریکی پاکستانی گندم پیدا ہوگا بڑی خوبیوں کا حامل ہوگا۔ ہو سکتا ہے کوئی نیا آدم پیدا ہو جائے جس کی اولاد ہم اور آپ سے مختلف ہو۔

میں آپ سے ایک راز کی بات پوچھتا ہوں۔ پچھلے دنوں میں نے یہ خبر پڑھی تھی کہ نئی دلی میں بھارت کی دیو بالائیں رات کو اپنے بالوں میں چھوٹے چھوٹے قمقمے لگا کر گھومتی ہیں جو بیٹری سے روشن ہوتے ہیں۔ خبر میں یہ بھی لکھا تھا کہ بعض دیو بالائیں اپنے بلاؤزوں کے اندر بھی ایسے قمقمے لگاتی ہیں تاکہ ان کا اندر باہر روشن رہے —— یہ اپج کہیں آپ ہی کی تو نہیں تھی؟ —— اگر تھی تو چچا جان سبحان اللہ۔ میرا خیال ہے اب آپ انہیں ایسا سفوف تیار کر کے بھیجیں جس کے کھانے سے ان کا سارا بدن روشن ہو جایا کرے اور کپڑوں سے باہر نکل نکل کر اشارے کیا کرے۔

پنڈت جواہر لال نہرو پرانے خیالات کے آدمی ہیں وہ اس باپو کے شاگرد ہیں جس نے نوجوانوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنی آنکھوں پر ایسا شیڈ یا ہڈ استعمال کیا کریں جو انہیں نظر بازی سے روکا کرے۔ پچھلے دنوں انہوں نے اپنی دیو بالیوں کو یہ تلقین کی تھی کہ وہ اپنے ستر کا خیال رکھا کریں اور میک اپ سے پرہیز کیا کریں۔ مگر اُن کی کون سُنے گا۔ البتہ ہالی وڈ کی آواز سُننے کے لئے یہ دیو بالی ہر وقت تیار ہیں —— آپ یہ سفوف وہاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ضرور روانہ کریں۔ پنڈت جی کا ردِّ عمل کافی پُرلطف ہوگا۔

میں اس لفافے میں آپ کو ایک تصویر بھیج رہا ہوں۔ یہ پاکستانی خاتون کی ہے جس نے بمبئی کی مچھیرنوں کی چولی کا سا بلاؤز پہنا ہوا ہے۔ اس میں سے اس کے پیٹ کا تھوڑا سا نچلا حصّہ جھانک رہا ہے۔ یہ آپ کی خواتین کے ننگے پیٹوں کو ایک عدد پاکستانی گدگدی ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

آپ کا برخوردار بھتیجا

سعادت حسن منٹو

۲۱ر فروری ۱۹۵۴ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں

"معزز خواتین و حضرات!

مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں یہ بتاؤں کہ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں۔

یہ 'کیونکر' میری سمجھ میں نہیں آیا۔ 'کیونکر' کے معانی لغت میں تو یہ ملتے ہیں۔ کیسے اور کس طرح۔

اب آپ کو کیا بتاؤں کہ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں۔ یہ بڑی اُلجھن کی بات ہے۔ اگر میں 'کس طرح' کو پیشِ نظر رکھوں۔ تو یہ جواب دے سکتا ہوں کہ اپنے کمرے میں صوفے پر بیٹھ جاتا ہوں۔ کاغذ قلم پکڑتا ہوں اور بسم اللہ کرکے افسانہ لکھنا شروع کر دیتا ہوں۔ میری تین بچیاں شور مچا رہی ہوتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں اُن سے باتیں بھی کرتا ہوں، اُن کی باہم لڑائیوں کا فیصلہ بھی کرتا ہوں، اپنے لئے 'سلاد' بھی تیار کرتا ہوں، کوئی ملنے والا آجائے تو اُس کی خاطر داری بھی کرتا ہوں۔ مگر افسانہ لکھے جاتا ہوں۔

اب 'کیسے' کا سوال آئے تو میں یہ کہوں گا کہ میں ویسے ہی افسانہ لکھتا ہوں جس طرح کھانا کھاتا ہوں، غسل کرتا ہوں، سگریٹ پیتا ہوں اور جھک مارتا ہوں۔

اگر یہ پوچھا جائے کہ میں افسانہ کیوں لکھتا ہوں، تو اس کا جواب حاضر ہے ـــــ

میں افسانہ اوّل تو اس لئے لکھتا ہوں کہ مجھے افسانہ نگاری کی شراب کی طرح لت پڑ گئی ہے۔

میں افسانہ نہ لکھوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں نے کپڑے نہیں پہنے۔ یا میں نے غسل نہیں کیا۔ یا میں نے شراب نہیں پی۔

میں افسانہ نہیں لکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ افسانہ مجھے لکھتا ہے۔ میں بہت کم پڑھا لکھا آدمی ہوں۔ یوں تو میں نے بیس سے اوپر کتابیں لکھی ہیں، لیکن مجھے بعض اوقات حیرت ہوتی ہے کہ یہ کون ہے جس نے اس قدر اچھے افسانے لکھے ہیں، جن پر آئے دن مقدمے چلتے رہتے ہیں۔

جب قلم میرے ہاتھ میں نہ ہو تو میں صرف سعادت حسن ہوتا ہوں، جسے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُردو آتی ہے نہ فارسی، انگریزی نہ فرانسیسی

افسانہ میرے دماغ میں نہیں جیب میں ہوتا ہے، جس کی مجھے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ میں اپنے دماغ پہ زور دیتا رہتا ہوں کہ کوئی افسانہ نکل آئے، افسانہ نگار بننے کی بھی بہت کوشش کرتا ہوں، سگرٹ پہ سگرٹ پھونکتا ہوں مگر افسانہ دماغ سے باہر نہیں نکلتا۔ آخر تھک ہار کر بانجھ عورت کی طرح لیٹ جاتا ہوں۔

اَن لکھے افسانے کے دام پیشگی وصول کر چکا ہوتا ہوں۔ اس لئے بڑی کوفت ہوتی ہے۔ کروٹیں بدلتا ہوں۔ اُٹھ کر اپنی چڑیوں کو دانے ڈالتا ہوں۔ بچیوں کو جھولا جھلاتا ہوں۔ گھر کا کوڑا کرکٹ صاف کرتا ہوں۔ جوتے ننھے مُنّے جوتے جو گھر میں جا بجا بکھرے ہوتے ہیں اُٹھا کر ایک جگہ رکھتا ہوں ــــ مگر کمبخت افسانہ جو میری جیب میں پڑا ہوتا ہے، میرے ذہن میں نہیں اُترتا ــــ اور میں تلملاتا رہتا ہوں۔

جب بہت زیادہ کوفت ہوتی ہے تو باتھ روم میں چلا جاتا ہوں۔ مگر وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

سُنا ہُوا ہے کہ ہر بڑا آدمی غسل خانے میں سوچتا ہے۔ لیکن مجھے تجربے سے یہ معلوم ہُوا ہے کہ میں بڑا آدمی نہیں، اس لئے کہ میں غسل خانے تک میں نہیں سوچ سکتا ــــ لیکن حیرت ہے کہ پھر بھی میں پاکستان اور ہندوستان کا بہت بڑا افسانہ نگار ہوں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ یا تو میرے نقّادوں کی خوش فہمی ہے، یا میں اُن کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہوں۔ اُن پر کوئی جادو کر رہا ہوں۔

معاف کیجئے گا، میں غسلخانے میں چلا گیا ۔۔۔ قصّہ یہ ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر رکھ کے کہتا ہوں کہ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں کہ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں اور کیسے لکھتا ہوں۔

اکثر اوقات ایسا ہؤا ہے کہ جب میں زِچ ہو گیا ہوں، تو میری بیوی نے مجھ سے یہ کہا ہے "آپ سوچئے نہیں، قلم اُٹھائیے اور لکھنا شروع کر دیجئے"

میں اُس کے کہنے پر قلم یا پنسل اُٹھاتا ہوں اور لکھنا شروع کر دیتا ہوں ۔۔۔ دماغ بالکل خالی ہوتا ہے، لیکن جیب بھری ہوتی ہے۔ خود بخود کوئی افسانہ اُچھل کے باہر آ جاتا ہے۔

میں خود کو اس لحاظ سے افسانہ نگار نہیں، جیب کترا سمجھتا ہوں، جو اپنی جیب خود ہی کاٹتا ہے۔ اور آپ کے حوالے کر دیتا ہے ۔۔۔ مجھ ایسا بھی بے وقوف دنیا میں کوئی اور ہوگا۔؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام پانچواں خط

محترمی چچا جان۔

تسلیمات۔ میں اب تک آپ کو "پیارے چچا جان" سے خطاب کرتا رہا ہوں پر ایک دفعہ میں نے "محترمی چچا جان" لکھا ہے اس لئے کہ میں ناراض ہوں۔ ناراضی کا باعث یہ ہے کہ آپ نے مجھے میرا تحفہ (ایٹم بم) ابھی تک نہیں بھیجا۔ بتائیے یہ بھی کوئی بات ہے۔

سنا تھا کہ باپ سے زیادہ چچا بچوں سے پیار کرتا ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے امریکہ میں ایسا نہیں ہوتا ——— مگر وہاں بہت سی ایسی باتیں نہیں ہوتیں جو یہاں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں آئے دن وزارتیں بدلتی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ آپ کے یہاں ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا۔ یہاں نبی پیدا ہوتے ہیں، وہاں
نہیں ہوتے۔ یہاں اُن کے ماننے والے وزیر خارجہ بنتے ہیں۔ اس پر
ملک میں ہنگامے بپا ہوتے ہیں مگر کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ ان ہنگاموں
پر تحقیقاتی کمیشن بیٹھتی ہے۔ اس کے اوپر کوئی اور بیٹھ جاتا ہے۔ وہاں اس
قسم کی کوئی دلچسپ بات نہیں ہوتی۔

چچا جان، میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ اپنے یہاں نبی کیوں پیدا
نہیں ہونے دیتے۔ خدا کی قسم ایک پیدا کر لیجئے۔ بڑی تفریح رہے گی۔
بڑھاپے میں وہ آپ کی لاٹھی کا کام دے گا۔ اس لاٹھی سے آپ امریکہ کی
ساری بھینسیں ہانک سکیں گے (بھینس تو یقیناً آپ کے یہاں ضرور ہونگی)۔
اگر آپ نبی پیدا کرنے سے کسی وجہ سے معذور ہوں تو مجھے حکم دیجئے۔
میں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے گزارش کرونگا۔ وہ اپنا صاحبزادہ بھیج دینگے۔
جلدی لکھیئے گا ایسا نہ ہو آپ کے دشمن روس سے مانگ آجائے اور آپ منہ دیکھتے
رہ جائیں۔

بات ایٹم بم کی تھی جو میں نے آپ سے تحفے کے طور پر مانگا تھا اور میں
نبی اور نبی زادوں کی طرف چلا گیا ——— ہاں ——— کتنی معمولی بات تھی۔
میں نے صرف ایک چھوٹا، بہت ہی چھوٹا ایٹم بم مانگا تھا جس سے میں ایک
ایسے آدمی کو اڑا سکتا جو مجھے اپنی گھیرے دار شلوار کے نیفے کے اندر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہاتھ ڈال کر ڈھیلا لگاتا نظر آتا ـــــ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میری خواہش کی شدّت کو محسوس نہیں کیا۔ یا شاید آپ ہائیڈروجن بموں کے تجربات میں مشغول تھے۔

چچا جان۔ یہ ہائی ڈروجن بم کیا بلا ہے۔ آٹھویں جماعت میں ہم نے پڑھا تھا کہ ہائیڈروجن ایک گیس ہوتی ہے، ہوا سے ہلکی۔ آپ اس کرۂ ارض کے سینے سے کس ملک کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہیں۔ روس کا؟

مگر سُنا ہے وہ کم بخت نائٹروجن بم بنا رہا ہے۔ آٹھویں جماعت ہی میں ہم نے پڑھا تھا کہ نائٹروجن ایک گیس ہوتی ہے جس میں آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اِس کے جواب میں آکسیجن بم بنا دیں۔ آٹھویں جماعت میں ہم نے پڑھا تھا کہ نائٹروجن اور آکسیجن گیسیں جب آپس میں ملتی ہیں تو پانی بن جاتا ہے۔ کیا ہی مزا آئے گا۔ اُدھر آپ آکسیجن بم پھینکیں گے، اُدھر روس نائٹروجن بم ـــــ باقی دُنیا پانی میں ڈبکیاں لگائے گی۔

خیر یہ تو مذاق کی بات تھی۔ سُنا ہے آپ نے ہائیڈروجن بم صرف اس لئے بنایا ہے کہ دُنیا میں مکمل امن امان قائم ہو جائے۔ یوں تو اللہ کی اللہ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن مجھے آپ کی بات کا یقین ہے۔ ایک اس لئے کہ میں نے آپ کا گندم کھایا ہے اور پھر میں آپ کا بھتیجا ہوں۔ بزرگوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی بات یوں بھی چھوٹوں کو فوراً ماننی چاہیئے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں، اگر آپ نے دُنیا میں امن امان قائم کر دیا تو دُنیا کتنی چھوٹی ہو جائے گی۔ میرا مطلب ہے کتنے ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہوں گے ——— میری بھتیجی جو اسکول میں پڑھتی ہے، کل مجھ سے دُنیا کا نقشہ بنانے کو کہہ رہی تھی۔ میں نے اُس سے کہا، ابھی نہیں، پہلے مجھے چچا جان سے بات کر لینے دو۔ اُن سے پوچھ لوں کون سا ملک رہے گا، کون سا نہیں رہے گا، پھر بنا دوں گا۔

خدا کے لئے روس کو سب سے پہلے اُڑا دیجئے گا۔ اُس سے مجھے خدا واسطے کا بَیر ہے۔ سات آٹھ دن ہوئے وہاں سے فن کاروں کا ایک وفد آیا تھا۔ خیرسگالی کرکے میرا خیال ہے اب واپس چلا گیا ہے۔ اِس وفد میں ناچنے اور گانے والیاں تھیں، جنہوں نے ناچ گا کر ہمارے سادہ لوح پاکستانیوں کا دل موہ لیا۔ اب آپ اس کے توڑ میں جب تک یہاں سے کوئی ایسا گانا بجانا ناچتا مٹکتا خیرسگالی وفد نہیں بھیجیں گے، کام نہیں چلے گا۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ ہالی وڈ کی چند "ملین ڈالر" ٹانگوں والی لڑکیاں یہاں روانہ کر دیجئے، مگر آپ نے اپنے کم عقل بھتیجے کی اس بات پر کوئی غور نہ کیا اور ہائیڈروجن بم کے تجربوں میں مصروف رہے۔ قبلہ۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ذرا اپنے سفارت خانے متعیّنہ پاکستان سے پوچھئے۔ یہاں ہر ایک
کی زبان پر تمارا خانم اور مادام عاشورہ کا نام ہے۔ یہاں کا ایک بہت بڑا
اُردو اخبار" زمیندار" ہے، اس کے اڈیٹر بڑے زاہد خشک قسم کے
نوجوان ہیں۔ اُن پر اِس رُوسی رقص نے اتنا اثر کیا کہ نثر میں شاعری کرنے لگے۔
ایک پیرا ملاحظہ فرمایئے :-

جب وہ گا رہی تھی تو کھچا کھچ بھرے ہوئے اوپن تھیئیٹر (شاید
آپ کے یہاں ایسا تھیئیٹر نہ ہو) میں سامعین کے سانس لینے کی
آواز صاف سُنائی دے رہی تھی۔ تھیئیٹر پر جھکا ہُوا تاروں بھرا
آسمان اور اسٹیج کے چاروں طرف اُبھرے ہوئے سرسبز درخت
بھی دم بخود سے تھے اور اِس گھمبیر سنّاٹے میں ایک کوئل کوک رہی
تھی۔ اُس کی تیز، گہری اور رُوح کو چیر دینے والی آواز، تاریک
رات کے سینے میں جا بجا اُن دیکھی روشنی کے گہرے گھاؤ ڈال
رہی تھی۔

پڑھ لیا آپ نے؟ —— چچا جان یہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ ہائیڈروجن
بموں کو فی الحال چھوڑیئے اور اس طرف توجہ دیجئے۔ آپ کے پاس کیا حسیناؤں
کی کمی ہے۔ چشمِ بد دُور ایک سے ایک پٹاخا سی موجود ہے۔ لیکن میں آپ کو
ایک مشورہ دوں، جتنی بھیجئے گا، سب کی ٹانگیں" ملین ڈالر" قسم کی ہوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور ہمارے پاکستانی مردوں کو بوسہ دینے سے نہ گھبرائیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ایک جہاز بھر کولی نوس ٹوتھ پیسٹ بھیج دی تو میں سب کے دانت صاف کرا دوں گا۔ اُن کے منہ سے بُو نہیں آئیگی۔

آپ میری بات مان گئے تو آپ کی سات آزادیوں کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ روس والوں کے چھکے چھُوٹ جائیں گے اور تمارا خانم اور مادام عاشورہ ٹاپتی رہ جائے گی۔ اور زمیندار کے ایڈیٹر کو دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔ لیکن چچا جان، ایک بات سُن لیجئے۔ اگر آپ نے لز بتھ ٹیلر کو بھیجا تو اُس کے بوسے صرف میرے لئے وقف ہونگے۔ مجھے اُس کے ہونٹ بہت پسند ہیں۔

ہاں، اس خیر سگالی وفد میں کہیں اُس حبشی گویے پال روبسن کو نہ شامل کیجئے گا۔ سالا (سالے کا مطلب ہے، بیوی کا بھائی۔ ہم اسے گالی کے طور پر استعمال کرتے ہیں) کمیونسٹ ہے۔ مجھے حیرت ہے آپ نے اُسے ابھی تک الیسٹ افریقہ کیوں نہیں بھیجا۔ وہاں اُسے بڑی آسانی سے ماؤ ماؤ کی تحریک میں ماخوذ کر کے گولی سے اُڑایا جا سکتا ہے۔

میں اس خیر سگالی وفد کا بے چینی سے انتظار کرونگا اور "نوائے وقت" کے مدیر سے کہوں گا کہ وہ ابھی سے اس کا پروپیگنڈہ شروع کر دے۔ بڑا نیک اور برخوردار قسم کا آدمی ہے۔ میری بات نہیں ٹالے گا۔ ویسے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ اُسے تحفے کے طور پر ریٹا ہیورتھ کی اوٹوگراف ملتصویر بھجوا دیجئے گا۔ بیچارہ اسی میں خوش ہو جائے گا۔

میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جب آپ کا یہ خیر سگالی وفد لاہور میں آئے گا تو میں اسے ہیرا منڈی کی سیر کراؤں گا۔ شورش کاشمیری صاحب کو میں ساتھ لے چلوں گا کہ وہ اس علاقے کے پیر ہیں۔ (حال ہی میں آپ نے اس پہ ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا عنوان "اس بازار میں" ہے —— آپ اپنے سفارت خانے کو حکم دیجئے۔ وہ آپ کو اس کا ترجمہ کرا کے بھیجدیگا) یہاں ایک سے ایک درخشندہ و تابندہ ہیرا پڑا ہے —— ہر تراش کا۔ ہر وزن کا۔

اب اور باتیں شروع کرتا ہوں —— پاکستان کو آپ کی فوجی امداد دینے کے فیصلے اور مشرقِ بعید کے دیگر مسائل پر بھارت اور آپ کے اختلافات پر پنڈت نہرو نے پچھلے دنوں جو زبردست نکتہ چینی کی تھی، سنا ہے، اس کا یہ ردِّ عمل ہوا ہے کہ آپ کے ملک کی حکمتِ عملی میں ایک نیا رجحان ترقی کر رہا ہے۔ بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ امریکہ بھارت کو اپنے عزائم کے متعلق اطمینان دلانے کی ضرورت سے زیادہ کوشش کر رہا ہے۔

آپ کے جنوبی ایشیائی اور افریقی معاملات کے اعلیٰ افسر، کیا نام ہے اُن کا؟ —— ہاں —— مسٹر جان جرنگینز نے اپنے ایک بیان میں بھارت کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے ملک کے خیر سگالی جذبات کی ہے، اُس کا تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ واشنگٹن، دلی کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے تڑپ رہا ہے۔

جہاں تک میں سمجھا ہوں پاکستان اور بھارت کو خوش رکھنے سے آپ کا واحد مقصد یہی ہے کہ جہاں کہیں بھی آزادی اور جمہوریت کا ٹمٹماتا دیا جل رہا ہے، اُسے پھونک سے نہ بجھایا جائے بلکہ اُس کو تیل دیا جائے ـــــ بلکہ تیل میں ڈبو دیا جائے تاکہ وہ پھر کبھی اپنی تشنہ لبی کا شکوہ نہ کرے ـــــ ہے نا چچا جان؟

آپ پاکستان کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے کہ آپ کو درۂ خیبر سب سے بے حد پیارا ہے جہاں سے حملہ آور صدیوں سے ہم پر حملہ کرتے رہے ہیں۔ اصل میں درۂ خیبر سے بھی بہت خوبصورت چیز۔ اس سے پیاری اور خوبصورت چیز پاکستان کے پاس اور ہے بھی کیا ؟

اور بھارت کو آپ اس لئے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں کہ پولینڈ، چیکوسلوویکیہ اور کوریا میں رُوس کی جارحانہ کارروائیاں دیکھ کر آپ کو ہر دم اس بات کا کھٹکا رہتا ہے کہ یہ سُرخ مملکت کہیں بھارت میں بھی درانتیاں اور ہتھوڑے چلانا شروع نہ کر دے۔

ظاہر ہے کہ بھارت کی آزادی خدانخواستہ خدانخواستہ چھن گئی تو کتنا بڑا المیہ ہوگا ـــــ اس کا تصوّر کرتے ہی آپ کانپ اُٹھتے ہونگے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی تاروں والی اونچی ٹوپی کی قسم، آپ ایسا مخلص انسان کبھی پیدا ہوا ہے اور نہ ہو گا — خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کی سات آزادیوں کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔

یہاں ایک علاقہ ہے مغربی پنجاب۔ اس کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ فیروز خان نون۔ (ان کی بیگم ایک انگریز خاتون ہیں) آپ نے ان کا نام تو سنا ہو گا۔ حال ہی میں آپ نے اپنے دولت کدے پر (جو پنچولی فلم اسٹوڈیو کے آگے ہے) ایک کانفرنس بلائی۔ اس میں آپ نے مسلم لیگ (جسے مشرقی پاکستان میں شکست فاش ہوئی ہے) کے کارکنوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں اشتراکیوں (سرخوں) کے مقابلے کے لئے جد و جہد کریں۔

دیکھئے چچا جان آپ فوراً فیروز خاں نون صاحب کا شکریہ ادا کیجئے اور جیب خاص سے، بلکہ پبلک فنڈ سے ان کی بیگم صاحبہ کے لئے ہالی ووڈ کے سلے ہوئے دو تین ہزار فراک بھجوا دیجئے — کہیں آپ نے بھیج تو نہیں دیئے۔ میں بھول گیا تھا۔ کیونکہ اب وہ ساڑھی پہنتی ہیں۔

بہر حال نون صاحب کا اشتراکیت دشمن ہونا بڑی نیک فال ہے۔ کیونکہ کامریڈ فیروز الدین منصور جیل میں ہو گا۔ مجھے اس کا ہر وقت دمے کے مرض میں گرفتار رہنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

اب میں آپ کو ایک بڑا اچھا مشورہ دیتا ہوں۔ ہماری حکومت نے

حال ہی میں کامریڈ سبط حسن کو جیل سے رہا کیا ہے۔ آپ اُس کو اغوا کر کے لے جائیے۔ میرا دوست ہے، لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ اپنی پیاری پیاری نرم نرم باتوں سے ایک روز مجھے ضرور کمیونسٹ بنا لے گا۔ یوں تو میں اتنا ڈرپوک نہیں۔ کمیونسٹ ہو بھی جاؤں تو میرا کیا بگڑ جائے گا مگر آپ کی عزت پر حرف آنے کا خیال ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ آپ کا بھتیجا ایسے دلدل میں جا دھنسا — میری اس برخورداری پر ایک شاباشی تو بھیجئے۔

اب میں احوالِ روزگار کی طرف آتا ہوں۔ چچا جان آپ کی ریش مبارک کی قسم۔ دن بہت بُرے گذر رہے ہیں۔ اتنے بُرے گذر رہے ہیں کہ اچھے دنوں کے لئے دُعا مانگنا بھی بھول گیا ہوں۔ یہ سمجھئے کہ بدن پر لتے جھولنے کا زمانہ آ گیا ہے۔ کپڑا اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ جو غریب ہیں اُن کو مرنے پر کفن بھی نہیں ملتا۔ جو زندہ ہیں وہ تار تار لباس میں نظر آتے ہیں میں نے تو تنگ آ کر سوچا ہے کہ ایک "ننگا کلب" کھول دوں۔ لیکن سوچتا ہوں ننگے کھائیں گے کیا — ایک دوسرے کا ننگ؟ — مگر وہ بھی اتنا کم ہو گا کہ نگاہیں لقمہ اُٹھاتے ہی وہیں رکھ دیں گی۔

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے۔ کوئی ننگی سی ننگی ہے۔ کوئی ترشی سی ترشی ہے، لیکن چچا جان داد دیجئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

لیکن چھوڑئیے اِس قصے کو، آپ خوش گلو، خوش اندام اور خوش خرام حسینوں کا وہ خیر سگالی وفد بھیج دیجئے۔ ہم اس غربت میں بھی اپنا جی "پشوری" کر لیں گے۔ فی الحال آپ لز ٹیلر کے ہونٹوں کا ایک پرنٹ بھیج دیجئے۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔

آپ کا تابعدار بھتیجا
سعادت حسن منٹو
۳۱ لکشمی مینشنز۔ ہال روڈ
لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دو گڑھے

مجھے آپ افسانہ نگار کی حیثیت سے جانتے ہیں اور عدالتیں ایک فحش نگار کی حیثیت سے، حکومت مجھے کبھی کمیونسٹ کہتی ہے اور کبھی ملک کا بہت بڑا ادیب۔ کبھی میرے لئے روزی کے دروازے بند کئے جاتے ہیں، کبھی کھولے جاتے ہیں، کبھی مجھے غیر ضروری انسان قرار دے کر "مکان سے باہر" کا حکم دیا جاتا ہے۔ کبھی موج میں آکر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ نہیں تم "مکان اندر" رہ سکتے ہو۔ میں پہلے بھی سوچتا تھا، اب بھی سوچتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔ اس ملک میں جسے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہا جاتا ہے، میرا کیا مقام ہے، میرا کیا مصرف ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ اسے افسانہ کہہ لیجئے، مگر میرے لئے یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ میں ابھی تک خود کو اپنے ملک میں جسے پاکستان کہتے ہیں، اور جو مجھے بہت عزیز ہے اپنا صحیح مقام تلاش نہیں کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ میری روح بے چین رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں کبھی پاگل خانے میں اور کبھی ہسپتال میں ہوتا ہوں۔

میں کچھ بھی ہوں، بہرحال مجھے اتنا یقین ہے کہ میں انسان ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجھ میں برائیاں بھی ہیں اور اچھائیاں بھی۔ میں سچ بولتا ہوں، لیکن بعض اوقات جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ نمازیں نہیں پڑھتا، لیکن سجدے میں نے کئی دفعہ کئے ہیں۔ کسی زخمی کتے کو دیکھ لوں تو گھنٹوں میری طبیعت خراب رہتی ہے۔ لیکن مجھے ابھی تک اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آؤں اور اس کا علاج معالجہ کروں۔ کسی دوست کو مالی مشکلات میں گرفتار دیکھتا ہوں تو میرے دل کو بہت دکھ ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اکثر ایسے موقعوں پر اس دوست کی مالی امداد نہیں کی، اس لئے کہ مجھے شراب خریدنا ہوتی تھی۔ مجھے کسی اپاہج لڑکی سے ملنے کا اتفاق ہو، تو میرے دل و دماغ میں طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ میں اپاہج بن کر اسکی جگہ اختیار کر کے گھنٹوں سوچتا ہوں۔ اس کی زندگی کے المیہ کے متعلق غور و فکر کرتا ہوں۔ پھر معاً تہیہ کرتا ہوں، کہ میں اس سے شادی کر لوں گا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مگر یہ تہیہ فوراً غائب ہو جاتا ہے، جب میں اس کا ذکر اپنی بیوی سے کرتا ہوں۔

میں افسانہ نگار ہوں۔ میرے تخیلات کی پرواز بہت اونچی ہے، لیکن افسوس ہے کہ اونچا اُڑ کر پھر ایسا گرتا ہوں کہ پاتال کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہوں، اور وہاں اوندھے منہ پڑا سوچتا ہوں کہ جب گرنا ہی تھا تو اُڑنے کا تکلّف کیوں کیا ـــ لیکن شاید چھوٹے چھوٹے حادثے جو ہم چھپہ بینارون کی لغزشوں کے باعث ظہور پذیر ہوتے ہیں مجھے بے حد متاثر کرتے ہیں۔ میں کیلے یا خربوزے کے چھلکے کبھی برداشت نہیں کر سکتا جو سڑک پر پڑے ہوتے ہیں، مجھے ان لوگوں کی کم عقلی پر رونا آتا ہے۔ جن سے یہ بے پروائی سرزد ہوتی ہے۔

مجھے پھر رونا آتا ہے، جب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اپنے گھر کے چوہے پکڑتے ہیں اور دوسرے محلے میں چھوڑ آتے ہیں۔ اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ نکال لیتے ہیں اور جھاڑو سے اپنے ہمسائے کے دروازے کے ساتھ لگا دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ سب حماقتیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہیں۔ جب متفقہ طور پہ یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے تو پھر یہ کیا حماقت ہے کہ تعلیم عام نہیں کی جاتی۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں عوام کو تعلیم دینے کا کام ہے،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خود تعلیم یافتہ نہیں۔

میں جھنجھلا جاتا ہوں، جب میں سوچتا ہوں کہ ہمارے حکام پہلے درجے کے غافل ہیں۔ ایک شخص وزیر بنتا ہے تو اس کے گھر کی طرف جو سڑک جاتی ہے، اس پر ہر روز چھڑکاؤ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی صفائی کا خیال ہر دار دغے کو رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ مقامات جہاں صفائی اور چھڑکاؤ کی اشد ضرورت ہے۔ ان کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔

ایک وزیر کا حلق گرد وغبار کے باعث خراب ہو جائے یا دوسرے وزیر کو مچھر کاٹ لے، اس سے کیا ہوتا ہے۔ وہ سیکڑوں اور ہزاروں بچے جو گندی موریوں کی تعفن آمیز فضا میں رہتے ہیں وہ ان وزیروں سے کہیں زیادہ اہم ہیں — کیونکہ یہی وہ مخلوق ہے، جو جنگ کے میدانوں میں اپنے سینے پر گولیاں کھاتی ہے اور فتح و شکست کا فیصلہ کرتی ہے۔

یہ باتیں اتنی واضح اور صاف ہیں کہ ہر شخص جانتا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے حکام بھی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ افراط و تفریط کیوں ہر جگہ مسلط نظر آتی ہے میں تو بعض اوقات ایسا محسوس کرتا ہوں کہ حکومت اور رعایا کا رشتہ بڈھے ہوئے خاوند اور بیوی کا رشتہ ہے۔ بظاہر ہے لیکن درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ مجھے بحیثیت افسانہ نگار یہ رشتہ بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ اگر آپ بھی تھوڑی دیر کے لئے غور کریں تو بے شمار دلچسپیاں آپ کو اس میں مل جائینگی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیوی اپنی من مانی کرتی ہے۔ شوہر اپنی من مانی۔ دونوں حقوق زوجیت ادا نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود زن و شوہر ہیں۔ آپس میں نکمی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ شربت دیکھتے ہیں اور ہلستے ہیں مگر اُن کا رشتہ جُوں کا توں بودار رہتا ہے۔

حکومت اور رعایا کے باہمی اختلاط سے (جبری اختلاط کہنا صحیح ہوگا) بچے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن بڑے سیفٹی ایکٹ اور آرڈی ننس قسم کے۔ جن کی شکل و شباہت حکومت سے ملتی ہے نہ رعایا سے ہیں ان کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا سوائے اس کے یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

میری سمجھ سے بہت سی چیزیں بالاتر ہیں۔ میں امریکہ کی ذرپرستانہ، ملک گیری کی ہوس سمجھ سکتا ہوں۔ مجھے روس کے ہتھوڑے اور اس کی درانتی کے نشان کا اصل مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے لیکن یہاں میرے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے، میرے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ آج میری نظروں کے سامنے ہو رہا ہے بہت اُونچا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت نیچا ہو۔ بہر حال مجھے اس بات کا ہمیشہ افسوس رہے گا کہ مجھے سمجھانے والا کوئی نہیں ملا۔

امریکہ سے جو فوجی امداد لینے کا معاہدہ ہو رہا ہے۔ اس کو ایک افسانہ نگار کیا سمجھے گا۔ ترکی سے پاکستان کا جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس پہ ایک کہانی لکھنے والا کیا تبصرہ کر سکتا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں پوچھ سکتا کہ لیاقت علی خاں کے قتل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی تفتیش کا کیا حشر ہُوا اس کو یہ سوال کرنے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی کہ لیاقت علی خاں کے قاتل کے قاتلوں کو کیا سزا ہوئی کہ آخر وہ بھی انسان تھا جو موت کے گھاٹ اُتار اگیا لیکن وہ یہ تو پوچھ سکتا ہے کہ وہ دو گڑھے جو تار گھر کے اس طرف چوک میں، امیکلو ڈر روڈ کی طرف جانے والی سڑک کے آغاز پر کھدے ہوئے تھے ان کا کیا مطلب تھا۔

یہ گڑھے تنا نو اب پُر کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن وہ ٹرک ابھی تک وہاں کھڑا ہے۔ جو ان کا شکار ہُوا تھا۔ معلوم نہیں یہ کب تک شکستہ حالت میں کھڑا رہیگا، اور میری طرح سوال کرتا رہے گا کہ یہ دو گڑھے جو اس کی شکست و ریخت کا باعث ہوئے ان کا مطلب کیا تھا۔

اگر یہ گڑھے صرف اس لئے کھودے گئے تھے کہ رات کی ناکافی روشنی میں ٹانگے ان میں گریں۔ گھوڑے مریں یا لُولے لنگڑے ہوں سائیکل سوار اپنی ہڈی پسلی تڑوائیں، کوئی موٹر سائیکل پہ فلمی گیت کی دُھن الاپتا ہُوا آئے اور ایسی پٹخنی کھائے کہ اسے ثریا ہی نظر آجائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ پبلک کو ایسے تفریح کے مواقع بہم پہنچانے کا کام کبھی کبھی کارپوریشن کو کرنا ہی چاہیئے۔ لیکن مجھے یہ جھنجھلاہٹ ہوتی ہے کہ اگر میں یہ کہوں گا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تو حکومت مجھے دھر لے گی۔ اور یہ الزام لگائے گی کہ تمہیں کیوں اعتراض نہیں ہے، جبکہ ہمیں ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سچ پوچھئے تو آج کل اعتراض کرنے کا زمانہ ہی نہیں سگریٹ بلیک میں مل رہے ہیں، آپ اعتراض کریں تو اس سے کچھ حاصل وصول نہیں ہوگا۔ چھوٹے دوکاندار آپ سے یہ رونا روئیں گے کہ صاحب جن کو کوٹہ ملتا ہے۔ ہم اُن سے خریدتے ہیں۔ دس آنے کی ڈبیا، گیارہ آنے میں ملتی ہے، ہم اگر دو پیسے یا ایک آنہ منافع لیتے ہیں تو بتایئے یہ کیا جرم ہے؟

آٹے دال کا بھاؤ دیکھئے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہے۔ دم مارنے کی مجال نہیں لیکن پھر بھی آدمی سوچتا ہے کہ آخر سگریٹوں کی یہ بلیک کیوں ہو رہی ہے۔ وہ، جسے سول ایجنٹ کہتے ہیں، اس سے یہ سوال کیوں نہیں کیا جاتا آخر یہ سگریٹ اسی کے ذریعے سے آتے ہیں۔ کیا اسے کمپنی کو زیادہ دام دینے پڑتے ہیں؟ کیا کمپنی کسی وجہ سے ضرورت سے بہت کم سگریٹ مہیا کر رہی ہے۔ بہرحال یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ دریافت کرے کہ سول ایجنٹ یا کمپنی کو کیا تکلیف ہے تاکہ اس کے ازالے کے لئے کوئی ترکیب سوچی جا سکے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ حکومت خود بہت سی تکلیفوں کا شکار ہے۔

یوں تو ہمارے اِرد گرد بے شمار گڑھے ہیں، جن کو پُر کرنے کے لئے عمر خضر درکار ہے لیکن میں ان دو گڑھوں کی بات کر رہا تھا۔ جو نانا گھر کے اس طرف اُس سڑک کے آغاز پر کھودے گئے تھے یا خود بخود کھد گئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے۔ جو رات کی نیم تاریکی میں کارپوریشن لوگوں کی نگاہوں سے چھپائے رکھتی تھی۔

پاکستان میں اپنا صحیح مقام میں ابھی تک معلوم نہیں کر سکا، لیکن بزعم خود یہ سمجھتا ہوں کہ میری شخصیت بہت بڑی ہے۔ اردو ادب میں میرا نام بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے (یہ خوش فہمی نہ ہو تو زندگی اور بھی اجیرن ہو جائے) اسی لئے چند روز پہلے مجھے ان گڑھوں کی اہمیت معلوم ہوئی، جو بظاہر غیر ضروری معلوم ہوتے تھے، لیکن درحقیقت بہت ضروری تھے

غیر ضروری اس لئے تھے کہ ان کے بغیر بھی لوگ زخمی ہو سکتے تھے۔ یہ نہ ہوتے جب بھی یہاں شکست و ریخت کا سلسلہ جاری رہتا۔ ضروری اس لئے تھے کہ ان کی موجودگی سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ کارپوریشن کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔

عرصہ ہوا، مجھے محکمہ آبادکاری کی طرف سے یہ نوٹس موصول ہوا تھا کہ تم غیر ضروری آدمی ہو اس لئے وہ مکان جو تمہیں الاٹ کیا گیا ہے خالی کر دو میرا خیال ہے کہ یہ نوٹس بالکل غیر ضروری تھا۔ اس لئے کہ جب تک سڑکوں پر غیر محفوظ گڑھے موجود ہیں، غیر ضروری انسانوں کو انخلا کا حکم دینے کا سوال بہت مضحکہ خیز ہے۔

چند روز ہوئے میں نے ٹی ہاؤس سے نکل کر تانگہ لیا۔ ڈاک خانے گئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاس پہنچا تو مجھے خیال آیا کہ میکلوڈ روڈ کی طرف سے بیڈن روڈ چلنا چاہیئے۔ کہ راستے میں پھلوں کی دکان آتی ہے۔ جہاں سے میں عموماً اپنی بچیوں کے لئے مالٹے وغیرہ لیا کرتا ہوں۔

ٹانگے نے جب نالہ گھر کے اس طرف میکلوڈ روڈ کا رخ کیا تو رات کے دھندلکے میں دفعتاً مجھے دو بڑے بھیانک گڑھے نظر آئے۔ مجھے حیرت ہے یہ کیسے دکھائی دیئے، اس لئے کہ مجھے اندھراتا کا مرض ہے۔ مجھے رات کے اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ میں ایک دم چلّایا کوچوان نے میری چیخ سن کر باگیں کھینچیں۔ گھوڑا کچھ اس طرح رکا کہ ٹانگہ دو گز پیچھے چلا گیا۔

اگر گھوڑے کا قدم ایک فٹ آگے بڑھ جاتا۔ تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔ ٹانگے والے نے مجھے ہزار ہزار دعائیں دیں کہ اس کا گھوڑا اپاہج ہونے سے بچ گیا۔ اس لئے کہ سو قدم کے فاصلے پر ایک شکستہ ٹانگہ پڑا تھا جس کا گھوڑا زخمی حالت میں کراہ رہا تھا۔

میں سوچ رہا تھا کہ پاکستان کا سب سے بڑا افسانہ نگار بچ گیا۔ اس وقت مجھے قوم کے نقصان کا خیال تھا۔ یہ احساس مطلق نہیں تھا کہ میری بیوی ہے۔ میری تین بچیاں ہیں۔ مجھے اس وقت صرف یہ خیال تھا۔ کہ میں قوم کا سرمایہ ہوں۔ جو تباہ و برباد ہونے سے بچ گیا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے کہ میری موت ایک غیر ضروری انسان کی موت ہوتی۔ چند عزیزوں اور دوستوں کی آنکھیں ضرور نمناک ہوتیں۔ مگر اس ملک کی ایک آنکھ بھی آنسو سے بھر نہ آتی جس کا سرمایہ میں خود کو سمجھتا ہوں۔

میں اس معاملے میں بہت بڑا چغد ہوں لیکن اس خیال سے تھوڑی سی ڈھارس ہوتی ہے کہ چغد ہونا ہی انسانیت کی نشانی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ میری حماقت تھی کہ میں نے ان دو گڑھوں کو صرف اپنی ذات اقدس سے منسوب کر لیا ورنہ ان میں ہر انسان کی لاش سما سکتی تھی۔ خواہ اس کا نام سعادت حسن منٹو ہوتا یا کچھ اور۔

یوں تو بہت سی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں لیکن یہ بات تو بہت ہی زیادہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ تار گھر کے اس طرف یہاں دو گڑھے کھودے گئے تھے یا خود بخود کھد گئے تھے۔ وہاں کوئی ایسا نشان کیوں نصب نہیں کر دیا گیا تھا جو لوگوں کو بتاتا کہ دیکھو اگر تمہیں زخمی ہونا یا مرنا بہت ضروری ہے تو بصد شوق آؤ جملہ ساماں موجود ہے۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو یہاں سے دور رہو۔ اگر خدا کو تمہاری موت منظور ہے تو وہ تمہیں سیدھی اور صاف سڑک پر بھی عزرائیل کے سپرد کر دیگا۔

سنا ہے، دوسرے ملکوں میں یہ رواج ہے کہ اگر سڑک پر کوئی اس قسم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی مستقل طریقے واقع ہو تو حکام اس مخدوش جگہ کے ارد گرد رسہ تان دیتے ہیں یا کوئی ایسا نشان لگا دیتے ہیں جس سے لوگ خبردار رہیں۔ رات کو سُرخ لالٹینیں رکھ دی جاتی ہیں تاکہ آنے جانے والے خطرے سے آگاہ رہیں۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہماری کارپوریشن ایسی معمولی سی بات نہیں جانتی۔ اگر اس نے تار گھر کے اس طرف دو عمیق گڑھوں کو مخدوش قرار نہیں دیا۔ تو اس میں ضرور کوئی مصلحت ہو گی۔ وہ شخص جو محض ایک افسانہ نگار ہے وہ اسے کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اسے اپنی بیچارگی کا اعتراف کرتے ہوئے اتنا پوچھنے کا حق تو ضرور ہے کہ وہ مصلحت کیا تھی؟ اور کچھ نہیں تو اسے ایک اور افسانہ لکھنے کا مواد حاصل ہو سکے۔

تار گھر کے اس طرف جہاں آج سے کچھ دن پہلے دو گڑھے کھودے گئے تھے، یا خود بخود کھد گئے تھے، ایک شکستہ ٹرک تین پہیوں اور بہت سی اینٹوں کے سہارے کھڑا ہے۔ معلوم نہیں وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے یا کارپوریشن سے۔ میں تو اس کی بے زبانی کسی حد تک سمجھ سکتا ہوں، لیکن کارپوریشن جو بہت بڑی ڈرامہ نگار ہے، اور اپنے وقت کی آغا حشر ہے۔ اس کی بے زبانی سمجھ لے گی؟ میں اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔

میری رائے ہے کہ ہماری صوبائی حکومت کو فوراً ایک تحقیقاتی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کمیشن ان دو مبینہ گدھوں کے اوپر بٹھا دینی چاہیئے. جب تک یہ کمیشن اپنی اپنی رپورٹ کے کاغذوں سے ان کو پُر کرے گی اور کئی گدھے کھُد جلینگے یا کھو دئے جائیں گے تاکہ ایسی دوسری کمیشنوں کے لئے جگہ پیدا ہو سکے.

تار گھر کے اس طرف کے دو گدھے زندہ باد! اور اس طرف کے دہ گھوڑے اور انسان مردہ باد جو ان ہیں گر کر نہ مر سکے ؛

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام چھٹا خط

چچا جان،

آداب و تسلیمات

یہ میرا چھٹا خط تھا۔ میں نے خود پوسٹ کرایا تھا۔ حیرت ہے، کہاں گم ہو گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام ساتواں خط

چچا جان۔

آداب و تسلیمات ــــ معاف کیجئے گا، میں اس وقت عجیب مخمصے میں گرفتار ہوں۔ میرے پچھلے خط کی رسید مجھے ابھی تک نہیں ملی۔ کیا وجہ ہے؟ ــــ یہ میرا چھٹا خط تھا۔ میں نے خود پوسٹ کرایا تھا۔ حیرت ہے، کہاں گم ہو گیا۔

یہ درست ہے کہ ہمارے یہاں بعض اوقات اگر لاہور سے شیخوپورہ کوئی خط بھیجا جائے تو ڈھائی تین سال کے عرصے میں پہنچتا ہے، اور یہ محض "چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد" کے طور پر دانستہ کیا جاتا ہے، اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لئے کہ ہم پاکستانی شاعر مزاج لوگ ہیں۔ لیکن آپ کے ساتھ ایسی دل لگی کا خیال بھی ہمارے ڈاک خانے کے محکمے کو کبھی آ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وہ سب کا سب آپ کا مفت بھیجا ہوا گندم کھا چکا ہے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں ساری کارستانی رُوس کی ہے، اور اس میں بھارت کا بھی ہاتھ ہے۔ پچھلے دنوں لکھنؤ میں آپ کے اس برخوردار بھلے پر ایک "سمپوزیم" ہُوا تھا۔ اُس میں کسی نے کہا کہ میں آپ کے امریکہ کے لئے اپنے پاکستان میں زمین ہموار کر رہا ہوں۔

کتنی چھچھوری بات ہے۔ ابھی تک آپ نے بُل ڈوزر تو بھیجے نہیں اور یہ ساری دُنیا جانتی ہے۔ میں بھارت کے اس عقل کے اندھے سے پُوچھتا ہوں کہ میں امریکہ کے لئے پاکستان میں زمین کس چیز سے ہموار کر رہا ہوں؟ — اپنے سر سے۔

میری باتیں بہت دیر کے بعد آپ کی سمجھ میں آتی ہیں، صرف اس لئے کہ آپ ہائیڈروجن بموں کے تجربات میں مصروف ہیں۔ آپ کو دین کا ہوش ہے نہ دُنیا کا۔ قبلہ ان بموں کو چھوڑئیے — یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ میرا چھٹا خط، کمیونسٹ یالا بالا لے اُڑیں۔

میرے بس میں ہوتا تو میں اِن شرارت پسندوں کے ایسے کان اینٹھتا کہ بلبلا اُٹھتے، مگر مصیبت یہ ہے کہ میں — اب میں آپ کو کیا بتاؤں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہاں کے سارے بڑے بڑے کمیونسٹ میرے دوست ہیں. مثال کے طور پر احمد ندیم قاسمی، سبطِ حسن، عبداللہ ملک (حالانکہ مجھے اُس سے نفرت ہے۔ بڑا گھٹیا قسم کا کمیونسٹ ہے) فیروز الدین منصور۔ احمد راہی، حمید اختر، ناز ش کاشمیری اور پروفیسر صفدر۔

چچا جان، میں ان لوگوں کے سامنے چوں نہیں کر سکتا، اس لئے کہ میں اِن سے آئے دن قرض لیتا رہتا ہوں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مقروض قرضخواہ کے سامنے کچھ بول نہیں سکتا۔ آپ نے مجھے قرض تو کبھی نہیں دیا۔ البتہ شروع شروع میں جب میں نے آپ کو پہلا خط لکھا تھا تو اُس سے متاثر ہو کر آپ نے خیر سگالی طور پر مجھے مالی امداد بھیجی تھی، یعنی تین سو روپے دیئے تھے۔ اور میں نے آپ کے اس جذبے سے متاثر ہو کر دل میں یہ عہد کر لیا تھا کہ عمر بھر آپ کا ساتھ دوں گا۔ مگر آپ نے میرے اس جذبے کی داد نہ دی اور مالی امداد کا سلسلہ بند کر دیا۔

پیارے چچا جان۔ مجھے بتائیے کہ مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے، کہ آپ سب مجھے سزا دے رہے ہیں۔ لاہور میں جو آپ کا دفتر ہے، اُس کے چپڑاسی بھی مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ دو تین جو نیر افسر جو میرے پاکستانی بھائی ہیں، اُن میں آپ نے ایسے سرخاب کے پَر لگا دیئے ہیں کہ وہ میرا نام سنتے ہی مجھے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آخر میرا قصور ؟ ـــــ میں نے اگر خلوص نیتی سے تسلیم کیا کہ آپ نے میری مالی امداد کی ہے تو اس میں انہوں نے کیا قباحت دیکھی۔ بھارت کو آپ کروڑوں ڈالر دے چکے ہیں، وہ تسلیم کرتا ہے۔ میرے پاکستان کو آپ نے مفت گندم بھیجا۔ یہ غریب بھی تسلیم کرتا ہے۔ کراچی میں ہم لوگوں نے اونٹوں کا جلوس نکالا اور باقاعدہ اشتہار بازی کی کہ آپ نے ہم پہ بہت بڑا کرم کیا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ آپ کا بھیجا ہوا گندم ہضم کرنے کے لئے ہمیں اپنے معدے امریکیانے پڑے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا، آپ بھارت کو اربوں ڈالر قرض دے رہے ہیں، پاکستان کو فوجی امداد دینے کا بھی آپ نے وعدہ کیا ہے، لیکن میرا وظیفہ کیوں نہیں لگا دیتے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ پاکستان کے اتنے بڑے افسانہ نگار کو صرف تین سو روپیاں دے کر آپ نے ہاتھ روک لیا۔ یہ میری ہتک ہے، اور آپ کی بھی۔ اگر آپ وظیفہ نہیں دینا چاہتے تو نہ دیں۔ قرض میں کیا مضائقہ ہے۔ ازراہِ کرم فوراً ایک لاکھ ڈالر مجھے قرض دے ڈالئے تاکہ میں اطمینان کے دو سانس لے سکوں۔

آغا خان کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے کیونکہ وہ بھی بہت بڑا سرمایہ دار ہے۔ اُس کی حال ہی میں پلیٹنم جُبلی منائی گئی تھی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میری بھی ایک جُبلی ہو جائے۔ آپ میرے، پیارے، پیارے، بہت بھلے چچا ہیں، سامنے

چچا ہیں۔ آپ سے جو چلے نہ بگھاروں تو کیا اپنے ملک کے وزیر اعظم محمد علی صاحب سے بگھاروں گا ــــــ خدا کے لئے میری ایک چٹکی کر ڈالئے تاکہ قبر میں میری روح بے چین نہ رہے۔

پاکستانِ ــــ میرا پاکستان اپنے فن کاروں کی قدر دانی میں غافل نہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ مجھ سے جو زیادہ حقدار ہیں اُن کی فہرست بہت لمبی ہے۔ پچھلے دنوں میری حکومت نے خان بہادر محمد عبدالرحمٰن چغتائی کے لئے پانچ سو روپے ماہوار تاحیات کا وظیفہ مقرر کیا۔ خان بہادر صاحب اللہ کے فضل سے صاحبِ جائیداد ہیں، اس لئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ مستحق تھے۔ اس کے بعد خان بہادر ابوالاثر حفیظ جالندھری صاحب کے لئے بھی تاحیات اتنا ہی وظیفہ منظور کیا گیا، اس لئے کہ وہ بھی صاحبِ ثروت ہیں۔

میری باری خدا معلوم کب آئے گی، اس لئے کہ میں الاٹ شدہ مکان میں رہتا ہوں جس کا کرایہ بھی میں ادا نہیں کر سکتا۔

بہت سے مستحق اصحاب پڑے ہیں۔ مثال کے طور پر میاں بشیر احمد بی۔ اے، آکسن مدیر ماہنامہ "ہمایوں" (سابق سفیر ترکی) سید امتیاز علی تاج۔ مسٹر اکرام پی سی ایس۔ فضل احمد کریم فضلی وغیرہ وغیرہ۔ ان کا نمبر پہلے آتا ہے اس لئے کہ ان کو کسی وظیفے کی احتیاج نہیں۔ لیکن میری حکومت کا دل صاف

ہے۔ وہ خدمات دیکھتی ہے، دولت نہیں دیکھتی۔

ویسے میں نے کون سا اتنا بڑا کام کیا ہے جو اِن لوگوں کو چھوڑ کر میری حکومت اپنی توجہ میری طرف منعطف کرے۔ اور ایمان کی بات تو یہ ہے کہ میں صرف اِس بل بوتے پر کہ میں آپ کا بھتیجا ہوں، آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ میری کوئی جیبی کر ڈالیئے۔

میری زندگی کے دن بہت کم ہیں۔ آپ کو دُکھ تو ہوگا، مگر میں کیا کہوں، اِس اختصار کا باعث آپ کی ذاتِ شریف ہے۔ اگر آپ کو میری صحت کا خیال ہوتا تو آپ اور کچھ نہیں تو کم از کم وہاں سے لذیذ ٹلیہ ہی کو میرے پاس بھیج دیتے کہ وہ میری تیمارداری کرتی۔ معلوم نہیں آپ کیوں اتنی غفلت برت رہے ہیں۔ کیا آپ میری موت چاہتے ہیں؟ —— یا کوئی اور بات ہے جسے آپ نے راز بنا کے رکھ چھوڑا ہے؟

مگر یہ راز اب راز نہیں رہا کہ میرے ملک پاکستان میں کمیونزم بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ میں آپ سے کیا چھپاؤں۔ بعض اوقات میرا بھی جی چاہتا ہے کہ سُرخ پر لگا کر سُرخا بن جاؤں —— اب آپ ہی فرمائیے یہ کتنی خطرناک خواہش ہے۔ اِسی لئے میری بزرگوار میں نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ رشیا کے ثقافتی وفد کے توڑ میں وہاں سے اپنی "پن اپ گرلز" کا ایک خیرسگالی وفد روانہ کر دیجئے۔ ساون کے دن آنے والے ہیں۔ اِسی موسم میں ہم لوگ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑے رومانٹک ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے اگر آپ کا ارسال کردہ وفد اِس موسم میں آئے تو بہت اچھا رہے گا۔ اس کا نام "برشگالی وفد" رکھ دیجیئے گا۔

چچا جان۔ میں نے ایک بڑی تشویش ناک خبر سُنی ہے کہ آپ کے یہاں تجارت اور صنعت بڑے نازک دَور سے گذر رہی ہے۔ آپ تو ماشااللہ عقل مند ہیں، لیکن ایک بے وقوف کی بات بھی سُن لیجئے۔ یہ تجارتی اور صنعتی بحران صرف اس لیئے پیدا ہؤا ہے کہ آپ نے کوریا کی جنگ بند کر دی ہے۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی۔ اب آپ ہی سوچئے کہ آپ کے ٹینکوں، بمبار ہوائی جہازوں، توپوں اور بندوقوں کی کھپت کہاں ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عالمی رائے عامہ کی شدید مخالفت کی بنا پہ آپ کو یہ جنگ بند کرنا پڑی ہے، لیکن عالمی رائے عامہ آپ کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔ میرا مطلب ہے سارا عالم آپ کے ایک ہائیڈروجن بم کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کوریا کی جنگ آپ نے بند کر دی ہے۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی۔ خیر اس کو چھوڑیئے۔ آپ ہندوستان اور پاکستان میں جنگ شروع کرا دیجئے۔ کوریا کی جنگ کے فائدے اس جنگ کے فائدوں کے سامنے ماند نہ پڑ گئے تو میں آپ کا بھتیجا نہیں۔

قبلہ ذرا سوچئے یہ جنگ کتنی منفعت بخش تجارت ہوگی۔ آپ کے تمام اسلحہ ساز کارخانے ڈبل شفٹ پہ کام کرنے لگیں گے۔ بھارت بھی آپ سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہتھیار خراب ہے گا اور پاکستان بھی۔ آپ کی پانچوں گھی میں ہوں گی اور سر کڑاہی میں۔

ویسے آپ ہند چینی میں جنگ جاری رکھئے۔ لوگوں کو تلقین کرتے رہئیے کہ یہ بڑا نیک کام ہے۔ فرانسی عوام اور فرانسی حکومت جائے جہنم میں، وہ اس جنگ کے خلاف ہے تو ہُوا کرے۔ ہمیں کوئی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ آخر ہمارا مقصد تو دُنیا میں امن امان قائم کرنا ہے۔ کیوں چچا جان؟

مجھے آپ کے مسٹر ڈلز کا یہ کہنا بہت پسند آیا ہے کہ آزاد دُنیا کا مقصد کمیونزم کو شکست دینا ہے ——— یہ ہے ہائیڈروجن بم کی بُرا ز حرّیت زبان۔

جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغربی اتحاد کا مقصد دوسری اقوام کے درمیان اختلافات کو طاقت کے بغیر حل کرنا ہونا چاہیئے ——— میں پُوچھتا ہوں طاقت کے بغیر کوئی اختلاف آج تک حل ہُوا ہے۔ آج کل تو ساری دُنیا اختلافات سے بھری پڑی ہے اور اس کا حل اس کے سوائے اور کیا ہو سکتا ہے کہ دُنیا کو مکمل تباہی کی تصویر پیش کر دی جائے اور اس سے کہا جائے کہ تم اپنے گھٹنے ٹیک دو۔

برطانیہ کے مسٹر بیوان کا آپ منہ بند کیوں نہیں کرتے۔ آپ کی بلّی آپ ہی کو میاؤں۔ خرذات آپ کے خلاف زہر اُگل رہا ہے۔ آپ کے مسٹر ڈلز کے متعلق کہتا ہے کہ وہ جدید ترین خیالات سے بے بہرہ ہیں اور دُنیا کو ہائیڈروجن بم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے ڈرا دھمکا کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں ۔ اُلّو کہیں کا ۔

چچا جان مجھے بڑا تاؤ آتا ہے جب برطانیہ کا کوئی مسخرا آپ کے خلاف اول جلول بکتا ہے ۔ میری مانیئے ، جزائر برطانیہ ہی کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیجئے ۔ اولوا لعزم لوگوں کے لئے یہ ٹاپو ہمیشہ دردِ سر بنے رہے ہیں ۔ اگر آپ ان کو اڑانا نہیں چاہتے تو وہ بیس میل لمبی کھائی پاٹ دیجئے جو برطانیہ عظمیٰ کو یورپ سے جدا کرتی ہے ۔ اللہ بخشے نپولین بونا پارٹ اور ہر ہٹلر کو اس سے بڑی چڑ تھی ۔ اگر یہ نہ ہوتی تو آج مسٹر بیوان بھی نہ ہوتے اور بہت ممکن ہے آپ بھی غفر اللہ ہو گئے ہوتے ۔ جو پریشانیاں اب آپ کو اٹھانا پڑ رہی ہیں اُن سے آپ کو یقیناً نجات مل جاتی ۔

میں آپ سے سچ کہتا ہوں آگے چل کر آپ کو یہ برطانیہ بہت تنگ کرے گا ۔ میں تو کمبل چھوڑتا ہوں ، کمبل ہی مجھے نہیں چھوڑتا والا معاملہ ہو جائیگا ۔ پچھلی جنگ میں جرمنی نے اٹلی کو اپنے ساتھ ملایا لیکن غریب مصیبت میں گرفتار ہو گیا ۔ لینے کے دینے پڑ گئے ۔ آپ اس چکّر میں نہ پڑیئے گا ۔ بس اپنے اُسی پرانے اصول پر قائم رہیں ۔ "کیش اینڈ کیری" ۔

"دوبارہ انگلستان کو پکڑ کر کے یورپ سے مارنے کا منصوبہ آپ یہ خط ملتے ہی بنا لیں ۔ میرا خیال ہے ، آپ کے انجنیئر ایک مہینے کے اندر اندر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کام سے عہارہ برآہو جائیں گے ۔

میں نے اصل میں یہ خط آپ کو اِس لئے لکھا تھا کہ آپ میری کوئی جبلی منائیں، کیونکہ مجھے اس کا بڑا شوق ہے۔

مجھے لکھتے ہوئے پچیس برس ہونے کو ہیں۔ چہ نجاا ہی سہی، لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور گڑگڑا کر کرتا ہوں کہ اور کچھ نہیں تو میری ایک جُبلی مناڈالئے ۔

چونکہ میرا پیشہ لکھنا ہے۔ اِس مناسبت سے اِس جبلی کا نام " پارکر ففٹی وَن جُبلی " اچھا رہے گا۔ لاہور کے اوپن مارکیٹ میں مجھے پارکر کے ففٹی وَن قلموں میں تُلوا دیجئے۔ ترازو میں احسان بن دانش کی ٹال سے لے لوں گا۔ معلوم نہیں ایک قلم کا وزن کتنا ہوتا ہے۔ میرا وزن اِس وقت ایک من ڈھائی سیر ہے۔ لیکن جبلی کے روز تک یہ گھٹ کے ایک من رہ جائے گا۔ اگر آپ نے دیر کردی تو مجھے بڑی ناامیدی کا سامنا کرنا پڑیگا، اس لئے کہ میرا وزن گھٹتے گھٹتے صفر رہ جائے گا۔

آپ حساب لگا لیجئے کہ ایک من میں پارکر ففٹی ون، قلم کتنے چڑھیں گے لیکن خدارا جلدی کیجئے گا۔

یہاں سب خیریت ہے۔ مولانا بھاشانی اور مسٹر سہروردی ماشاء اللہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دن بدن تگڑے ہو رہے ہیں۔ آپ سے کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا کو آپ ایک عدد خالص امریکی تسبیح اور مسٹر سہروردی کو ایک عدد خالص امریکی کیمرہ روانہ کردیں۔ اُن کی ناراضی دُور ہوجائے گی۔

ہیرا منڈی کی طوائفیں، شورش کاشمیری کے ذریعے سے مُجرا عرض کرتی ہیں۔

مورخہ ۴ اپریل ۵۴ء

آپ کا تابع فرمان
سعادت حسن منٹو
۳۱۔ لکشمی مینشنز ہال روڈ۔ لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طویلے کی بلا

مملکت میں ہر چہار اکناف سے یہ تشویشناک خبریں موصول ہو رہی تھیں کہ "بوزنیت" کی لہریں بڑھتی جا رہی ہیں۔ شروع شروع میں تو سرکار نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہ دی، مگر جب دیکھا کہ پانی سر سے گزرنے والا ہے تو وہ اپنی مشینری حرکت میں لائی۔

قارئین کو بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ "بوزنیت" کیا تھی۔ اس کی تفصیل میں تو ہم جا نہیں سکتے کہ یہ ایک قصہ طولانی ہے۔ اجمالی طور پر اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ تحریک بندروں نے شروع کی تھی، انسانوں کے خلاف — !

ان کا یہ کہنا تھا کہ جب یہ طے ہو چکا ہے کہ انسان ہماری اولاد ہیں، تو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پھر ہم سے یہ بے رُخی کیوں برتتے ہیں، صرف بے رُخی ہی نہیں، بلکہ ہمارے ساتھ نہایت ہی غیر موزوناں سلوک روا رکھتے ہیں۔ ہمارے گلے میں رسّی باندھ کر، ڈگڈگی بجا کر، گلی گلی، کوچے کوچے پھراتے نچاتے اور خود بھیک مانگتے پھرتے ہیں — جیسے ہم انسان ہیں —!

اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انسانوں کے اب وجد ہیں — ان کی رگوں میں ہمارا خون دوڑ رہا ہے، مگر یہ کون کہتا ہے کہ یہ ارتقائی منازل طے کر کے انسان بن گئے ہیں — اگر کوئی ارتقائی منازل نہیں، تو ہم — اتنے کروڑ بندر، آپ انہیں اقلیت کہہ لیجئے (حالانکہ اگر بندر شماری کی جائے تو ہماری تعداد انسانوں کے مقابلے میں یقیناً زیادہ نکلے گی) ان ارتقائی منازل سے کیوں نہ گزرے۔

یہ ارتقائی منازل — بندروں کا کہنا تھا — کیوں خاص بندروں تک محدود رہیں۔ اصل میں ارتقا وغیرہ سب بکواس ہے۔ ان لوگوں نے کوئی ترقی نہیں کی۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تنزل کی طرف گئے ہیں، اس لئے کہ یہ اپنے مقام پر نہیں رہ سکے۔ جو مرتبہ ان کے لئے ودیعت تھا، اُس سے گر کر، بوزنیت سے منحرف ہو کر، یہ ایسے گرے کہ انسان بن گئے۔

اِن کا ارتقا دراصل ان کی اُفتاد ہے — ہم چاہتے ہیں کہ یہ افتادہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بندر، از سرِ نو اپنی اصلیت کی طرف لوٹ آئیں، اور یہ تحریک اسی غرض سے شروع کی گئی ہے، ہمیں ان سے کوئی بغض نہیں، کوئی دشمنی نہیں۔ ہم انہیں اپنے گمراہ بھائی (یا بہنیں) سمجھتے ہیں۔ ہماری تحریک کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ بندر جو آج کل انسان بنے پھرتے ہیں، اور ہماری غفلت کے باعث صاحبِ اقتدار ہو بیٹھے ہیں، اپنی اصلیت پہچانیں اور واپس ہمارے مجلسی واڑے میں چلے آئیں۔

تقریریں عام ہوتی تھیں، سرِ بازار ـــ درونِ خانہ ـــ خفیہ میٹنگوں میں ـــ جن کا لبِ لباب یہ تھا کہ بندر نے انسان کا بہروپ بھر کر جو ظلم و تشدد اور جبر و قہر کا دَور دورہ شروع کیا ہے، اس کا پُر امن احتجاج کیا جائے، جگہ جگہ جلسے کئے جائیں، ہر کوچہ و بازار میں جلوس نکالے جائیں اور یہ نعرے بلند کئے جائیں۔

انسانیت مردہ باد!

بوزنیّت زندہ باد!

شروع شروع میں تو انسانوں نے سمجھا کہ یہ سب تماشہ ہے۔ چنانچہ وہ محظوظ ہوتے رہے ـــ لیکن آہستہ آہستہ بندروں کی تقریریں، اُن کا استدلال، ان کا نظریہ، ان کے دل میں جگہ پکڑنے لگا۔ چنانچہ جیسا کہ خفیہ پولیس کی اطلاعات سے سرکار کو پتہ چلا، کئی انسان، ان بندروں کے مرید ہوئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور بعض معتدبہ اطلاعوں نے یہ بھی بتلایا کہ متعدد انسان ، اپنی انسانیت کھو کر بندر ہو گئے ہیں ـــــ یعنی کہ ان کے دُم اگ آئی ہے اور وہ چار پنجوں کے بل چلتے ہیں ۔

اعلیٰ حکام نے سمجھا کہ یہ سب بکواس ہے ، بندر انسان بن سکتا ہے ، یہ تو ایک مانی ہوئی حقیقت ہے ، لیکن انسان ، بندر کیسے بن سکتا ہے ۔ ایسی ترقیٔ معکوس ، دیدہ بھی نہ شنید ، چنانچہ انہوں نے سرکار کے منشور سے پروپیگنڈا بڑے زوروں پر شروع کر دیا ۔ کہ انسان کبھی بندر نہیں بن سکتا ۔

اُدھر بھی ـــــ یعنی بندروں میں بڑی بڑی قابل ہستیاں موجود تھیں ۔ فوراً انہوں نے اس پروپیگنڈے کا جو جواب دیا کہ جب اس زمانے میں مرد عورت بن سکتا ہے ۔ یا عورت مرد بن سکتی ہے ۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسان ، بندر نہیں بن سکتا ۔ جو کہ اُس کا اصل رُوپ ہے ۔

بندروں پر انسانوں کے پروپیگنڈے کا کچھ اثر ہُوا تھا ۔ اور وہ انسان جو ابھی مکمل طور پر بندر نہیں ہوئے تھے ۔ تذبذب کی حالت میں تھے ۔ کہ وہ بندر بن جائیں یا پھر انسان ہو جائیں ، لیکن بندروں کے اس جواب نے اُن کی متزلزل دماغی اور جسمانی کیفیت سنبھال لی ۔

بندروں کے پروپیگنڈا سیکرٹری نے بڑے زور شور سے حملہ شروع

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیا۔ اس کا سب سے مضبوط نکتہ یہ تھا کہ انسان ہم سے بنے ہیں —— اور صرف گمراہی کے باعث —— کیا انسانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے، کہ وہ ہماری بگڑی ہوئی شکل نہیں۔

سچ پوچھئے تو انسان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ لیکن وہ برابر کہتے رہتے تھے۔ صرف انسانوں کو کہ دیکھو ہم نے بڑی کوششوں، بڑے مرحلوں کے بعد یہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اصلاً بندر تھے، لیکن یہ صرف ہماری قوتِ ارادی تھی۔ ہماری شب و روز کی کشمکش تھی۔ ہماری روحانی بیداری تھی۔ ہمارا عمل و فکر تھا۔ ہماری ارتقائی جد و جہد تھی کہ ہم اس ارفع و اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے —— ایک دوڑ تھی جس میں ہم جیت گئے اور باقی ہار گئے —— جو ہارے ہوئے ہیں۔ وہ ابھی تک بندر کے بندر ہیں —— جب یہ ہمیں اونچے مقام پہ دیکھتے ہیں تو جلتے ہیں —— انہیں جلنے دو۔ ہم مشعلِ ارتقا ہاتھ میں تھامے آگے بڑھتے جائیں گے —— اور بہت ممکن ہے خدا بن جائیں۔

بندر کہتے تھے —— برادران۔ وہ کون سی منزل ہے جس پہ آپ پہنچے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آپ تنزل کی گہرائیوں میں اتر رہے ہیں —— ارتقا کا مسئلہ اپنی جگہ درست ہے ہم اس سے منحرف نہیں۔ لیکن یہ تو بتائیے اتنی منازل طے کرنے اور اتنی صدیاں معاشرے پر معاشرے بنانے کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بعد آپ کا کیا حال ہے ـــــ آپ کی ساری تاریخ جنگ و جدال، کشت و خون، آبرو ریزی و عصمت دری، حکمرانیوں اور محکومیوں سے بھری پڑی ہے ـــــ آپ ہماری ـــــ یعنی اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ پہ نظر ڈالیئے ـــــ کیا آپ کو ایسی کوئی تاریک مثال ڈھونڈنے سے بھی مل سکتی ہے ـــــ ہم ایک شاخ سے دوسری شاخ پہ کودتے ہیں ـــــ مگر اُس شاخ پہ اپنی ملکیت کے لئے ہم کبھی نہیں لڑتے ـــــ تم لوگ ـــــ یعنی انسان، اپنی کتابوں میں ہماری کہانیاں لکھتے رہے ہو۔ جن میں سے ایک بہت مشہور ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کی دُم پکڑ پکڑ کر دریا پر پُل باندھ دیا تھا۔ تم پُل باندھتے ہو ـــــ بڑے بڑے پُل باندھتے ہو کہ تم انسانوں کی عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ لیکن یہ پُل تم خود ہی اُڑا دیتے ہو ـــــ ہمارا باندھا ہُوا پُل کون اُڑا سکتا ہے؟ ـــــ ہم میں سے کسی کی دُم آج تک غدّار نہیں ہوئی ـــــ ہم میں سے کسی کی بیوی آج تک کسی دوسرے بندر سے ہم آغوش نہیں ہوئی ـــــ ہماری بیویاں، ہماری جوئیں نکالتی ہیں، ہر روز ہمارے بالوں میں کنگھی کرتی ہیں ـــــ لیکن اس کے باوجود اُن کے حقوق ویسے ہی ہیں جیسے ہمارے ہیں۔ تمہاری بیویاں جو جھک مارتی ہیں۔ تم اُن سے غافل نہیں ہو ـــــ اور جو تم جھک مارتے ہو، اُن سے تمہاری بیویاں بھی غافل نہیں ـــــ جن معنوں میں تم ہمیں بندر کہتے ہو، اصل میں تم بندر ہو ـــــ اور جن معنوں میں تم خود

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو انسان کہتے ہو، اصل میں وہ ہم ہیں ــــ اور بات اور اصل طرف یہ ہے کہ تم ہماری نسل میں سے ہو ــــ اور جب خون ایک ہو تو کسی نہ کسی جگہ مطابقت آ ہی جاتی ہے۔ اور شاید جو چپقلش ہے۔ وہ بھی اسی وجہ سے ہے ــــ آؤ، ہم تمہیں واپس اپنی آغوش میں بلاتے ہیں ــــ انسانیت کو مردہ باد کہہ کر بوزنیت زندہ باد کہتے ہوئے ہمارے پاس لوٹ آؤ۔ تم یہاں خوش رہو گے۔"

اُدھر سے یہ کہا جاتا۔ بوزنوں نے بجا اس کی ہے۔ وہ ہماری رفعت پہ خار کھاتے ہیں۔ ایک کہانی جو ہم نے اُن کے متعلق جانے کس تاثر کے ماتحت اور وہ بھی صرف بچّوں کے لئے تصنیف کر دی تھی مستند نہیں سمجھی جا سکتی ــــ ورنہ بندر کے انصاف کا قصّہ کون نہیں جانتا جس نے دو بلّیوں کی شکایت کا تصفیہ یوں کیا تھا کہ اپنی میزانِ عدل میں پنیر کا متنازع فیہ ٹکڑہ تول تول کر خود کھا گیا تھا۔"

اس کا جواب بندروں نے یہ دیا کہ میزان اور بٹّے انسانوں کی ایجاد ہیں۔ ہم تو ان کا استعمال ہی نہیں جانتے۔ اصل میں وہ بندر جس نے بلّیوں کو دھوکا دیا تھا خود انسان تھا ــــ اور کیا اس میں کوئی شک ہے کہ وہ بلّیوں کو دھوکا نہیں دیتا ــــ ہم ایسی ہزارہا بلّیاں پیش کر سکتے ہیں جن کو یہ انسان، جو کبھی ہمارے بھائی تھے، چھچھڑوں اور دودھ کے بدلے، دال اور گوبھی پہ پال رہے ہیں۔ اپنی فطرت مسخ کر کے، یہ دو مردوں کی نظرت و جبلّت فنا کرنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر تُلے ہوئے ہیں۔ ہمارے عدل کا مذاق اُڑانے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو انہیں اپنی بنائی ہوئی عدالتیں نظر آسکتی ہیں۔ بڑی بڑی عدالتیں جہاں ہر روز انصاف کا خون ہوتا ہے۔ جہاں ہر روز سیکڑوں بلکہ ہزاروں بے گناہ بے خود پھانسی کے پھندے میں دیتے ہیں۔ لیکن ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں —— جو گمراہ ہو گئے ہیں —— ہماری آغوش ان کے واسطے ہر وقت کھلی ہے —— ہماری دعائیں ہر وقت اِن کے ساتھ ہیں۔ ہم اِن سے کوئی بدلہ نہیں لینا چاہتے "!

لیکن آہستہ آہستہ یہ آواز تبدیل ہوتی گئی اور بندروں کے کیمپ سے یہ صدا آنے لگی کہ ہم انتقام لینا چاہتے ہیں —— اُس ارتقا سے —— اُس نام نہاد ارتقا سے جو بزعمِ خود اِن بندروں نے خود پر طاری کیا اور انسان بن گئے۔

ادھر انسانوں کی طرف سے بھی سخت اقدام عمل میں آئے ہزاروں بندر گرفتار کئے گئے سیکڑوں پر مقدمے چلے اور پھانسی پر لٹکائے گئے۔ لیکن بوزنیت کی تحریک ویسی کی ویسی مضبوط رہی۔ آخر انسانیت کی سرکار نے "بوزنیت" کو خلافِ قانون دے دیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے بوزنے تھے۔ اُن میں سے کچھ تو گرفتار ہوئے، لیکن اکثر بالائے شہر چلے گئے۔ اب ان کو پکڑنا بہت مشکل تھا۔ کون جنگلوں میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ان کے پیچھے دوڑتا پھرے۔ بعض کے متعلق یہ بھی سننے میں آیا کہ وہ بڑے بڑے اعلیٰ انسانی حکام کی کوٹھیوں کے درختوں پہ بسیرا کرتے تھے اور انہیں ہر قسم کی سہولتیں وہاں میسّر تھیں۔ کیونکہ در پردہ یہ بھی "بوزنیت" کے حامی تھے، مگر خائف تھے کہ اُن کے عہدے اور اُن کی مسندیں اُن سے چھن جائیں گی۔

یہ سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ گرفتاریاں ہوتی رہیں۔ چوکوں میں ٹکٹکیاں نصب ہوئیں۔ درّے لگائے گئے۔ کھالیں کھینچی گئیں۔ پیٹ کے بل چلایا گیا۔ کئی ایکٹ اور کئی آرڈی ننس نافذ ہوئے مگر یہ بندر کے بچّے باز نہ آئے اپنی ہٹ پہ قائم رہے۔

اُن کی طرف سے کبھی کبھار ایجی ٹیشن ہوتی تھی۔ بعض اوقات وہ اکٹھے ہوکر انسانوں پہ یلغار بھی بول دیتے تھے۔ بجلی کے تار اپنے تیز تیز دانتوں سے کاٹ دیتے تھے روٹیاں چھین کرلے جاتے تھے۔ ڈگڈگیاں توڑ پھوڑ دیتے تھے رسّیاں تڑا کے نکل بھاگتے تھے۔

اندرونی طور پہ کئی انسانوں کو حلقہ بگوش بوزنیت کرتے تھے۔ دیسی بم چلاتے تھے۔ دہشت زدگی پیدا کرتے تھے اور اکثر اپنی جان پہ کھیل جاتے تھے۔

ان کی جماعت توڑ دی گئی تھی لیکن وہ منتشر ہونے کے باوجود منظّم تھے۔ سرکار کا سر چکرا گیا تھا۔ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

اور جب ایسی صورت پیدا ہوجائے تو ظاہر ہے کہ انسان فریب فریب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجنوں ہوجاتا ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں بھی انسانوں کی فہرست میں داخل ہوں۔ لیکن عجیب بات ہے اور خدا لگتی کہ بندر جیسے تھے ویسے ہی رہے یعنی بندر۔

ان کی حرکات دلچسپی ہی تھیں۔ کھلنڈرانہ۔ اس کے ہاتھ سے چھینا اور یہ جا وہ جا۔ اس کے ہاتھ سے بندوق لی اور لفٹ رائٹ کرتے چلتے بنے۔ اب اب ان پہ لاٹھی چارج کیجئے۔ آنسو بہانے والی گیس پھینکیئے۔ مجال ہے جو ان پہ کوئی اثر ہو۔ وہ تو جیسے سیماب پا تھے۔ آپ نشانہ تانتے ہیں۔ بندوق والتے ہیں مگر وہ اچک کر آپ کے کاندھے پر بیٹھے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہیں۔ اشک آور گیس چھوڑتے ہیں، مگر وہ پھدک کر اس کا رخ آپ کی طرف کر دیتے ہیں۔

سرکار کا ناک میں دم آگیا تھا۔ خفیہ پولیس کی رپورٹ تھی کہ بندروں کی اس تحریک یا سازش یا اس کا جو کچھ بھی نام ہو۔ ان کی اپنی چلائی ہوئی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اس کے عقب میں دانا پوڑھے بڑے انسان کام کر رہے ہیں جو تفریح کے طور پر "بوزنیت" کے حامی ہوگئے ہیں۔ اور مزید تفتیش پہ یہ بات پایۂ تصدیق کو پہنچ چکی تھی۔

یہ چیز سرکار کے لئے اور بھی زیادہ باعثِ تشویش تھی۔ بعض حکام کو تو یہ خدشہ لاحق ہوگیا تھا کہ ایسا نہ ہو وہ خود بھی اس بوزنائی جال میں پھنس جائیں اور اپنی تمام ارتقائی منازل طے کر کے واپس اسی حیوانیت میں چلے جائیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جن سے اُن کے آباؤ اجداد نے بعد مشکل چھٹکارا حاصل کیا تھا۔

سرکار کے لاکھوں جیالوں کے باوجود بندروں کی تحریک دبی نہیں تھی۔ شہروں میں جگہ جگہ دن اور رات میں کئی مرتبہ کسی کوٹھے یا ممٹی پر کوئی بندر نمودار ہو جاتا تھا۔ اور شُن کے ساتھ بھونپو لگا کر نعرے لگانے شروع کر دیتا تھا۔

"انسانیت مردہ باد۔ ڈگڈگی مردہ باد۔ بوزنیّت زندہ باد!"

ایک دن تو حد ہو گئی کہ خود سرکار عالیہ کے ڈرائینگ روم میں ایک من چلا بندر گھس گیا اور سگاروں کا ڈبّہ کھول کر اس میں سے ایک سگار نکال پینے لگا اب سرکار اعلیٰ بھنّا رہے ہیں لیکن بندر ہنس ہنس کے بھبکے لے رہا ہے۔ وہ اُسے ڈراتے ہیں، دھمکاتے ہیں، لیکن وہ بچّہ بوزنہ ایسا ہے کہ ان کو خاطر ہی میں نہیں لاتا کبھی اُچک کر اس صوفے پر بیٹھتا ہے اور کبھی اُس کرسی پہ اور حرکات اس کی بعینہٖ اسی طرح کی تھیں جس طرح سرکار عالیہ کو محسوس ہوتا تھا کہ وہ آئینے میں اپنی شکل دیکھ رہے ہیں وہ اتنی بھنّائیں، اتنی بھنّائیں اندر ہی اندر غصّے اور بے بسی کے باعث انھوں نے اتنے پیچ و تاب کھائے کہ آخر رو پڑے ہیں۔

یہ تمام باتیں ہمیں خاص ذرائع سے موصول ہوئی تھیں۔ ورنہ دوسرے دن اخباروں میں اعلان یہ کیا گیا تھا کہ ایک گستاخ بندر نے سرکار عالیہ کے محل میں گھسنے کی کوشش کی۔ مگر پہرہ داروں نے اُسے وہیں ڈھیر کر دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس واقعہ کے بعد متعلقہ سرکاری محکموں کو کڑی ہدایت ہوئی تھی کہ وہ فوراً بندروں کے فتنے کی سرکوبی کریں اور جو ذرائع بھی استعمال کرنا چاہیں۔ اُنہیں اس کی اجازت ہے۔

خفیہ پولیس کے ناظمِ اعلیٰ کو بندروں کی اتنی فکر نہیں تھی۔ اس نے جب اپنے ماتحت افسروں کو بلایا تو ان سے کہا "میں ان کی بھبکیوں اور گھرکیوں سے نہیں ڈرتا۔ میں ڈرتا ہوں اُن انسانوں سے جو بوزنیت اختیار کر چکے ہیں میں ایک دقیقہ رس آدمی ہوں۔ میں سوچتا ہوں اگر بندر سے انسان بن کر ہم اتنی قیامتیں ڈھا سکتے ہیں۔ اس قدر فتنے برپا کر سکتے ہیں تو واپس بندر بن کر ہم خدا معلوم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ترقی، خواہ وہ معکوس ہی کیوں نہ ہو، ہر لحاظ سے خطرناک ہوتی ہے۔ اس لئے میں تم سے یہی کہونگا کہ ان انسانوں کا کھوج لگاؤ جو حلقۂ بگوش بوزنیت ہو چکے ہیں۔ ان کو اگر تم نے پکڑ لیا تو سمجھو کہ بوزنیت کا خاتمہ ہے۔"

اب خفیہ اور غیر خفیہ پولیس کی تمام کوششیں نو بوزنوں کو گرفتار کرنے پر مرکوز ہو گئیں جو حرارت، ذہانت اور شرارت کا سرچشمہ تھے۔

اس ضمن میں کئی بندر پکڑے گئے۔ قلعے کی چار دیواری میں ان پہ "تھرڈ ڈگری" آزمائی گئی کہ وہ نو بوزنوں کا اتا پتا بتا دیں، مگر انہوں نے ایک لفظ اپنے منہ سے نہ نکالا اور کڑی سے کڑی اذیت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتے رہے ۔ ان کی بنارریوں کی آبرو ریزی ان کی آنکھوں کے سامنے کی گئی مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے آخر تنگ آکر ان کو گولی سے اڑادیا گیا، اور ان کی لاشیں مٹی کا تیل چھڑک کر جلادی گئیں ۔

دوسرے روز ہر شہر میں جگہ جگہ سائیکلو اسٹائل پہ چھپے ہوئے اشتہار چسپاں تھے جس میں انسانوں کو ان کے اس ظلم وتشدد سے آگاہ کیا تھا۔ نہایت ہی مؤثر الفاظ میں اور اپیل کی گئی تھی کہ جس انسان کا دل پسیجے، وہ انسانیت چھوڑ کر ہمارے حلقے میں چلا آئے کہ وہی اس کا اصل مقام ہے۔ یہ اشتہار فوراً ہی اتار لئے گئے مگر ہزاروں انسانوں کی نظر سے گذر چکے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے سب باگڑوں بوزنیت کے حلقے میں شامل ہو گئے ۔

سرکار کی کوئی تدبیر کارگر نہیں جاتی تھی۔ سارے چڑیا گھر (جس کو جیل بنادیا گیا تھا) بندروں سے پُر تھے۔ گرفتاریوں کے اعداد و شمار لئے گئے تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار بندر سلاخوں کے پیچھے ہیں اور بڑے خوش ہیں۔

اگر سرکار ان سے غافل ہوتی تھی تو اندیشہ تھا کہ انقلاب برپا ہو جائیگا ۔ اگر وہ اپنی گرفت مضبوط کرتی تھی اور ظلم وتشدد پہ اترتی تھی تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ خود انسانوں میں اس کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیدار ہو جاتے تھے ــــ اس لئے کہ خون تو آخر ایک ہی تھا۔

آخر سرکار نے یہ سوچا کہ سر جوڑ کے کوئی ایسی ترکیب، کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیئے کہ بوزنوں کی جماعت سے پابندی اُٹھا لی جائے اور ایک کانفرنس منعقد کی جائے جن میں ان کے لیڈروں کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر سمجھائیں۔ تاکہ مصالحت کا کوئی قدم اُٹھ سکے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام آٹھواں خط

چچا جان تسلیم و نیاز ۔

امید ہے کہ میرا ساتواں خط آپ کو مل گیا ہو گا ۔ اس کے جواب کا مجھے انتظار ہے ۔ کیا آپ نے روسی ثقافتی وفد کے توڑ میں کوئی ایسا ہی ثقافتی اور خیر سگالی وفد یہاں پاکستان میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا ؟ ــــ مجھے اس سے ضرور مطلع فرمائیے گا تاکہ اس طرف سے مجھے اطمینان ہو جائے اور میں یہاں کے کمیونسٹوں کو جو ابھی تک روسی وفد کی شاندار کامیابی پر بغلیں بجا رہے ہیں یہ خبر سنا کر بتا دوں کہ میرے چچا جان اس سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ایسا وفد بھیج رہے ہیں جس میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بلین ڈالر ٹانگوں اور بلین ڈالر جوبنوں والی لڑکیاں شامل ہوں گی جن کی ایک جھلک دیکھ کر ہی اُن کی رال ٹپکنے لگے گی۔

آپ کو یہ سُنکر خوشی ہوگی کہ ہمارے صوبے کے وزیر اعظم جناب ملک فیروز خان نون صاحب میدانِ عمل میں کود پڑے ہیں۔ آپ نے پچھلے دنوں زیرِ لب صرف اتنا کہا تھا کہ ہمیں کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں کو دبانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مبارک ہو کہ دبانے کا یہ کام شروع ہوچکا ہے۔ بسم اللہ کمیونسٹوں کے دفتر پہ پولیس کے چھاپے سے ہوئی ہے اور میں یہ خط اسی خوشی میں لکھ رہا ہوں۔

ہمارے اخبار کہتے ہیں کہ بہت جلد "سُرخوں" کی گرفتاریوں کی بھرمار شروع ہوجائے گی۔ محکمہ پولیس نے گرفتار کئے جانے والوں کی فہرست تیار کرلی ہے۔ اللہ نے چاہا تو بہت جلد یہ فتنہ ساز جیلوں میں ہوں گے۔ سب سے پہلے اگر کامریڈ فیروزالدین منصور کو قید کیا گیا تو مجھے بڑی راحت ہوگی۔ اس کو دمے کی شکایت ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ جس کو یہ مرض ہو تو وہ مرنے کا کبھی نام ہی نہیں لیتا۔ یہ مرض کی اگر زیادتی ہے تو کامریڈ منصور کی بھی زیادتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اب اُسے جیل میں ڈالا گیا تو ضرور مرجائیگا ——— خس کم جہاں پاک۔

احمد ندیم قاسمی بھی یقیناً قید کیا جائے گا۔ میاں افتخارالدین نے اُس

کو اپنے پرچے "امروز" کا ایڈیٹر بنا کر بہت بڑا جرم کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ میاں صاحب گرفتار کئے جاتے مگر وہ بڑے کائیاں ہیں۔ پولیس ہتھکڑیاں لیکر اُس کی کوٹھی پہنچے گی تو وہ مسکراتے ہوئے باہر نکلیں گے اور "سٹے آرڈر" دکھا دینگے پچھلے دنوں 'امروز' اور 'پاکستان ٹائمز' کے دفاتر بیں کرائے کی نادہندگی کے باعث تالے لگنے ہی والے تھے کہ ایک "سٹے آرڈر" مداری کے مانند تھیلے سے باہر نکال کر پولیس کی متحیر آنکھوں کے سامنے رکھ دیا گیا تھا۔ بہر حال احمد ندیم قاسمی بھی قصور وار ہے۔ اُس کو اِس کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ کم بخت "پنج دریا" کا قلمی نام لکھ کر آپ کی نادر دل بھری ٹوپی اچھالتا رہتا ہے۔

میری تو یہ رائے ہے کہ آپ پانچ چھ امریکی لڑکیاں (صرف کنواری) اُس کی بہنیں بنا دیں۔ اُس کو راہ راست پر لانے کا یہ نسخہ بہت مجرّب ہے۔ اِس صورت میں اُس کو جیل خانے میں ٹھونسنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ جب پانچوں گھی میں اور سر کڑاہے میں ہوگا تو کمیونزم اُس کے دماغ سے ایسے غائب ہو گی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

جونہی یہاں "سرخوں" کی گرفتاریاں عمل میں آئیں میں آپ کو مطلع کر دونگا۔ میری برخورداریاں نوٹ فرماتے جائیے گا۔ اگر آپ اچھے موڈ میں ہوں تو مجھے تین سو روپے بطور قرض دینا نہ بھولیے گا۔ پچھلا تین سو تو میں نے دو دن کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اندر اندر ہی ختم کر ڈالا تھا اور آپ کی یہ عنایت قریب قریب دو برس پرانی ہو چکی ہے۔

میں نے اپنے پچھلے خط کے متعلق جو آپ تک نہیں پہنچا تفتیش کی ہے۔ جیسا کہ مجھے شک تھا، یہ سب اِن نابکار کمیونسٹوں کی شرارت تھی۔ احمد راہی کو آپ جانتے ہیں؟ — وہی "ترنجن" کا مصنف جس کو ہماری حکومت نے پانچ سو روپیہ انعام دیا تھا کہ اس نے پنجابی زبان میں بڑی پیاری نظمیں لکھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں یہ نظمیں بڑی پیاری اور نرم و نازک ہیں، مگر آپ نہیں جانتے یہ راہی بڑا خطرناک کمیونسٹ ہے۔ پارٹی آفس میں دوسرے ممبر ٹوٹے پیالوں میں چائے پیتے ہیں مگر یہ چھپ چھپ کر بیئر پیتا ہے۔ اور پی کر موٹا ہو رہا ہے۔ میرا دوست ہے۔ میں نے اسی کو خط پوسٹ کرنے کے لئے دیا تھا۔ مگر کمیونسٹ جو ہُوا۔ یہ خط گول کر گیا اور پارٹی کے حوالے کر دیا۔ مجھے ابھی تک پورے طور پر تاؤ نہیں آیا اور میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں۔ ورنہ میں نے سوچ رکھا ہے کہ ایک روز اس کو اتنی بیئر پلاؤں کہ اس کی توند پھٹ جائے۔

ایک دن کم بخت مجھ سے کہنے لگا "تم اپنے چچا سام کو چھوڑو۔ مالنکوف سے خط و کتابت شروع کرو۔ آخر وہ تمہارا ماموں ہے۔ میں نے کہا یہ درست ہے، لیکن وہ میرے سوتیلے ماموں ہیں۔ اُن کو مجھ سے یا مجھ کو اُن سے کبھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

محبّت نہیں ہو سکتی۔ اِس کے علاوہ میں جانتا ہوں کہ اُن کا اپنے سگے بھانجوں سے بھی کوئی اچھا برتاؤ نہیں۔ وہ غریب اُس پر اپنی جان چھڑکتے ہیں۔ اُس سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ پھٹے پُرانے کپڑوں میں اپنی خستہ حالیوں کے باوجود دِن رات اُس کی خدمت کرتے ہیں اور وہ صرف ایک سوکھی شاباشی اپنی سُرخ مہر لگا کر وہاں سے روانہ کر دیتا ہے۔ انگریز چچا اور انگریز ماموں اُس اَردیسی ماموں سے لاکھ درجے بہتر تھے۔ گو سر، خان بہادر اور خان صاحب ایسے خطابوں ہی سے سرفراز فرما کر ٹرخا دیتے تھے، لیکن مالنکوف صاحب یہ بھی نہیں کرتے ــــــ میں جب مانوں کہ وہ عبداللہ ملک کو جو اُن کا سب سے وفادار بھانجا ہے کوئی چھوٹا سا خطاب ہی عطا فرما دیں۔ اُس کے لئے جیل جا کر آرام و اطمینان سے کتابیں لکھنے میں کتنی آسانی ہو جائیگی۔

کچھ بھی ہو۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ نے تو پہلے تین سو روپوؤں ہی میں مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خرید لیا تھا۔ اگر آپ تین سو اور بھیجدیں تو دوسری زندگی میں بھی اس غلامی کو برقرار رکھنے کا وعدہ کرتا ہوں بشرطیکہ اللہ میاں جو آپ سے بڑا ہے میرے لئے پانچ چھ سو روپے ماہوار کا وظیفہ مقرر نہ کر دے۔ اگر اُنہوں نے کسی حور سے میرا نکاح پڑھوا دیا تب مجھے افسوس ہے کہ یہ وعدہ اس صورت میں تو بالکل ایفا نہ ہو سکے گا ــــــ میری صاف بیانی کی داد دیجئے۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں اللہ میاں اور اُس کی حور کے سامنے چوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تنگ بھی نہ کرسکوں گا۔

آج کل ہمارے یہاں شاہی مہمانوں کا تانتا بندھا ہُوا ہے۔ پہلے شاہِ ایران آئے، پھر شاہِ عراق، پھر پرنس علی خاں (آپ کی بیٹا ہیور تھ کے سابق شوہر)۔ مہاراجہ جے پور ــــ اور اب شاہ سعود والئی سعودی عرب۔ ہیں شاہ سعود خلد اللہ ملکہٗ کی آمد کا آنکھوں دیکھا اور کانوں سُنا حال مختصراً بیان کرتا ہوں۔

شاہ سعود اپنے پچیس شہزادوں سمیت ہوائی جہاز کے ذریعے سے کراچی پہنچے جہاں اُن کا بڑا شاندار استقبال ہُوا۔ اُن کے شہزادے اور بھی ہیں معلوم نہیں وہ کیوں نہ آئے۔ شاید اِس لئے کہ دو تین ہوائی جہاز اور درکار ہوں گے، یا اُن کی عمر بہت چھوٹی ہوگی اور وہ اپنی ماؤں کی گود کو ہوائی جہاز پر ترجیح دیتے ہوں گے۔ بات بھی ٹھیک ہے اپنی ماؤں اور اونٹنیوں کا دودھ پینے والے بچے گلیکسو یا کاؤ گیٹ کے خشک دودھ پر کیسے جی سکتے ہیں۔

"چچا جان۔ غور کرنے والی بات ہے۔ شاہ سعود کے ساتھ ماشاء اللہ اُن کے پچیس لڑکے تھے۔ لڑکیاں خدا معلوم کتنی ہوں گی۔ خدا اُن کی عمر دراز کرے اور شاہ کو نظرِ بد سے بچائے۔ مجھے بتائیے کیا آپ کی سات آزادیوں والی مملکت میں کوئی ایسا مردِ مجاہد یا مردِ مردم خیز موجود ہے جس کی اتنی اولاد ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا جان یہ سب ہمارے مذہب اسلام کی دین ہے اور یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ ناچیز کی یہ رائے ہے کہ آپ فوراً اپنی سلطنت کا سرکاری مذہب اسلام قرار دے دیں۔ اس سے بڑے فائدے ہوں گے۔ قریب قریب ہر شادی شدہ مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہو گی۔ اگر ایک عورت چار بچے بھی بڑے بخل سے کام لے کر پیدا کرے تو اس حساب سے سولہ لڑکے لڑکیاں ایک مرد کی مردانگی اور اُس کی بیوی کی زرخیزی کا ثبوت ہونی چاہئیں۔ لڑکے اور لڑکیاں جنگ میں کتنی کام آ سکتی ہیں۔ آپ جہاندیدہ ہیں، خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

میں امرتسر کا رہنے والا ہوں (مسٹر ریڈکلف کی مہربانی سے یہ اب بھارت میں چلا گیا ہے)۔ اس میں ایک حکیم تھے ـــــ محمد ابو تراب۔ آپ نے اپنی زندگی میں دس شادیاں کیں۔ چار چار کر کے نہیں۔ ایک ایک کر کے۔ ان بیویوں سے اُن کی بے شمار اولاد تھی۔ جب انہوں نے نوّے برس کی عمر میں آخری شادی کی تو اُن کے بڑے لڑکے کی عمر چھہتر برس کی اور سب سے چھوٹے کی جو اِس آخری بیوی کے بطن سے پیدا ہوا صرف دو برس تھی۔ ایک سو بارہ برس کی عمر میں آپ کا انتقال یہاں لاہور میں ایک مہاجر کی حیثیت سے ہوا ـــــ کسی شاعر نے اُن کی تاریخِ وفات اس مشہور مصرعے میں نکالی تھی ـــــ

حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

۱۳۷۱ ہجری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ بھی اللہ تبارک تعالےٰ اور اُس کے منظور شدہ مذہب اسلام کی برکت تھی۔ اگر آپ کے شادی شدہ مردوں کو شروع شروع میں چار بیویوں کو بیک وقت سنبھالنے میں کسی قسم کی دقّت محسوس ہو تو شاہ سعود کو اپنے یہاں بُلا کر آپ اُن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ آپ اُن کے دوست ہیں۔ اُن کے والد مرحوم سے تو آپ کی بڑی گاڑھی چھنتی تھی۔ میں نے سُنا تھا کہ آپ نے اُن کے اور اُن کے حرم کے لئے بڑی عالیشان موٹر گاڑیوں کا ایک کارواں تیار کروا کے اُن کو بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ میرا خیال ہے شاہ سعود آپ کو اپنے تمام صدری نسخے بتا دیں گے۔

ہمارے پاکستان کے ساتھ آج کل سوائے ہندوستان اور رُوس کے قریب قریب ہر ملک دلچسپی لے رہا ہے۔ اور یہ سب آپ کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آپ نے ہماری طرف دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا اور ہم اس قابل ہو گئے کہ دوسرے بھی ہم پر نظرِ کرم فرمانے لگے۔

ہم پاکستانی تو اسلام کے نام پر مرمٹتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب ہم مصطفےٰ کمال پاشا اور انور پاشا کے شیدا تھے۔ انور پاشا کے مرنے کی خبر آئی تو ہم سب سوگ کرتے۔ سچ مچ کے آنسوؤں سے روتے۔ جب یہ پتہ چلتا کہ وہ خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہیں تو ہم خوشی سے ناچتے کودتے۔ گھروں میں چراغاں کرتے۔ مصطفےٰ کمال اور انور دونو ایک دوسرے کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جانی دشمن تھے۔ ہمیں اس کا کچھ علم نہیں تھا۔ تو کون کو ہند کی مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ ہم کو بُتن میں سمجھتے تھے نہ نبرہ ہیں، اس کا ہمیں کچھ پتہ تھا، لیکن ہمیں اُن سے محبت تھی کہ وہ ہمارے اسلامی بھائی تھے۔ ہم ایسے شریف النفس اور سادہ لوح آدمی ہیں کہ ہمیں آملے اور چمبیلی کے اُس تیل سے بھی محبت ہے جو یہاں "اسلامی بھائیوں کا تیار کردہ" بکتا ہے اس کو ہم اپنے سروں میں ڈالتے ہیں تو ایسا کیف حاصل ہوتا ہے کہ موعودہ جنت کی تمام لطافتیں اُس کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں — ہم بڑے بُدھو، مگر بڑے پیارے لوگ ہیں۔ خدا رہتی دُنیا تک کہ ہماری تمام صفات قائم رکھے۔

میں بات شاہ سعود کے درود مسعود کی کہہ رہا تھا، لیکن جذباتی ہو کر اسلام کے گُن گانے لگا۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے گُن گانے ہی پڑتے ہیں۔ ہندو مذہب، عیسائی، ریلیجن اور بدھ مت — آخر یہ کیا ہیں۔ کیا ان کے ماننے والوں میں کوئی ایک فرد پچیس لڑکوں کا باپ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

اسی لئے میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا سرکاری مذہب اسلام مقرر فرما دیں تاکہ آپ کو کوئی جاپان فتح کر کے حرامی بچے پیدا کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو — چچا جان کیا آپ کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ حرامی پنا پسند ہے ؟ ــــ میں مسلمان ہوں مجھے تو اس سے خدا اور اُس کے رسولؐ کی قسم سخت نفرت ہے۔ بچے ہی پیدا کرنے ہیں تو اُس کے کتنا سہل طریقہ اسلام میں موجود ہے۔ نکاح پڑھوا لیجیے اور بڑے شوق سے حلال کے بچے پیدا کیجیے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ بھی چار شادیاں کر لیجیے۔ چچی جان اگر بقید حیات ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ مشرف بہ اسلام ہو کر تین اور شادیاں کر سکتے ہیں۔ یہاں پاکستان میں آپ مشہور ایکٹرس عشرت جہاں بیگم کو اپنے رشتۂ مناکحت میں لا سکتے ہیں کہ وہ کئی شوہروں کا تجربہ رکھتی ہے۔

شاہ سعود بڑی پُر اثر شخصیت کے مالک ہیں، طیارے سے باہر نکلتے ہی آپ ہمارے لاہور کے موچی دروازے کے گورنر جنرل جناب غلام محمد صاحب سے بغلگیر ہوئے اور اسلامی بھائیوں کی رجسٹرڈ اخوت و محبت کا مظاہرہ کیا جو بڑا کفر شکن تھا۔

آپ کے اعزاز میں کراچی کے مسلمانوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر نعرے لگائے، جلسے کئے، جلوس نکالے، دعوتیں کیں اور اسلام کی سیزدہ صد سالہ روایات کو قائم رکھا۔ سُنا ہے شاہ سعود اپنے ساتھ ایک ایسا سونے سے بھرا ہوا بکس لائے تھے جو کراچی کے مزدوروں سے بصد مشکل اُٹھایا گیا۔ آپ نے یہ سونا کراچی میں بیچ دیا اور پاکستان کو دس لاکھ روپے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مرحمت فرمائے۔ فیصلہ ہُوا ہے کہ اس روپے سے غریب مہاجرین کے لئے ایک کالونی تعمیر کی جائے گی جس کا نام سعود آباد ہوگا ۔ رہے نام اللہ کا!

معتبر ذرائع سے معلوم ہُوا ہے کہ شاہ سعود خیر سگالی کے طور پر اپنے دو صاحبزادوں کی شادی ہمارے پاکستان میں کرنا چاہتے ہیں۔ زہے نصیب۔

سُنا ہے کراچی میں بیگم شاہ نوازنہ کو جب عرب شہزادوں کے لئے کوئی مناسب رشتہ نہ ملا تو انہوں نے بیگم بشیر کو ٹیلی فون کیا کہ وہ لاہور میں سلسلہ جنبانی کریں، اس لئے کہ لاہور آخر لاہور ہے۔ اس میں شہزادوں کے لائق کنواری لڑکیوں کی کیا کمی ہے۔ چنانچہ سُنا ہے کہ بیگم بشیر نے بیگم جی اے، خان اور بیگم سلمیٰ تصدّق کو ساتھ ملا کر دلّالی کے فرائض سرانجام دیئے اور مختلف اُونچے گھرانوں میں شاہ سعود کے دو ارجمند فرزندوں کے لئے پیغام لے کر گئیں مگر افسوس ہے کہ انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہمارے اُونچے طبقے کی جوان اور ناکتخدا لڑکیوں کو عرب کے یہ "اونٹ" ایک آنکھ نہیں بھائے۔

میں سمجھتا ہوں یہ اُن کی غلطی ہے۔ اس سے پہلے، جب کہ پاکستان نہیں بنا تھا، سعودی عرب سے ہندوستان کے مسلمانوں کا اس قسم کا رشتہ ہو چکا ہے۔ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسمٰعیل غزنوی کے خاندان کی ایک دوشیزہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مرحوم شاہ سعود کے والد بزرگوار جناب عبدالعزیز ابن سعود کے رشتہ منا گنت
میں جا چکی ہیں۔ آپ کو شاید معلوم ہو کہ مولانا اسمٰعیل غزنوی نے اسی سلسلے میں
ستائیس حج کئے تھے۔ حالانکہ ایک ہی حج کافی تھا۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

گو بیگم شبیر، بیگم جی اے خان اور بیگم تصدق کو اس کارِ خیر میں ناکامی
کا سامنا کرنا پڑا ہے، لیکن مجھے یقین ہے کوئی نہ کوئی سبیل نکل آئے گی
اور ہمارے پاکستان سے ایسی دولڑکیاں برآمد ہو جائیں گی جن کو سرزمینِ حجاز
کے شہزادے سرفراز فرما سکیں گے۔

میں نے اپنے کسی پچھلے خط میں اپنے یہاں کی خواتین کے متعلق آپ
کو کچھ لکھا تھا۔ غالباً اُن بلاؤزوں کے بارے میں جو بڑی عمر کی پہنتی ہیں
اور اپنے کلبوت چڑھے پیٹوں کی نمائش کرتی ہیں۔ اس پہ ہماری یونیورسٹی
کے صدر شعبۂ فارسی جناب ڈاکٹر محمد باقر صاحب بہت جز بز ہوئے، آپ نے
مجھے کئی مہذب قسم کی گالیاں دیں اور اس لئے ملعون و مطعون قرار دیا کہ
میں نے اپنے یہاں کی "عورت" کی بے حرمتی کی ہے۔ لاحول ولا ـــــ میں
نے جو کچھ بیان کیا تھا محض یہ تھا کہ بوڑھی عورتوں کو اپنی عمر سے اس قسم کے
نیم عریاں چوچلے زیب نہیں دیتے۔

مجھے ڈر ہے کہ ڈاکٹر صاحب جب میرا یہ خط پڑھیں گے تو مجھ پر پھر یہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الزام دھر دیے گئے کہ میں نے پھر اپنی "عورت" کی بے حرمتی کی ہے —
بات اصل میں یہ ہے کہ ہم لوگ فطرتاً سادہ لوح اور بدّھو ہیں۔ ہماری عورتیں
تو بالکل ہی تمام رنگیاں ہیں۔ جدھر ہوا چلتی ہے ، اُدھر چل پڑتی ہیں۔
شاہ ایران تشریف لائے تو اُونچی سوسائٹی کی لڑکیوں نے طرح طرح
سے خود کو سجایا بنایا کہ شاہ اُن دنوں فارغ تھے (ثریا کو طلاق دے
چکے تھے) مگر انہوں نے اُن سے صرف رسمی دلچسپی لی اور ایران جاکر
ثریا اسفندیاری سے شادی کر لی۔
اس کے بعد پرنس علی آئے۔ وہ بھی فارغ تھے اس لئے کہ آپ کی
رِیتا ہیورتھ اُن سے طلاق حاصل کر چکی تھی۔ ہماری اُونچی سوسائٹی کی لڑکیوں
نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی مانگ، چوٹی درست کی۔ نوک پلک نکالی،
مگر اس شہزادے نے اُن کی ساری اُمنگوں پر ٹھنڈا یخ پانی پھیر! اور آپ نے
ہالی وڈ کی ایک اور ایکٹرس جین ٹیرنی سے معاشقہ شروع کر دیا۔ خدا آپ کی
ساتواں آزادیوں والی مملکت کو قائم و دائم رکھے۔
پھر شاہ عراق آئے۔ مگر ہماری اُونچی سوسائٹی کی باکرہ لڑکیاں اُنہیں دیکھ کر
بہت مایوس ہوئیں اس لئے کہ وہ کم عمر تھے۔ ایک نے کہا ہائے — اس بچے
کا تو کھیل کود کا زمانہ ہے۔ کیوں اس بیچارے پر سلطنت کا بوجھ ڈالا گیا ہے"
اسی طرح ایک بوڑھی (جس کا پیٹ بہت زیادہ ننگا نہیں تھا) شاہِ عراق پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نرس کھاکے کہار، بڈھوں سے اس غریب کو کیا دلچسپی ہوگی — جاؤ اس کے ہم عمر بلاؤ اور اُن سے اس کو ملاؤ "

یہ بھی گئے ۔

اب شاہ سعود تشریف لائے، اپنے بائیس یا پچیس شہزادوں سمیت۔ گورنمنٹ ہاؤس میں اُن کی شاندار دعوت ہوئی جس میں اونچی سوسائٹی کی تمام کتخدا اور ناکتخدا لڑکیوں اور عورتوں نے شرکت کی سگرٹ پینے کی اجازت نہیں تھی — 'عبداللہ' کی بھی نہیں۔ بہر حال وہ سگرٹ کے دھوئیں کے بغیر بہت محظوظ ہوئے — اور یہ حظ انہیں خالص اسلامی مہمان نوازی کی بدولت نصیب ہوا۔ اُن کے دو درجن شہزادوں نے انار کلی میں سینکڑوں پاکستانی جوتے خریدے اور اپنی خیر سگالی کا ثبوت دیا — اب یہ جوتے صحرائے عرب کی ریتوں پر چلیں گے اور اپنی دیرپائی کے فانی نقش ثبت کریں گے۔

یہ خط نامکمل چھوڑ رہا ہوں اس لئے کہ مجھے اپنے ایک پبلشر سے اپنی نئی کتاب کی رائلٹی وصول کرنی ہے۔ دس روز سے وعدے کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے آج دس روپے تو ضرور دیدیگا۔ یہ مل گئے تو میں یہ خط پوسٹ کر سکونگا ورنہ ......

جلن ٹبڑنی کو ایک اُڑتا ہوا بوسہ۔

آپ کا برخوردار

سعادت حسن منٹو

۳۱ - لکھشمی مینشنز - ہال روڈ - لاہور

مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۴ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چچا سام کے نام نواں خط

چچا جان ۔ السلام علیکم ۔

میرا پچھلا خط نامکمل تھا ۔ بس مجھے صرف اتنا ہی یاد رہا ہے ۔ اگر یاد آ گیا کہ میں نے اُس میں کیا لکھا تھا تو میں اُس کو مکمل کر دونگا ۔ میرا حافظہ یہاں کی کشید کی ہوئی شرابیں پی پی کر بہت کمزور ہو گیا ہے ۔ یوں تو پنجاب میں شراب نوشی ممنوع ہے ، مگر کوئی بھی آدمی بارہ روپے دو آنے خرچ کر کے شراب پینے کے لئے پرمٹ حاصل کر سکتا ہے ۔ اس رقم میں پانچ روپے ڈاکٹر کی فیس ہوتے ہیں جو لکھ دیتا ہے کہ جس آدمی نے یہ روپے خرچ کئے ہیں اگر باقاعدہ شراب نہ پیئے تو اُس کے جینے کا کوئی امکان نہیں ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سب مجھے یاد ہے، بہت عرصہ ہؤا آپ نے بھی اپنے ملک میں شراب نوشی قطعاً ممنوع قرار دے دی تھی۔ پرمٹوں کا جھگڑا آپ نے نہیں پالا تھا۔ لیکن اِس کا نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلا تھا۔ بڑے بڑے "گینگسٹر" اور "لوٹ لنگیے" پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے آپ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی ایک متوازی حکومت قائم کر لی تھی۔ آخر کار ناکام ہو کر آپ کو امتناعِ شراب کا حکم واپس لینا پڑا تھا۔

یہاں اس قسم کی کوئی واپسی نہیں ہو گی۔ ہماری حکومت مُلّاؤں کو بھی خوش رکھنا چاہتی ہے اور شرابیوں کو بھی۔ حالانکہ مزے کی بات یہ ہے کہ شرابیوں میں کئی مُلّا موجود ہیں اور مُلّاؤں میں اکثر شرابی۔ بہر حال شراب بکتی رہے گی، اس لئے آپ کو میری طرف سے متردّد نہیں ہونا چاہیئے۔ یوں بھی آپ کافی کٹھور ہیں۔ اتنی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ یہاں کی شراب بڑی ظالم ہے، لیکن آپ نے کبھی اپنے برخوردار بھتیجے کو اس کے نقصانات سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے یہاں کی وسکی بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کی ــــ میں اب اس کے متعلق آپ سے کوئی بات نہیں کروں گا ــــ مجھے جھونکیے بھاڑ میں، میرے ملک پاکستان کی فوجی امداد جاری رکھیئے۔ میں خوش، میرا خدا خوش۔

میں خوش ہوں کہ آپ میرے خطوط اپنے پائپ میں جلا کر نہیں پیتے بلکہ غور سے پڑھتے ہیں اور میرے مشوروں پر کافی توجہ دیتے ہیں۔ اسی خوشی میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کو میں ایک اور مشورہ دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ روزنامہ زمیندار کو آپ اس طور پر مدد دیجئے کہ کانوں کان خبر نہ ہو۔

اُس کے بھینگے مینجنگ ڈائرکٹر اور نیم لنگڑے اڈیٹر کو روپیہ وصول کرنے کا کوئی سلیقہ نہیں۔ بانیٔ "زمیندار" کے فرزند ارجمند مولانا اختر علیخان (جن کو مولانا کا خطاب وراثت میں ملا ہے) بھی یہ سلیقہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے کہ جب اُن کو محکمہ تعلقات عامہ کے سابق ڈائرکٹر میر نور احمد صاحب کی طرف سے ؟ ہزار روپے "منہ بندی" کے ملے تو انہوں نے جھٹ سے ایک نئی امریکن کار خرید لی اور بڑے ٹھاٹ سے اُس کی "مستی" کی رسم ادا کی۔ یہ اُن کی سراسر حماقت تھی۔ وہ اِن دنوں جیل میں ہیں۔ خدا کرے وہ اِسی چار دیواری میں رہیں اور اپنی مزید حماقتوں کا ثبوت نہ دیں، مگر مجھے حیرت ہے کہ اُن کے صاحبزادے بھی جو آجکل "زمیندار" کی مینجنگ اڈیٹری کرتے ہیں، تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود نِرے کھُرے چُغد ہیں۔

پچھلے دنوں اس اخبار کے "نیمو رلنگ" پر میری ہمدردی کا دورہ پڑا تھا۔ اگر آپ کے پاؤں میں لنگ نہ ہوتا تو آپ یقیناً پاکستان کے ڈاکٹر مصدّق ہوتے۔ آپ جب لکھنا شروع کرتے ہیں تو سارے جہاں کا درد آپ کی گردن پر مردِ تسمہ پا کی طرح سوار ہو جاتا ہے۔ آپ کو خبر اس سے پہلے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہی یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ جب ڈاکٹر مصدّق کی اپیل کی سماعت ایران کی عدالت عالیہ میں شروع ہوئی تو اس پاکستانی ظہور الحسن ڈار نے جو بے ڈار، تحریر میں ید طولیٰ رکھتا ہے کہا " میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ مجھے اس طلسمی انگوٹھی پہ پورا اعتماد ہے جو میری بیوی نے مجھے پلیش کی تھی۔"

ایک مرتبہ انہوں نے فوجی عدالت میں سرکاری وکیل کو کشتی لڑنے کی دعوت دے ماری تھی۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ بھوک ہڑتال فرمائیں گے اور خدا کے فضل وکرم سے دو دن کے اندر اندر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے۔ مگر وہ اللہ کو بڑے بھی نہ ہوتے اور ماشاء اللہ زندہ رہے۔ بیہوش تو وہ اکثر ہوتے رہے۔

پاکستانی ڈاکٹر مصدّق یعنی ظہور الحسن ڈار گو ڈاکٹر نہیں، لیکن بیہوش ہوتے رہتے ہیں۔ جب بھی اُن کو غشی کا دورہ پڑتا ہے تو علی سفیان آفاقی اور منصور علی خان اُس کو مولانا ظفر علی خان کا ایجاد کردہ نُسخہ سنگھاتے ہیں تاکہ وہ ہوش میں آئیں اور آج کی ڈائری لکھنے کے قابل ہو سکیں۔ اُنہی کی لنگڑی ٹانگ دیکھ کر کسی ترقی پسند نے ایک شعر کہا تھا جس کا مصرعہ ثانی مجھے یاد رہا ہے ؎

ایک تو ڑی خدا نے دوسری تو ڑے رسول

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میرا خیال ہے یہ اُس ترقی پسند شاعری کی زیادتی تھی، ورنہ ڈار صاحب بڑے کہنہ مشق اخبار نویس ہیں۔ گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہیں ہوتے۔ گالیاں اور دھمکیاں دے کر بھی اُن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور یہ سب اُس طلسمی انگوٹھی کے طفیل ہے جو غالباً لڑکپن میں اُن کو کسی قدردان نے دی تھی۔

مجھے کہنا یہ تھا کہ اگر آپ 'زمیندار' کو اخباری امداد دیں تو میری وساطت سے دیں تاکہ میں اپنے ہمدرد، ظہور الحسن ڈار کے لئے اُس کا حصہ الگ کر کے اُس کے حوالے کر دوں۔ بیچارہ میرے گھر بار کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ میرے مضمون کی عام قیمت پچاس روپے ہے۔ اُس نے اس خیال سے کہ میں اُس گراں قدر رقم کو شراب میں اُڑا دونگا، اپنے خاص نمبر کے لئے مجھ سے ایک مضمون طلب کیا اور اُس کی قیمت احتیاطاً بیس روپے مقرر فرمائی اور یہ تہیہ کیا کہ وہ اس رقم کا چیک میری بیوی کی خدمت میں خود پیش کرے گا تاکہ میری ہمشیرہ پٹنت پر اُس کا احسان رہے —— میں بہرحال اُس کا ممنون و متشکر ہوں کہ اُس کو میری "بدذات" سے اتنی پُرخلوص دلچسپی ہے۔

یہاں کے سب اخباروں میں ایک صرف "زمیندار" ہی ایسا اخبار ہے جس کو آپ کے ڈالر جب چاہے خرید سکتے ہیں۔ اگر اختر علی خان رہا ہو گئے تو میں کوشش کرونگا کہ ظہور الحسن ڈار ہی اُس کا اڈیٹر رہے۔ بڑا برخوردار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لڑکا ہے۔

لیکن آپ اپنے اثر و رسوخ سے کام لیکر میر نور احمد صاحب کو محکمہ تعلقاتِ عامہ کا ڈائرکٹر بنوا دیجئے۔ سرفراز صاحب کسی کام کے آدمی نہیں۔ وہ لاکھوں روپیہ اخباروں میں تقسیم کرنے کے بالکل اہل نہیں۔ بہتر ہوگا اگر آپ روپیہ میری معرفت روانہ کریں۔ میرا اُن پر اس طرح کچھ رعب بھی رہیگا اور آپ کے پروپیگنڈے کا کام بھی میری نگرانی میں بطریق احسن ہوتا رہیگا۔

آپ کے پرچے جو یہاں شائع ہوتے ہیں، اکثر ردّی میں بکتے ہیں "اخبار، ردّی، بوتل والے" آپ کے بہت ممنون و متشکر ہیں۔ ان پرچوں کے کاغذ چونکہ مضبوط ہوتے ہیں، سودا سلف کے لئے لفافے بنانے کے کام آتے ہیں۔ آپ انہیں جاری رکھیئے کہ ہمارے یہاں کاغذ کی شدید قلت ہے، مگر آپ یہاں کے چلتے چلاتے، ردّی میں نہ بکنے والے پرچے خرید سکتے ہیں۔

چچا جان، میں نے ایک بہت تشویشناک خبر پڑھی ہے۔ معلوم نہیں کمیونسٹوں کی پھیلائی ہوئی افواہ ہے یا کیا ہے۔ اخباروں میں لکھا تھا کہ آپ کے یہاں خلافِ وضع فطری کے افعال زوروں پر ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو بڑی شرم کی بات ہے۔ آپ کی ملین ڈالر ٹانگوں والی لڑکیوں کو کیا ہوا۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے اُن کے لئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خدانخواستہ اگر یہ سلسلہ آپ کے یہاں شروع ہو چکا ہے تو اپنے سالے "راوسکی وائلڈ" یہاں روانہ فرما دیجئے۔ یہاں اُن کی کھپت ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی ہم لوگ آپ کی فوجی امداد کے پیشِ نظر ہر خدمت کے لئے تیار ہیں۔

معلوم نہیں، کامریڈ سبطِ حسن نے کسی نہ کسی طرح لفافے سے میرا خط پڑھ لیا ہے۔ میرا خیال ہے یہ وہی خط ہے جو کامریڈ راہی نے بالا بالا اُڑا لیا تھا۔ اِسے پڑھ کر اُس نے مجھے ایک خط لکھا ہے۔ ذرا اُس کی ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے۔ کہتا ہے کہ سعادت تم خود کمیونسٹ ہو۔ چاہے مانو نہ مانو۔ چچا جان یہ خط ضرور آپ کی نظروں سے گذرے گا۔ میں آپ کی ساٹ آزادیوں اور آپ کے ڈالروں کو حاضر ناظر رکھ کے کہتا ہوں کہ میں کبھی کمیونسٹ تھا، نہ اب ہوں۔ یہ محض سبطِ حسن کی شرارت ہے ---- بڑی سُرخ قسم کی، جو آپ کے اور میرے تعلقات خراب کرنے پہ در پے ہے۔ ورنہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں آپ کا برخوردار اور نمک خوار ہوں۔

یہ الگ بات ہے کہ اُن تین سو روپوں کی جو مجھے آپ نے بھیجے تھے صرف جم خانہ وسکی پی تھی (جس کی تعریف میں اپنے کسی پچھلے خط میں کر چکا ہوں) اور ایک ادھیلے کا بھی نمک نہیں خریدا تھا۔ بڑی مصیبت یہ ہے، کہ ڈاکٹروں نے مجھے نمک کھانے سے منع کر رکھا ہے۔ جونہی اُنہوں نے اجازت دی میں آپ کو لکھ دونگا، تاکہ آپ وہاں سے خالص امریکی نمک میری روزمرّہ

کی خوراک کے لئے بھیجتے رہیں اور ہیں صحیح معنوں میں آپ کا نمک خوار کہلا سکوں۔

میں آپ کو ایک بار پھر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں کمیونسٹ نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے قادیانی بن جاؤں مگر کمیونسٹ تو میں کبھی نہیں ہوں گا، اس لئے کہ یہ سارے محض زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہیں۔ ہاتھ سے کچھ بھی دیتے دلاتے نہیں۔ یوں تو قادیانی بھی اسی قسم کے خسیس ہیں، پھر بھی پاکستانی ہیں۔ اس کے علاوہ میں اُن سے کوئی بگاڑ پیدا نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ مجھے معلوم ہے آپ کو ہائیڈروجن بم کے تجربوں کے بعد فوراً ایک نبی کی ضرورت ہوگی جو صرف مرزا بشیر الدین محمود ہی مہیا کر سکتے ہیں۔

آجکل یہاں کے ٹھیٹ مسلمان سر ظفر اللہ کے بہت خلاف ہو رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اُنہیں وزارت کی گدی سے اُتار دیا جائے۔ صرف اس لئے کہ وہ قادیانی ہیں۔ ذاتی طور پہ مجھے اُن سے کوئی پرخاش نہیں، لیکن میں اتنا سمجھتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے بہت کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ اُن کو اپنے یہاں بُلا لیں۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ آپ کے یہاں کی تمام جنسی بے راہ رویوں کو دُور کر دیں گے۔

عراق کی حکومت کی طرف سے آج یہ اعلان سُنا کہ آپ اس اسلامی ملک کو بھی فوجی امداد دینے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ امداد غیر مشروط ہوگی۔ چچا جان، آپ میرے پاس ہوتے تو میں آپ کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاؤں چوم لینا۔ خدا آپ کو رہتی دنیا تک سلامت رکھے۔ اسلامی ممالک پہ آپ کی جو نظر کرم ہو رہی ہے اُس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت جلد مشرّف بہ اسلام ہونے والے ہیں۔

میں اس سے پیشتر آپ کو مذہب اسلام کی چند خوبیاں بیان کر چکا ہوں۔ اگر آپ اس سعادت سے مشرّف ہو چکے ہیں تو فوراً تین شادیاں کر لیجئے (اگر چچی جان بقید حیات ہوں)۔ اپنے یہاں کی مشہور ایکٹرس عشرت جہاں بتو کو میں نے تیار کر لیا ہے۔ آپ کی پہلی شادی (بشرطیکہ آپ کنوارے ہوں) اسی پاکستانی خاتون سے ہونی چاہیئے، اس لئے کہ وہ کئی شوہروں کا تجربہ رکھتی ہے اور پینا پلانا بھی جانتی ہے۔ فی الحال شادی شدہ ہے، لیکن میں اُس سے کہونگا تو وہ اپنے پانچویں یا چھٹے شوہر سے طلاق حاصل کرے گی۔

ہاں۔ چچا جان، یہ میں نے کیا سُنا ہے آپ کی ریٹا ہے ورتھ رُوس جارہی ہے۔ خدا کے لئے اُسے روک لیجئے۔ اُس نے سر آغا خاں کے صاحبزادے پرنس علی خان سے شادی کی تھی۔ مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن اُس کا رُوس جانا مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ابھی تک اس شریر عورت کے کان کیوں نہیں اینٹھے۔

اُس کے رُوس جانے کی خبر مجھے کامریڈ سبطِ حسن نے بڑے

فخر منہاج سے سُنائی تھی۔ کم بخت زیر لب مسکرا رہا تھا جیسے آپ کا مذاق اُڑا رہا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر ریٹا روس چلی گئی تو آپ کا اور میرا دونوں کا ایسا مذاق اُڑے گا کہ طبیعت صاف ہو جائے گی۔

کہیں یہ سیماب صفت ایکٹرس مالنکوف سے شادی کرنے تو نہیں جا رہی۔ اگر یہی سلسلہ ہے اور اس میں آپ کی کوئی سیاسی چال ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ دوسری صورت بہر حال بہت ذلت آفریں اور خطرناک ہے۔

آج کے اخباروں میں یہ بھی لکھا تھا کہ ریٹا کے خلاف اپنی اور شہزادہ علی خان کی بچی یاسمین اور بڑی لڑکی (معلوم نہیں یہ کس خاوند سے ہے) صحیح طور پر پرداخت نہ کرنے کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے اور یہ دونوں لڑکیاں عدالت کی تحویل میں ہیں۔

ریٹا مغربی فلوریڈا میں ہے جہاں حکومت اُس کے چوتھے شوہر کو ملک بدر کرنے کی کوشش میں مصروف ہے ـــــ یہ قصہ کیا ہے؟

میں نے احمد راہی سے پوچھا تھا لیکن وہ گول کر گیا۔ اُس کی باتوں سے البتہ میں اپنی خدا داد ذہانت سے اتنا معلوم کر سکا کہ یہ سب روسیوں کی کارستانی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ ابھی تک خاموش کیوں ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں تو آپ کو یہ رائے دیتا ہوں کہ ربٹا کے چوتھے خاوند کو جو سُنا ہے کہ موسیقار ہے، وہاں پھانسی پر لٹکا دیں یا اُسے ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم بنانے کے راز روس کے پاس پہنچنے کے الزام میں ماخوذ کر کے عمر قید کی سزا کا حکم سُنا دیں اور ربٹا کو فوراً یہاں بھیج دیں اور اُس سے کہیں کہ وہ ہمارے مسٹر سہروردی کو پھانس کر اُس سے شادی کر لے۔ اس کے بعد وہ مولانا بھاشانی سے ازدواجی رشتہ قائم کر سکتی ہے۔ پھر شیرِ بنگال چوہدری فضل حق صاحب بھی خدا کے فضل و کرم سے موجود ہیں اور مشرقی پاکستان کے وزیرِ اعلیٰ مقرر ہیں۔ ان تینوں بڑوں سے یکے بعد دیگرے طلاق لینے کے بعد وہ خواجہ ناظم الدین (سابق وزیرِ اعظم) سے رجوع کر سکتی ہے۔ زندہ رہا تو میں بھی حاضر ہوں، لیکن اس شرط پر کہ آپ میری مالی امداد باقاعدگی سے کرتے رہیں۔

آپ کے اخبارات کی اطلاع ہے کہ اقوام متحدہ میں ہمارے پاکستان کے مستقل مندوب پروفیسر اے۔ ایس۔ بخاری کو شعبۂ اطلاعات کے افسرِ اعلیٰ کا عہدہ پیش کیا جا رہا ہے۔ میں نے تو یہ سُنا تھا کہ سر ظفر اللہ کو علیحدہ کر کے، بخاری صاحب کو وزیرِ خارجہ مقرر کیا جائے گا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُنہیں مستقل طور پر اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے ہیں۔

بخاری صاحب کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اُن کو مجھ سے بہت پیار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے جس کا اظہار وہ ہر پانچویں یا چھٹے برس کے بعد کسی نہ کسی انداز سے کرتے رہتے ہیں۔ آپ تو صرف اتنا جانتے ہوں گے کہ وہ انگریزی زبان کے بہت بڑے جادو بیان مقرر ہیں، لیکن میں اُن کو مزاح نویس کی حیثیت سے بھی جانتا ہوں۔ اُن کا ایک مشہور مضمون "لاہور کا جغرافیہ" ہے جسے پڑھ کر بڑے بوڑھوں کے اس قول کی سو فی صد تصدیق ہو جاتی ہے کہ لاہور، لاہور ہے، اور بخاری، بخاری۔

اُن سے کہئے کہ وہ آپ کے امریکہ کا بھی جغرافیہ لکھیں تاکہ آپ کے حاسدوں اور دنیا سے تمام دُنیا اچھی طرح واقف ہو جائے۔ اس کا روسی زبان میں ترجمہ کرا کے ماموں مالنکوف کو ضرور بھیج دیجئے گا۔

لکھتا میں بھی اچھا ہوں، لیکن مصیبت یہ ہے کہ آپ کے گھر کی مرغی بن کر دال برابر ہو گیا ہوں۔ ورنہ میں آپ کی شان میں ایسے ایسے قصیدے لکھ سکتا ہوں جو نوائے وقت کے حمید نظامی کے فلک کو بھی نہ سوجھ سکتے۔ ایک مرتبہ مجھے اپنے یہاں بلائیے۔ دو تین مہینے اپنی سات آزادیوں کی مملکت کی سیر کرائیے۔ پھر دیکھئے یہ بندۂ آزاد آپ کی تمام خفیہ صلاحیتوں اور خوبیوں کا اعتراف کن جاندار الفاظ میں کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے آپ اس قدر خوش ہوں گے کہ میرا منہ ڈالروں سے بھر دیں گے۔

جاپان کے سائنسدانوں نے ایک اعلان میں اس بات کا انکشاف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا ہے کہ ہائی ڈروجن بم کا موسم پر بھی اثر پڑتا ہے۔ حال ہی میں آپ نے جزائر مارشل میں اس بم کے جو تجربے کئے تھے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جاپان کے موسم پر ان کا یہ اثر پڑا ہے کہ اپریل ختم ہونے کے باوجود وہاں اچھی خاصی سردی ہے۔ معلوم نہیں ان چپٹے نکّے جاپانیوں کو سردی کیوں پسند نہیں۔ ہم پاکستانیوں کو تو بہت پسند ہے۔ آپ مہربانی فرما کے ایک ہائیڈروجن بم ہندوستان پر پھینک دیں۔ ہمارے ہاں گرمیوں کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ سردی ہو جائے تو میں بڑے آرام میں رہونگا۔ ریٹا سے پوچھئے۔ اگر وہ مان جائے تو پاکستان میں اُس کی پہلی شادی مجھی سے ہے۔ جواب سے جلد سرفراز فرمائیے گا۔

آپ کا تابع فرمان بھتیجا

سعادت حسن منٹو

مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۵۴ء

۳۱ لکشمی مینشنز۔ ہال روڈ

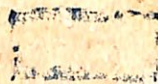
لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انشاء پریس لاہور



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri